دستِ قضا

مقدس بائیل

ابن اسماعیل

...رز، گاؤکدل چوک سری نگر

حضرتِ موسیٰؑ کی قومِ بنی اسرائیل کی تاریخ کا ایک ناقابلِ فراموش باب

دستِ قضا

مصنف۔ رائیڈر ہیگرڈ

مترجم۔ ابنِ اسماعیل

قیمت ——— پچاس روپے

سنِ اشاعت ——— ۱۹۸۸ء

طباعت ———

زیرِ اہتمام ——— معراج الدین

تعداد ——— ایک ہزار

پبلشر: گلشن پبلشرز گاؤکدل چوک سری نگر

DAST-E-QAZA : IBNI ISMAIEL

1988ء : RS. 50.00

GULSHAN PUBLISHERS GOW KADAL CHOWK
SRINAGAR (KMR)

پتہ: شیخ محمد عثمان اینڈ سنز تاجرانِ کتب گاؤکدل چوک سرینگر

فون نمبر ——— 72081

ابنِ اسماعیل کی نئی کتابیں

- کیکڑ ——— 1986ء
- انتخابِ مضامین ——— (زیرِ طبع)
- اسیرِ حیات ——— (زیرِ طبع)

فہرستِ ابواب

۱ درمدح ناقدانِ فن و طفلانِ ادب و اکادمی	ابن اسماعیل	۵
۲ "بوجھ" مقدس رشتے کی پامالی کا المیہ	پروفیسر محمد حسین	۱۱
۳ باتھر کے سائے میں		۱۵
۴ موت اور فرار		۳۲
۵ تم پر عذاب نازل ہوگا!		۴۷
۶ قسمت کی کتاب کی تحریر		۶۴
۷ مقدس آبیس کی پیدائش		۷۸
۸ ستارے بولتے ہیں!		۹۲
۹ روح کی باتیں		۱۰۹
۱۰ نفرت کی دیوی		۱۲۶
۱۱ خداوند خدا کا مقدس پیغمبر		۱۳۹
۱۲ قانون کی دیواریں		۱۵۴
۱۳ پتھر کے جھوٹے صنم		۱۷۱
۱۴ خداوند خدا لامحدود ہے!		۱۸۶
۱۵ درندے کی واپسی		۲۰۱
۱۶ شاہِ بابل بیلشفر کے حضور میں!		۲۱۶
۱۷ فرشتۂ انتقام		۲۴۰

دَر مدح ناقدانِ فن و طفلانِ ادب و اکادمی

بارے موقع نصیب ہوا اردو ادب اور اکادمی اور ان سے بڑھ کر اردو ادب کے نقاد پر چند باتیں کرنے کو۔ اردو ادب کا نقاد، اردو ادب کے قاری کو ایک ٹکٹ میں کئی مزیدار تماشے دکھاتا ہے۔ کبھی میدانِ تنقید میں تالاب کا مینڈک بن کر ڈبکیوں کا کھیل دکھاتا ہے۔ کبھی علمی کم مائیگی کی رقص گاہ میں ناچنے گانے کا تماشہ دکھاتا ہے اور کبھی تعصب، جہالت، خنّاس اور جانبداری کا مارا یہ قلمی چرواہا ذرّے کو آفتاب اور آفتاب کو ذرّۂ بے مقدار بنانے کا کرتب دکھاتا ہے۔ بات بے بات مغربی ادیبوں اور نقادوں کے حوالے صرف اس غرض سے دیتا ہے کہ اس کی جہالت اور تخلیقی فقدان میں کوئی شُبہ باقی نہ رہے۔ سیدھی سادی بات گھما پھرا کر پیش کرنے کا بھی یہی مزہ ہے۔ فن اور فن کار کو پہچاننے کے لئے کئی لٹے سیدھے "بانس" کھڑا کر دینے والا یہ بانس بازمین پر نہیں آسمان پر چلتا ہے۔ پر یہ "بانس" بھی اس کے اپنے تو نہیں ہیں۔ یہ تو اس نے اِدھر اُدھر سے چُرا لئے ہیں۔ "بانس" ہی کیا، اس کا تو سارا سرمایہ "امپورٹڈ" ہے۔ اس کے نظریات امپورٹڈ، اس کے خیالات امپورٹڈ، اس کا قلم امپورٹڈ، اس کا کوٹ اور ٹائی امپورٹڈ، اس کا پائپ امپورٹڈ اور پائپ کا تمباکو امپورٹڈ، ہر چیز ہر شے امپورٹڈ۔ حد تو یہ ہے کہ یہ ہر شے کو اپنی امپورٹڈ عینک سے دیکھتا اور دکھلانے کی سعی کرتا ہے۔ اس کے بس کی بات ہوتی تو اس کے والدین بھی امپورٹڈ ہوتے اور اس ضمن میں تو

وہ اردو زبان کے ادیبوں کو بالکل نہ بخشتا۔ اس کا پُرزور مطالبہ ہوتا کہ ادیبوں کے بھی والدین امپورٹڈ ہونے چاہئیں۔ اس سے اردو ادب و زبان کو اور زیادہ فروغ اور بڑھوتری ملے گی اردو ادب کا یہ "ل۔ڈ بکڑ" نقاد اردو ادب کے کتنے ایسے ادیبوں کی تعریف میں صفحوں کے صفحے برباد کر چکا ہے اور کر رہا ہے جن ادیبوں نے اپنی احمقانہ تحریروں اور فرسودہ و لوچ خیالات سے اردو کے قاری کو "پچ ـــ یا" بنا دیا ہے (مجھے اس بات کا بُری طرح احساس ہے کہ میں نے حدِ ادب سے گرے ہوئے الفاظ استعمال کئے ہیں۔ لیکن کروں بھی کیا۔ کوثر و تسنیم میں دُھلی ہوئی زبان بھی تو استعمال نہیں کر سکتا)

افسوس اور رنج کا مقام ہے کہ انہی نقادوں اور ادیبوں نے پورے ادب میں ایک اجارہ داری قائم کر رکھی ہے اور برسوں سے تنقید اور ادب کے نام پر فضولیات میں اضافہ کر رہے ہیں اور ایک دَم گھٹا دینے والی فضا پیدا کر دی ہے۔ میں جب اپنی وادی کی ادبی فضا پر نظر ڈالتا ہوں تو اندھیرے اور پراگندگی کے سوا کچھ بھی دکھائی نہیں دیتا۔ یہاں پر چند حضرات ایسے ہیں جن کی تحریریں میں برسوں سے مقامی اور غیر مقامی روزناموں اور رسالوں میں دیکھتا آ رہا ہوں۔ فرسودہ اور بعید از عقل جذبات، خیالات اور نظریات کے مبلغ یہ حضرات یونیورسٹی کے پروفیسر اور کلچرل اکادمی کے تنخواہ خوار ہیں۔ یونیورسٹی کے پروفیسر حضرات اُن مشاعروں کی زینت و رونق بنتے ہیں جو مشاعرے ریاستی کلچرل اکادمی اور ریڈیو کشمیر سے اکثر و بیشتر "سرزد" ہو جاتے ہیں۔ مشاعروں میں شرکت کرنے والے یہ پروفیسر لوگ مبلغ چھہتّر روپیوں سے نوازے جاتے ہیں اور ان چھہتّر روپیوں کے عوض یہ اردو شاعری کو نہال کرتے ہیں۔

ریاستی کلچرل اکادمی کے مشاعرے بڑے ہی عجیب و غریب ہوتے ہیں۔ بیٹھے بیٹھے اکادمی کے زعماؤں اور تنخواہ خواروں پر مشاعرہ برپا کرنے کا جنون سوار ہو جاتا ہے۔ چھہتّر روپے والے شاعر نما پروفیسر مدعو کئے جاتے ہیں۔ شہر کے کسی بڑے ہال میں محفلِ خرافات شروع کی جاتی ہے۔ دو تین گھنٹے ریکنے کے بعد محفل اختتام کو پہنچتی ہے۔ ہال میں ان کے سوا اور کوئی نہیں ہوتا۔ لیکن مشاعرے سے متعلق شام کو جو پریس نوٹ جاری کیا جاتا ہے۔ اس کی عبارت کچھ اس طرح کی ہوتی ہے:-

"اکادمی کے زیرِ اہتمام فلاں تاریخ کو ایک عظیم الشان مشاعرہ فلاں جگہ فلاں عظیم نقاد، ادیب ـــ،

اور شاعر کی زیرِ صدارت منعقد ہوا ۔ فلاں فلاں شاعر نے سینکڑوں سامعین (؟) کو اپنے تازہ کلام سے محظوظ کیا ۔ مشاعرہ صبح آٹھ بجے شروع ہوا اور شام آٹھ بجے (؟) اختتام پذیر ہوا۔"

یہ ادب اور اکادمی کے نتھو خیرے، جو خود کو عظیم ادیب، شاعر اور نقاد خیال کرتے ہیں، کوئی بڑا ادبی کارنامہ کیا پیش کریں ۔ مجہول ذہنیت کے حامل یہ لوگ تو معمولی اور ادنیٰ ادب تک تخلیق کرنے سے معذور ہیں ۔ ادب اور اکادمی کے رشتے کو پیسے کے ان مریدوں نے بُری طرح مجروح کیا ہے ۔

وادی میں صحافت کا حال بھی ابتر ہے ۔ صحافت، جو ایک مقدس پیشہ سمجھا جاتا ہے اور اس وقت جب کہ میں یہ سطور رقم کر رہا ہوں، مجھے وہ بے شمار اقوال یاد آرہے ہیں جو مختلف مفکروں اور دانشوروں نے صحافت کی تعریف میں کہے ہیں ۔ ان تمام اقوال کو سامنے رکھ کر یہاں کی صحافت کا جائزہ لیا جائے تو اس کی بڑی غلیظ تصویر ہمارے سامنے آجائے گی ۔

ہم کشمیریوں کی اب یہ عادت بن چکی ہے کہ سچی بات زبان تک لانے سے ڈرتے ہیں ۔ اسی کا نتیجہ ہے کہ پوری قوم پر افلاس، نکبت، بے چارگی اور غلامی مسلط ہو گئی ہے ۔ ہم سب اس بات سے اچھی طرح واقف ہیں کہ وادی میں جو بھی فرد یا ادارہ صحافت کے پیشے سے وابستہ ہے قوم کے تئیں ان کے دلوں اور ان کی پالیسیوں میں رتی بھر بھی ہمدردی اور خیر خواہی نہیں ہے ۔ وہ تو قوم کی پستی، ادبار، درماندگی اور غلامی کی زنجیروں کو اور زیادہ مضبوط کر رہے ہیں ۔ مقدس پیشے سے وابستہ یہ لوگ بلیک میلر اور فریبی ہیں ۔ ان کو اپنے حلوے مانڈے کے سوا کسی دوسری شے سے کوئی غرض نہیں ۔ یہاں کے روزناموں کو دیکھیے ۔ سنسنی خیزی اور بے مغز مضامین کے علاوہ ان میں اور کیا ہوتا ہے ۔ کبھی کبھار کوئی اچھی چیز ان میں نظر آجائے تو وہ سرحد پار کے اخباروں پر قینچی چلا کر حاصل کی گئی ہوگی ۔ ان قینچی مار صحافیوں کا بس چلے تو یہ پاکستان کے روزنامہ "جنگ" اور "نوائے وقت" کا صرف نام بدل کر اپنے روزناموں کے نام سے شائع کر دیں ۔

بات طویل ہو گئی ۔ چلتے چلتے یہ بتادوں کہ "دستِ قضا" "کیڑے" کے بعد میری دوسری کتاب ہے جو "گلشن پبلشرز سرینگر" کے ادارے سے شائع ہو رہی ہے ۔ "کیڑے" کی اشاعت نے میری کیا حالت بنادی ۔ اس کی کہانی آپ کو پروفیسر محمد حسین صاحب سنائیں گے ۔ آج نہ جانے کیوں پروفیسر صاحب میری تعریف

کرنے پر تُلے ہوئے ہیں۔ پورا ایک "قصیدہ" بعنوان "..........." رقم فرمایا ہے
میرے افسانوں کے پہلے مجموعے "کیڑے" میں پروفیسر صاحب کا لکھا مضمون "........ آلام
کی راہوں کا راہی" آپ نے پڑھا ہوگا۔ جس میں پروفیسر صاحب نے مجھے فراری، قنوطی اور یاسیت
کا شکار ثابت کرنے میں کوئی کسر نہیں اٹھا رکھی تھی۔ خدا جانے میری آیندہ آنے والی کتاب کے لئے
وہ کس قسم کا مضمون عنایت فرمائیں گے؟ پروفیسر صاحب سے ہی آپ کو معلوم ہو جائے گا کہ میں
نے عظیم مصنف فیوڈر دستوئفکی کے ناول کا ترجمہ اور دستوئفکی پر اپنا مضمون مکمل کر دیا ہے۔

میری خواہش تھی کہ رائیڈر ہیگرڈ کے ناول کے ترجمے سے پہلے دستوئفکی کے ناول کا ترجمہ
شائع ہو جائے۔ لیکن حالات کے پیشِ نظر ایسا ممکن نہ ہو سکا۔ خیر! دستوئفکی کا شاہکار عنقریب
آپ کے ہاتھوں میں ہوگا۔ انسانی نفسیات کی انتہائی باریک اور عمیق ترین گتھیوں کو آشکارا کرنے والا مرگی
کا مریض، موت کی سزا سے عین وقت پر بچ نکلنے والا "تنگ نظر مکتبی نقاد نگاروں کا معتوب" عظیم
ناول نگار فیوڈر دستوئفکی آج سے لگ بھگ سو سال پہلے صرف جسمانی طور پر مر گیا۔ روحانی طور پر تو
وہ آج بھی ہمارے درمیان موجود ہے۔

میں اپنے کرم فرما "گلشن پبلشرز سرینگر" کے مالک کا احسان مند ہوں جن کی حوصلہ افزائی
نے میرے لئے نئی راہیں، نئے دَر کھول دیئے۔ انہی کی کرم فرمائی کا نتیجہ ہے کہ اس وقت میری
کئی کتابیں طبع زیور سے آراستہ ہو رہی ہیں۔

میں اپنے اُن دیرینہ دوستوں کا بھی بے حد ممنون ہوں جن دوستوں نے میرے افسانوں کے
مجموعے "کیڑے" کی اشاعت کے فوراً بعد مجھ سے قطع تعلق کر دیا۔ اُن دوستوں کا بھی شکریہ ادا کرنا میں
اپنا فرض سمجھتا ہوں جنھوں نے مجھے گالیوں سے بھرے خطوط ارسال فرمائے.............

....

.... مذہبی تنظیموں سے وابستہ اُن مذہب زدہ بزرگ حضرات کا بھی شکریہ، جنھوں نے
عدالتوں میں میرے خلاف مقدمات دائر کرنے والے "مذہبی فریضے" کو بخوبی انجام دیا۔

"اور خدا کے ہاں سرخرو رہے"۔

کچھ "رائیڈر ہیگرڈ" کے بارے میں

"دستِ قضا" انیسویں صدی کے شہرہ آفاق ناول نگار "ہنری رائیڈر ہیگرڈ" کے ایک شاہکار ناول کا ترجمہ ہے۔ لگ بھگ ساٹھ ضخیم ناولوں کا یہ خالق افریقہ اور مصرِ قدیم کی شوکت و عظمت کا اس قدر دلدادہ تھا کہ اپنی ساری عمر افریقہ کے تاریک جنگلوں اور مصر کے وحشتناک ویرانوں اور کھنڈروں میں گزار دی۔ دنیا کا مشہور کلاسیکی ناول "SHE" اسی مصنف کی تخلیق ہے۔ "مون آف اسرائیل، چائلڈ آف سٹارم، میری، اینشنٹ ایلن" اس کے مشہور و معروف ناول ہیں۔ اس کے بیشتر ناولوں کا مستقل کردار "ایلن کوارٹرمین" انگریزی تفریحی ادب میں ایک خاص اہمیت کا حامل ہے۔ اردو داں طبقہ ایک عرصہ تک رائیڈر ہیگرڈ کے نام سے ناآشنا ہی رہا۔ بیسویں صدی کی شاید پہلی دہائی میں اس کا کلوپیٹرا پر لکھا ناول اردو میں "نیل کا سانپ" کے نام سے شائع ہوگیا۔ اس کے کچھ ہی عرصہ بعد یعنی دوسری دہائی کے آغاز میں "SHE" کو کسی رحمانی صاحب نے اردو میں "عذرا" کے نام سے شائع کروایا۔ نام و مقامات یکسر تبدیل کر کے رحمانی صاحب نے اسے اپنا تخلیق کردہ ناول جتلایا تھا اور رائیڈر ہیگرڈ کا نام تک ظاہر نہ کیا تھا۔ تیسری دہائی میں ہیگرڈ کے انتہائی دلچسپ ناول.... "MARY" کا ترجمہ "شہیدِ وفا" کے نام سے منظرِ عام پر آگیا اور نایاب کتابوں کی فہرست میں درج ہوگیا (اب اسی ناول کو مظہر الحق علوی نے "اندھیروں کے سفیر" کے نام سے نسیم بکڈپو لکھنؤ سے شائع کرایا ہے اور پہلے ترجمے سے یہ ترجمہ کچھ زیادہ مختلف نہیں۔ لگتا ہے کہ "شہیدِ وفا" ہی نئے نام اور نئے گٹ اپ کے ساتھ چھاپ دیا گیا ہے) چوتھی، پانچویں اور چھٹی دہائی میں ہیگرڈ کے کئی ناول اردو میں ڈھالے گئے مثلاً "ہمائے روح، گردشِ ایام، مقدس پھول، خوابوں کے شکاری، لالۂ صحرا، نیل کی ساحرہ، فرعون و کلیم، ابابیل، گنجِ سلیمان، کوارٹرمین کے کارنامے، زکائی خونریز، تارِ عنکبوت، اہرام"۔ ان تمام ناولوں کو مظہر الحق علوی صاحب نے ہی اردو لباس پہنایا۔ ناول "SHE" کو بھی علوی صاحب نے "عائشہ" کے نام سے شائع کرا دیا۔

لیکن اتنا کچھ ہونے کے باوجود اردو میں ہیگرڈ کے حالاتِ زندگی سے متعلق کچھ زیادہ مواد دستیاب نہیں ہے۔ لے دے کے وہی کچھ اشارے موجود ہیں جو اس کے ناولوں میں کہیں کہیں پائے جاتے ہیں ورنہ مکمل طور پر اردو داں طبقہ اس عظیم مصنف کی ذاتی زندگی کے حالات سے واقف نہیں ہے۔ مجھے اعتراف ہے کہ میں خود بھی ہیگرڈ کی حالاتِ زندگی سے متعلق اچھی طرح جانکاری حاصل کرنے میں ناکامیاب ہی رہا۔

"دستِ قضا" مصر کے اُس دور کی کہانی ہے جب فراعنہ مصر کے چھبیویں خاندان کا چوتھا فرعون ہوفرا یا اپریس (۵۸۸ قبل مسیح تا ۵۶۹ قبل مسیح) مصر کا فرعون تھا۔ کہانی پُراسرار سرزمین مصر سے شروع ہو کر مختلف ملکوں اور شہروں سے ہوتی ہوئی بابل میں اپنے انجام کو پہنچتی ہے۔ جہاں اس وقت نبوکدنضر کا بیٹا بیلشضر حکمران تھا اور جس کی موت کی تحریر اُس وقت کے بنی اسرائیلیوں کے پیغمبر دانی ایل کے سوا کوئی نہ پڑھ سکا۔ دانی ایل کو جن کا دوسرا نام "بیلطشضر" ہے، دوسرے اسرائیلیوں کے ساتھ بابل کا حکمران نبوکدنضر یروشلم پر چڑھائی کے دوران غلام بنا کر بابل لایا تھا۔ "دستِ قضا" کے آخری باب میں دانی ایل کا ذکر قدرے تفصیل سے بیان کیا گیا ہے اور یہ آخری باب ترجمہ کرتے وقت میں نے ہیگرڈ کے ناول سے زیادہ "بائبل" کی چھبیویں کتاب "دانی ایل" کو زیادہ اہمیت دی ہے اور اس طرح دیگر چھوٹی موٹی تبدیلیوں کے علاوہ ناول کے آخری باب میں کافی تبدیلیاں آگئی ہیں لیکن اس کے باوجود مصنف کے پیغام کو کوئی گزند نہیں پہونچا ہے۔

بائبل کے علاوہ ترجمے کے دوران دیگر کئی کتابیں میرے سامنے رہی ہیں۔ مثلاً "ونڈرس آف پاسٹ"، متھ اینڈ لیجنڈ (ڈونالڈ مکنزی) ایجپشین پرنسز (پروفیسر ایبر) اور ان سب سے بڑھ کر "ہسٹورین ہسٹری آف دی ورلڈ" (ہیروڈوٹس)۔۔۔۔ مجھے پورا یقین ہے کہ اس دلچسپ ترین ناول کی خاطر خواہ پذیرائی ہوگی۔

ابنِ اسماعیل

پروفیسر محمد حسین

بوجھ ـــــ مقدس رشتے کی پامالی کا المیہ

جن لوگوں کے سینوں میں تخلیق کی قندیل روشن ہو وہ راہوں میں کھڑی کی گئی رکاوٹوں اور بچھائے گئے کانٹوں کی پروا نہیں کرتے۔ جیل کی سزا، دہشت پسندی کا الزام، کفر کے فتوے، عدالتوں میں مقدمے، یہ سب کچھ تو ان غیر معمولی انسانوں کے آگے معمولی اور غیر اہم چیزیں ہیں اپنے افسانوں کے پہلے ہی مجموعے کی اشاعت پر یہ سب کچھ پامردی سے جھیلنے والا وادی کشمیر کا سب سے کم عمر ادیب، افسانہ نگار اور شاعر "ابن اسماعیل" اب مذہب اور دین کے اُن ٹھیکیداروں کی نظروں میں بُری طرح کھٹکنے لگا ہے جو مذہب کے ٹھیکیدار کبھی ان کو ہاتھوں ہاتھ لیتے تھے۔ خدا اور دین کو کھوٹے سکوں میں فروخت کرنے والے یہ "ایماندار لوگ" ابن اسماعیل کے خلاف سازشیں کرنے اور عدالتوں میں مقدمات دائر کرنے کی کوششوں میں اس طرح مصروف ہیں جیسے یہ بھی ان کے مقدس مذہبی فرائض میں داخل ہوں۔ کتنی حیرت کی بات ہے کہ نظام مصطفےٰؐ اور قرآنی آئین زمین پر قائم کرنے کے نعرے لگانے والے اور سیکولرازم کی مخالفت کرنے والے یہ عجوبہ روزگار دیندار اپنے مقدمات لادین عدالتوں میں پیش کرتے ہیں۔

زیر طبع کتاب "انتخاب مضامین" کے تیسرے باب میں ابن اسماعیل نے ان نادر روزگار

"ایمانداروں" کے بارے میں سچ ہی لکھا ہے کہ :-

".... سرسری اور سطحی مطالعے اور ناپختہ اور ناقص انفرادی اور اجتماعی کردار کے باعث اس ٹولے کے شعلہ بیان مقرروں اور رہنماؤں نے نہ صرف خود کو غلاظت میں ڈبو دیا بلکہ نادانی اور حماقت سے ملت کا سرمایہ برباد کر ڈالا۔ اپنی فاش غلطیوں اور نادانیوں کی انوکھی تاویلیں اور نرالے جواز لوگوں کے روبرو پیش کئے اور لوگوں کو اُلّو بنایا۔ ہم ذرا گہرائی اور گیرائی سے ان کے انفرادی و اجتماعی کردار کا جائزہ لیں تو بڑی گندی تصویر ہمارے سامنے آجائے گی۔ زہد و تقویٰ کے یہ دعویدار کسی بھی پہلو سے زاہد اور متقی ثابت نہ ہوں گے۔ اس معاملے میں تو ان کا حال تیسرے درجے کے مسلمانوں سے بھی بدتر ہے۔ سوسائٹی اور معاشرے میں اپنے گھروں سے باہر یہ اس بات کی بھرپور کوشش کرتے ہیں کہ باعمل اور پہونچے ہوئے پرہیزگار دکھائی دیں۔ لیکن سوسائٹی اور معاشرے سے باہر اپنے گھروں کے اندر اور وہاں پیدا شدہ دینی اور دنیاوی مسائل میں ان کا زہد و تقویٰ اور دین و مذہب بالکل ٹھپ ہے..... مذہب کے نام پر ان لوگوں نے اپنا اُلّو سیدھا کرنا چاہا اور بُری طرح منہ کی کھائی"۔

مجھے یہ بات معلوم نہ تھی کہ ابن اسماعیل "رائیڈر ہیگرڈ" کی کسی تخلیق کا ترجمہ کرنے میں مصروف ہیں۔ مجھے صرف اس بات کی خبر تھی کہ وہ عظیم ادیب "فیوڈر دستوئفسکی" کے شاہکار "CRIME & PUNISHMENT" پر کام کر رہے ہیں اور انھوں نے دستوئفسکی پر ایک مبسوط مقالہ بھی مکمل کر دیا ہے جو اردو ادب میں بلا مبالغہ معرکے کی چیز ثابت ہوگی۔

مجھے اس بات کا بھی پتہ چلا ہے کہ ابن اسماعیل اپنے افسانوں کے دوسرے مجموعے کی تیاریاں بھی پوری ہیں۔ سمجھ میں نہیں آتا کہ "انتخاب مضامین" اور افسانوں کے دوسرے مجموعے کی اشاعت پر مذہب کے ٹھیکیداروں کا کیا ردعمل ہوگا؟ میرے خیال میں اب وہ کھمبا نوچنے کے علاوہ اور کچھ نہیں کر سکیں گے۔

ابن اسماعیل کو اردو افسانے میں دوام بخشنے کے لئے تین افسانے "کیڑے" "بوجھ" اور "عذاب" جو ان کے افسانوں کے پہلے مجموعے کی زینت بن چکے ہیں" کافی ہیں۔ طویل افسانہ "کیڑے" ایک شاہپارہ ہے جس کا مرکزی کردار "وہ" آج کا ٹوٹا اور کرچی کرچی بکھرا ہوا نوجوان ہے۔ جس کا ماضی شاندار، حال غائب اور مستقبل

مفقود الخبر ہے۔ پریشان خیالات کے ہجوم میں حقیقت کا ناکام متلاشی "وہ" کا افسانے کے آخر میں بھیانک ذہنی دھچکا، موجودہ تہذیب یافتہ معاشرے اور سوسائٹی کا وہ بھیانک انعام ہے جس سے اس کا وزن ہی بدل کر رہ جاتا ہے اور "وہ" خود کو اور دوسرے انسانوں کو کیڑے خیال کرتے ہوئے کیڑے کی طرح رینگنے لگتا ہے اور سارے فلسفے اور تمام قدریں منہ تکتی رہ جاتی ہیں۔ شروع سے لیکر آخر تک افسانہ "کیڑے" ہماری ترقی زدہ تہذیب اور ترقی زدہ دنیا کا سسکتا نوحہ ہے۔

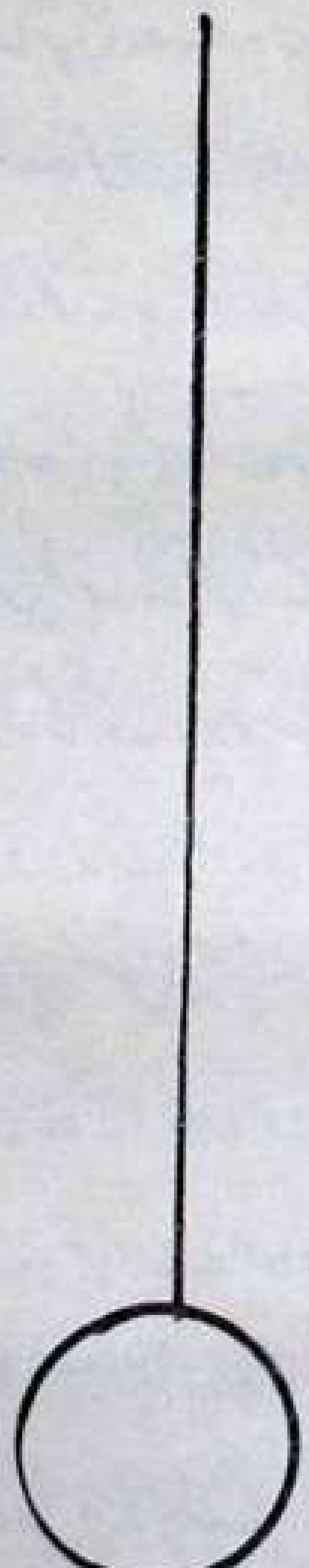
دوسرا افسانہ "بوجھ" ماں بیٹے کے مقدس ترین رشتہ کی پامالی کا المیہ ہے۔ نئے دور اور نئی تہذیب کی بے حسی انسان کے دل و دماغ کو اس قدر ڈھانپ چکی ہے کہ اس کے لیے رشتے ناطے بے معنی سے رہ گئے ہیں۔ ہوس کی تسکین کی خاطر وہ رنڈی پر روپیہ خرچ کرنے کو خوشی خوشی تیار ہے لیکن اپنی مُردہ ماں کے کفن دفن پر روپے خرچ کرتے ہوئے وہ ناک بھوں چڑھاتا ہے اور مذہب اور دھرم کو گالیاں دیتا ہے جنہوں نے کفن دفن جیسی "فضولیات" کا کھڑاگ پھیلایا ہے۔ نئے دور کے بے حس انسان کی بے حسی میں کسا ہوا افسانہ "بوجھ" ایک بے رحم حقیقت ہے اور اردو ادب کا شاہکار، جسے پریم چند کے "کفن" کے مقابلے میں بلا جھجک کھڑا کیا جا سکتا ہے۔

تیسرے افسانے "عذاب" میں انسانی رشتوں کی مہک تو موجود ہے مگر درد و کرب اور عذاب و اذیت میں رچی بسی۔ انسان کے مسلسل عذاب اور غیر مختتم اذیت کی حکایت، جس میں آج کا نوجوان گرفتار ہے۔ بے روزگاری ناکامیابی، سعی لاحاصل، فرسٹریشن، ڈپریشن، سائیکونیوراسس اور منفی انا کے احساس کا مارا، ماضی سے بے خبر، حال سے ناراض، مستقبل سے مایوس، مذہب اور خدا سے نالاں نوجوان افسانہ "بوجھ" کا مرکزی کردار ہے۔ لفاظی اور رومانوی افسانوی روایات سے پاک ابن اسماعیل کے یہ تینوں افسانے، اردو ادب میں گرانقدر افسانے ہیں۔

یہ افسانے پڑھتے وقت اس بات کا بڑی طرح احساس ہو جانے لگتا ہے کہ ابن اسماعیل پر مغربی ادب کا بہت زیادہ اثر غالب ہے۔ جن لوگوں نے رڈیارڈ کپلنگ، مٹے آیمن، جیک لنڈن، ارنسٹ ہیمنگوے، دستوئفسکی اور ایگزینڈر سولنیٹسن کا مطالعہ نہ کیا ہو، وہ ان افسانوں کے بہت سارے مقامات کو سمجھنے میں کامیاب نہیں ہو سکتے۔

دراصل ابن اسماعیل کا مطالعہ وسیع اور بے پناہ ہے۔ اسی سے فائدہ اٹھاتے ہوئے وہ اپنے

قاری کو آزمائش میں ڈال دیتے ہیں۔ آپ اسی ترجمے کو لیجئے جو آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ اس میں جو فٹ نوٹس آپ دیکھ رہے ہیں وہ انہی کی جستجو کا نتیجہ ہیں۔ قدیم مصریات سے متعلق ان کی معلومات دیکھ کر آپ حیران رہ جائیں گے اور آپ کو یہ فیصلہ کرتے وقت بڑی دقت پیش آجائے گی کہ یہ صرف ادیب، افسانہ نگار اور شاعر ہیں یا ایک اچھے تاریخ دان بھی ہیں۔



دست قضا

ہاتھر کے سائے میں

فرعون ہوفرا[1] کا بیٹا رعوس خوب صورتی اور مردانگی کا مکمل ترین نمونہ تھا۔ بال گہرے سُرخ، چہرے کی جلد سپید اور ملائم، آنکھیں نیلی اور چکدار، قد چھ فٹ اور جسم کی ساخت انتہائی پُرکشش۔ حسین عورتیں اس کے آگے پیچھے مکھیوں کی طرح بھنبھناتی پھرتی تھیں۔

رعوس کی ماں قائلو کو، جو یونانی تھی اور کبھی فرعون ہوفرا کی عورتوں میں رہی تھی، فرعون ہوفرا نے اس کی بھلائی کا خیال رکھتے ہوئے اسے ایک دولت مند مصری توپرٹ کے عقد میں دے دیا تھا جو ممفس[2] میں ایک جج کی حیثیت سے کام کرتا تھا۔ توپرٹ اُس وقت

---

[1] خاندانِ فراعنہ کے چھبیسویں خاندان کا چوتھا فرعون۔ ۵۸۸ قبل مسیح تا ۵۶۹ قبل مسیح۔ اسے فرعون ایرلیس بھی کہتے ہیں۔

[2] اس کے معنے ہیں "اچھا مکان"۔ مصری کتابوں میں اسے "ممف" لکھا گیا ہے۔ اس شہر کے بانی کا صحیح طور سے نام معلوم نہیں۔ لیکن غالباً فراعنہ مصر کے اول خاندان سے بھی

قائو کی خوب صورتی دیکھ کر فریفتہ ہو گیا تھا جب وہ ممفس کے معاملے پر اور خاص طور سے اس عبادت خانے کے بارے میں رپورٹ پیش کرنے آیا جو زیرِ تعمیر تھا۔ اپنی رپورٹ پیش کرنے کے بعد جب ممفس لوٹنے کا وقت آیا تو فرعون نے اس سے دریافت کیا کہ کیا وہ کوئی ایسا تحفہ چاہتا ہے جو وہ اسے دے سکتا ہے۔ کیونکہ وہ اس کے کام سے بہت خوش ہے۔

تو برٹا نے کوئی جواب نہ دیا۔ اس کی نظریں رعوس کی ماں قائو پر جا کر ٹھہر گئیں۔ جو شاہی گھرانے کی دوسری عورتوں کے ساتھ کچھ فاصلے پر یونانی لباس میں بیٹھی ہوئی تھی۔

فرعون ہوفرا کچھ دیر غور کرتا رہا۔ پھر کہنے لگا " اگر وہ تمہارے ساتھ جانا پسند کرے

(بقیہ حاشیہ) پہلے یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے ساڑھے تین ہزار سال پہلے آباد تھا۔ خاندانِ اوّل نے اسے اپنا پایۂ تخت بنایا اور ایک ہزار برس تک یہ مختلف خاندانوں کا دارالسلطنت رہا۔ تورات میں "نوف" کے نام سے اس کا ذکر آیا ہے۔ یہ شہر مصر کی صنعت اور حرفت و تہذیب اور تمدّن کا مرکز تھا۔ یہاں ایک بہت بڑی تجارتی منڈی تھی۔ یہاں بڑے بڑے انجینئر اور معمار تھے۔ جنہوں نے اہرام بنائے۔ جو آج بھی عجائباتِ عالم میں شمار کئے جاتے ہیں۔ یہاں بڑے بڑے سکول اور کالج تھے۔ اور تمام دنیا سے علوم و فنون حاصل کرنے کے لئے لوگ آتے تھے۔ شاہانِ اشور اور شاہانِ ایران نے اس شہر کو بُری طرح تباہ کیا اور خوب لوٹا کھسوٹا۔ تاہم یہ آخری زمانہ تک مصری تہذیب کا مرکز رہا۔ یعنی حضرت عیسیٰؑ کے ایک ہزار سال بعد تک آباد تھا۔ اس کے بعد پوری طرح تباہ ہو گیا۔ اس شہر کے کچھ پتھر قاہرہ کی تعمیر میں استعمال کئے گئے۔ یہاں کا خاص دیوتا فتاہ تھا۔ جس کا مشہور عبادت خانہ اس شہر کی عالی شان عمارت کا ایک قابلِ دید نمونہ تھا۔

(ابنِ اسماعیل)

بحوالہ ہیروڈوٹس۔

توتم اسے لے جا سکتے ہو۔ حالانکہ تم کچھ زیادہ خوب صورت نہیں ہو۔ لیکن تمہاری بیوی بن کر وہ اس جگہ سے زیادہ خوش رہ سکے گی۔ اس سے دریافت کرو۔ میری طرف سے اجازت ہے"۔

اجازت ملنے پر توبرٹ نے قاتُو سے دریافت کیا۔ اگرچہ وہ محل کی شان و شوکت اور رہن سہن کو زیادہ پسند کرتی تھی۔ لیکن یہ معلوم ہونے کے بعد کہ توبرٹ لیبھے خاندان کا باعزت اور دولت مند شخص ہے اور اس پر وہ حکومت کر سکے گی' راضی ہو گئی۔۔۔۔ اور پھر۔۔۔ قاتُو' توبرٹ کے ساتھ پورے رسم و رواج کے ساتھ بیاہ دی گئی۔ اس طرح وہ ممفس میں اس کے ساتھ رہنے کے لئے چلی گئی اور اس کا بیٹا رعوس اپنے باپ فرعون ہوفرا کے پاس محل میں گیا۔

شادی سے کئی روز پہلے قاتُو نے رعوس سے کہا

"بیٹے! جب میں کم عمر تھی تو مجھ کو فرعون کے سپرد کر دیا گیا تھا کہ اس کی خدمت کروں۔ اب چونکہ اس کا دل مجھ سے بھر چکا ہے اس لئے وہ مجھے فراموش کر چکا ہے۔ لیکن چونکہ میں اس کی اولاد کی ماں ہوں۔ اس لئے میرے ساتھ بہتر سلوک ہوا ہے۔ اب جبکہ مجھے موقع ملا ہے۔ میں اس سنہری زنجیر کو توڑ کر اس سے آزاد ہو رہی ہوں کہ مجھے پیار کرنے والا ایک شوہر مل گیا۔ اس جگہ رہتے ہوئے میں کہہ نہیں سکتی کہ مجھے اس محل سے کب دودھ کی مکھی کی طرح نکال کر پھینک دیا جائے گا۔ اس کے علاوہ میں صرف اپنی بھلائی کے لئے ایسا نہیں کر رہی ہوں۔ میں ایسا تمہارے لئے کر رہی ہوں۔ اس جگہ محل میں تمہاری عزت ہے۔ فرعون تمہیں پسندیدہ نظروں سے دیکھتا ہے اور کچھ ایسے بھی ہیں جن کا خیال ہے کہ فرعون تمہیں اپنا وارث مقرر کرے گا۔ اور اس کے بعد تم اس کے نقش پا پر چلو گے۔ ممکن ہے یہ خیال اس کے ذہن میں ہو۔ لیکن میرے رہتے ہوئے' مجھے یقین ہے' ایسا کبھی نہ ہو سکے گا۔ کیونکہ میں دربار کی بڑی شخصیتوں کو یاد دلاتی رہوں گی کہ تم اس قوم میں سے ہو جس سے مصری نفرت کرتے ہیں۔ میں اگر یہاں سے چلی جاؤں گی۔۔۔ اور دور چلی جاؤں گی۔۔۔ تو ممکن ہے وہ یہ بات بھول جائیں۔ حالانکہ مجھے خوف ہے کہ تمہاری رنگت اپنی زبان سے خود اپنی کہانی کہتی رہے گی"۔

کچھ دیر تک وہ سانس لیتی رہی اور پھر کہنے لگی

"بیٹے! میں محسوس کر رہی ہوں کہ ان یونانی محافظوں کی وجہ سے، جنہیں فرعون نے ملازم رکھا ہے، یہاں اس محل میں بہت بڑا ہنگامہ وجود میں آجائے گا۔ اس لئے میرے بیٹے! جب کبھی بھی تم پر بپتا آئے۔ تم یہ فراموش نہ کرنا کہ ایک جگہ ایسی بھی ہے جہاں تم اپنے کو محفوظ رکھ سکو گے۔ اس کے علاوہ ممکن ہے کہ میری دولت کی وجہ سے ایک دن تخت حاصل کرنے میں بھی کامیاب ہو جاؤ اور ایک یونانی غلام عورت کو ایک بادشاہ کی ماں بنا سکو۔"

قائلو تو برطہ کے ساتھ چلی گئی۔ فرعون نے اسے قیمتی تحائف دیئے۔ اس کا بیٹا رعوس محل ہی میں رہ کر بڑھتا رہا اور اس پر فرعون کی خاص نظر رہی۔ آخر وہ دن بھی آیا جب اسے کِم[1] کے کاؤنٹ اور فرعون کے ساتھی کی حیثیت کے علاوہ دوسرے خطابات بھی ملے۔ جس کی وجہ سے لوگ اب اس کی تعظیم کو جھکنے لگے اور سوچنے لگے کہ ممکن ہے یونانی ہونے کے باوجود کسی دن اس کے ہاتھ میں عصائے فرعون آجائے۔ یہ سب کچھ تو مشکل نہ تھا۔ مگر ہاتھر[2] نے اس کے دل میں محبت کا ایک ایسا شعلہ روشن کر دیا کہ۔ ۔ ۔ فرعون بننے کے بجائے رعوس کچھ اور ہی بن گیا۔

واقعات اس طرح پیش آئے کہ شاہ بابل نے ان شامی لوگوں پر حملہ کیا جن کا بادشاہ آئی بال نامی ایک بوڑھا تھا۔ جنگ کے دوران بابلیوں نے یہ سوچ کر" کہ ٹھیک موسم آنے پر وہ زیادہ فوج کے ساتھ پھر واپس آئیں گے اور آئی بال کے ملک کو آگ لگا دیں گے"، پیچھے ہٹنا شروع کیا۔

اس جنگ میں آئی بال کی ران پر تیر سے زخم آیا تھا جو اس کی موت کا باعث بنا۔ مرنے سے پیشتر اس نے فرعون ہوفرا سے مدد حاصل کرنے کا ارادہ کیا تھا۔ چونکہ اسے کسی پر بھی اعتبار نہ تھا۔ اس لئے اس نے اپنی جوان اور حسین بیوی اطیرا کو حکم دیا تھا کہ وہ خود مصر کے دربار میں جا کر اپنے ملک کا معاملہ پیش کرے

---

[1] قدیم زمانے کے لوگ مصر کو "کِیم" کہتے تھے۔ یعنی وہ ملک جس کی مٹی یا زمین سیاہ ہو۔

[2] قدیم مصری مظاہر قدرت میں چاند کو بھی کئی طریقوں سے پوجتے تھے۔ وہ اسے کبھی تھوتھ اور کبھی "ہاتھر" کہتے تھے۔

(ابن اسماعیل)

تاکہ فرعون اپنی فوج روانہ کرکے بابلیوں سے اس کی حفاظت کرسکے۔

بوڑھے بادشاہ کو اس بات کا فکر نہ تھا کہ اس کے مرنے کے بعد اس کی جوان بیوی پہ کیا گزرے گی وہ تو صرف اپنے ملک کے لوگوں کی حفاظت کرنا ہی اپنی بڑی ذمہ داری سمجھتا تھا۔ اس نے اطیرا کو قسم دی تھی کہ اگر وہ اپنے کام کو انجام دینے میں ناکام رہے گی تو اس پر خداؤں کا قہر نازل ہو گا اور خود اس کی روح چین نہ پائے گی۔ چونکہ وہ ابھی جوان تھی اور اس کے دل میں دنیا دیکھنے کی خواہش تھی اور خاص طور سے مصر۔ اس لئے خوشی خوشی اس نے حلف اٹھا لیا۔

بے حد خوب صورت اطیرا، جس کی آنکھوں میں ایسی چمک تھی کہ دور سے ہی ہر وہ مرد، جو اس کی آنکھوں میں دیکھتا، کھنچا چلا آتا تھا، اور جس کا ذہن اس قدر تیز تھا کہ وہ ہر شخص کو اپنا ہم نوا بنا سکتی تھی، تخنیے کر سفر پر اس وقت روانہ ہوئی۔ جب اس کے مردہ شوہر کا وارث تخت پر بیٹھ گیا۔

راستے کی تمام مشکلوں کا سامنا کرکے آخر کار وہ مصر پہنچ گئی اور قاصد کو روانہ کیا کہ وہ فرعون کو اس کی آمد کی اطلاع دے دے۔ اور فرعون اس کی اور اس کے ساتھیوں کی حفاظت کا انتظام کر دے۔

اس وقت رعوس، جو بیس سال کا ہو رہا تھا، محافظوں کا کپتان تھا۔ اس لئے یہ کام اس کے سپرد کر دیا گیا کہ اس قاصد کا سواگت کرے اور اسے دربار میں پیش کرے۔

قاصد سے ملاقات کرنے کے بعد فرعون ہوفرا نے درباریوں اور عالموں سے مشورہ کیا اور آخر میں اس نے رعوس کو طلب کیا۔ رعوس اس کے سامنے آگیا تو اس نے کہا

"رعوس! اپنے چند آدمیوں کو لے کر خاتون اطیرا کے پاس جاؤ اور کہو آج اس کی درخواست پر غور کرنے کا وقت گزر چکا ہے۔ کیونکہ سورج غروب کے قریب ہے۔ اس کی درخواست پر کل غور کیا جائے گا۔ اگر ممکن ہو تو تم خود جا کر اس سے بات کرنا۔ کیونکہ وہ تم جیسے نوجوان پر

لے قدیم شامیوں کے کئی دیوتا تھے۔ سب سے بڑا دیوتا "بعل" تھا اسی بعل دیوتا کے نام کا ایک شہر "بعلبک" بھی آباد تھا۔ (ابن اسماعیل)

کسی طرح کا شبہ نہ کر سکے گی۔ بہرحال تم رات اس کے کیمپ میں گزارنا اور یہ معلوم کرنا کہ اس کے یہاں آنے کا صحیح مقصد کیا ہے کل صبح آکر رپورٹ پیش کرنا۔"

رعوس نے یونانی اسلحہ لگا کر، کیونکہ فرعون نے اسی کا حکم دیا تھا، اپنے نئے لباس اور تیز رفتار گھوڑے پر سوار ہو کر اطیرا کے کیمپ کی جانب روانہ ہو گیا۔

ایک گھنٹہ تک قاصد کے ساتھ چلنے کے بعد رعوس کو اطیرا کے کیمپ کی جھلک دکھائی دی جو ریت پر ایک کھیت کے کنارے لگا ہوا تھا۔ کیمپ کافی بڑا تھا۔ بہت سے سیاہ خیمے نظر آرہے تھے جو عربی طرز پر اونٹوں کی کھال سے بنے ہوئے تھے۔ ان کے درمیان ایک بہت بڑا خیمہ تھا جس پر سرخ اور نیلے رنگ کی پٹیاں لگی تھی۔ اس خیمہ کے اوپر تین سروں والا ایک عجیب طرز کا پرچم لہرا رہا تھا۔ جس پر سونے سے ستارے بنائے گئے تھے۔ اس پرچم کو دیکھ کر رعوس سوچنے لگا کہ شاید یہی وہ خیمہ ہے جہاں اطیرا ہو گی جو اپنے کو ملکہ کہتی ہے۔ سوچنے لگا کہ وہ کس طرح کی ملکہ ہو گی۔ کالی کلوٹی یا . . . . سوچوں میں گم وہ اس جگہ پہونچا۔ جہاں در در یہ اونٹ بیٹھے ، جگالی کر رہے تھے۔

رعوس کا گھوڑا عام گھوڑوں کی طرح نہ تھا۔ وہ اونٹ کی بدبو سے بدکتا تھا۔ چنانچہ جوں ہی اونٹ کی بدبو اس کے نتھنوں سے ٹکرائی تو وہ بھڑک اٹھا اور بے تحاشہ اسی بڑے خیمہ کی طرف دوڑنے لگا جس پر سرخ اور نیلی پٹیاں لگی تھیں۔ رعوس گھوڑے کو باوجود کوشش کے قابو میں نہ رکھ سکا۔ سپاہی اور ملازم بھی اسے روکنے کے لئے دوڑے۔ مگر بے سود۔ گھوڑے نے انجیں پرے پھینک دیا۔ وہ رعوس کو اپنی پیٹھ پر لئے خیمے کے پاس پہنچ گیا اور اس جگہ اچانک اس کا پیر ایک رسی سے الجھ گیا۔ جھٹکے کے ساتھ رعوس اس پر سے اچھل کر لڑھکتا ہوا خیمے کے اندر پہنچ گیا۔ اگرچہ اسے کسی طرح کی چوٹ نہ آئی کیونکہ ریت پر دبیز قالین بچھے ہوئے تھے۔ پھر بھی کچھ دیر تک وہ سر پر جمے ہوئے خود کو پکڑے کسی شرابی کی مانند قالین پر بیٹھا ہانپتا اور خود کو سنبھالنے کی کوشش کرتا رہا۔

کچھ دیر خاموشی چھائی رہی۔

پھر اسے ایک ہنسی کی آواز سنائی دی۔ ایک ایسی خوشگوار آواز، جیسے جلترنگ بجنے سے پیدا ہوتی ہے۔ اس کے ساتھ ہی کچھ اور ناخوشگوار قہقہے سنائی دے۔ جو غلاموں اور خادموں کے ہو سکتے تھے۔ اس پر رعوس کو غصہ آگیا اور اس نے کچھ ایسی باتیں کہیں جو اسے نہ کہنی تھیں۔ اس کے بعد اس کا سر چکرایا اور وہ بے ہوش ہوگیا۔ پھر جب اس کے ہوش درست ہوگئے تو اس نے اپنے آپ کو ایک بستر پر پڑے پایا۔ اور ایک کھنکتی آواز یونانی اور بابلی زبان میں حکم دے رہی تھی۔ رعوس اپنے استاد بلیس سے جس قدر بابلی زبان سیکھ سکا تھا۔ اس سے اسے معلوم ہوا کہ اسی کے بارے میں احکام دیئے جا رہے ہیں۔

"اس کے سر سے خود اتار دو۔" کھنکتی آواز نے کہا مگر آواز میں نرمی نہ تھی۔ "او احمق! دیکھتی نہیں، اس کا کنارہ وہاں کے زخم سے ٹکرا رہا ہے۔ بھاگ جا یہاں سے۔ میں خود کرلوں گی۔ ہاں! اب سینہ کی پلیٹ اتارو۔ یہ آسان ہے کیونکہ وہ تسمہ سے بندھی ہے۔۔۔ ایک مصری کی اس قدر صاف جلد۔۔ کوئی بھی عورت اسے پا کر فخر کر سکتی ہے۔ ہائے، کس قدر خوب صورت نوجوان ہے۔ شراب کہاں ہے؟ اٹھا کر آہستہ سے اس کے منہ میں ڈالو۔ نہیں ایسے نہیں۔۔ کیا اسے ڈبونے کا ارادہ ہے۔ لاؤ صراحی مجھے دیدو۔۔۔ ارے وہ بوڑھا حکیم ابھی تک آیا نہیں"۔۔

اسی وقت رعوس نے اپنی آنکھیں کھولنے کی کوشش کی۔ اس کی آنکھیں دو سری آنکھوں سے ٹکرائیں جو اس پر جھکی ہوئی تھیں۔ رعوس کو ایسا محسوس ہوا جیسے کوئی شے ان آنکھوں سے خارج ہو کر اس کے دل میں اتر رہی ہو۔ اس نے یہ بھی محسوس کیا کہ نرم سپید ہاتھ اس کے سر کو سہارا دیئے ہوئے ہے اور ایک خوب صورت عورت کی چھاتی اس کے سینہ سے ٹکرا رہی ہے۔

"میں فرعون ہوفرا کا قاصد ہوں" اس کی سانس تیز ہونے لگی تھی۔ "جو دو ملکوں کا بادشاہ ہے۔ فرعون نے کہا ہے کہ"۔۔۔ رعوس نے وہ الفاظ کہے جو اسے فرعون نے سکھائے تھے۔

"اس کی فکر نہ کرو کہ فرعون نے کیا کہا ہے" وہ عورت جو اس پر جھکی ہوئی تھی، بڑی

پرکشش آواز میں بولی" اس کے دوسرے پیغاموں کی طرح، جو بہت سن چکی ہوں میں، آج کے مقابلے میں کل کا دن زیادہ اچھا رہے گا"۔

شراب جونہی اس نے پی۔ اس کا سر گھومنے لگا اور خیمہ بھی اس کو گھومتا ہوا محسوس ہونے لگا اور پھر کچھ ہی دیر بعد وہ نرم اور گداز بستر پر دراز گہرے گہرے سانس لے رہا تھا۔

رات کا نصف حصہ گزر چکا تھا جب رعوس نے آنکھیں کھولیں۔ خیمے میں چاندی کے لیمپ کی کم روشنی میں اس نے دیکھا کہ کوئی سایہ اس کے بالکل نزدیک کھڑا ہے۔ وہ خوف زدہ ہو کر بولنے ہی والا تھا کہ اس سایہ نے حرکت کی۔ جس کے ساتھ ہی چاندی کے لیمپ کی روشنی تیز ہو گئی۔ اور اس تیز روشنی میں رعوس نے اس سائے کی صورت دیکھی۔ یہ ایک حسین چہرہ تھا

"کون ہو تم؟" رعوس نے آہستہ سے پوچھا

"اطیرا" عورت کے منہ سے ایسی آواز نکلی کہ رعوس کے کانوں میں گھنٹیاں سی بج اٹھیں "فرعون کے بیٹے اور قاصد کاؤنٹ رعوس۔ میں تمہاری میزبان اطیرا ہوں، جو کبھی ملکہ تھی"۔

"یہاں کیوں آئی ہو"؟

"یہ دیکھنے کہ تمہاری حالت کیسی ہے۔ کیونکہ تم کافی زور سے گرے تھے دوم یہ کہ اگر تمہاری حالت ٹھیک ہو تو معلوم کروں کہ فرعون نے کیا پیغام بھیجا تھا"۔

"پیغام طویل نہیں ہے خاتون۔ فرعون کا فرمان ہے کہ وہ تمہاری درخواست پر کل غور کریں گے۔ کیونکہ آج دیر ہو چکی ہے"۔

"کیا فرعون نے تمہیں میری جاسوسی کرنے کے لئے بھیجا ہے"؟

رعوس خاموش رہ گیا

"تم نے کوئی جواب نہیں دیا رعوس۔۔۔ تم دے بھی نہیں سکتے۔ خیر! تمہارا یہ کام بہت آسان ہے۔ کیونکہ میں خود تمہیں وہ تمام باتیں بتا سکتی ہوں جو تم جاننا چاہتے ہو۔ وہ بوڑھا بادشاہ آئی بال، جس کی میں بیوی تھی، مر چکا ہے۔ مرتے وقت اس نے میرے ذمہ یہ کام سونپا تھا کہ اس کی

رعایا کو بابلیوں سے محفوظ رکھوں۔ اس نے مجھ سے اس کام کو کرنے کا حلف لیا تھا کہ اگر میں اس کام میں ناکام رہ گئی تو مجھ پر قہر نازل ہو گا۔ اس لئے میں یہاں آئی ہوں۔ حالانکہ ایک نجومی نے مجھ سے کہا کہ میں اس سفر پر نہ جاؤں۔ کیونکہ شام کا معاملہ بہت ہی خراب ہو چکا ہے اور صرف مصر کی مدد سے ہی بابل کی عظیم طاقت کے سامنے ٹھہر سکے گا۔ مجھے بتاؤ دلیر فرعون! کیا ہو فرا ہماری مدد کرے گا؟"

"میں کوئی جواب نہیں دے سکتا" رعوس نے دھیرے سے کہا "تم خود وہاں جا کر ان سے درخواست کر لو۔"

"میں کیسے کر سکتی ہوں۔ میں اپنے ساتھ سونے اور نادر نمونوں کا تحفہ لے کر آئی ہوں۔ لیکن یہ تحفہ اس شخص کے لئے کیا اہمیت رکھتا ہے۔ جس کے قدموں میں مصر کی پوری دولت ہے۔ میں اس کا دعوہ کر سکتی ہوں کہ ہماری طرف سے خدمت کرنے میں کوئی کوتاہی نہیں ہو گی۔ لیکن اس وقت میری رعایا یہاں سے بہت دُور ہے اور مصر جنگ میں شامل نہیں ہونا چاہتا"۔

"میں اس کے بارے کچھ نہیں کہہ سکتا۔ لیکن تم جس کام سے آئی ہو' اس کام کے لئے تم سے بہتر کوئی اور نہیں ہو سکتا تھا۔ کیونکہ فرعون خوب صورت عورتوں کو پسند کرتے ہیں"۔

"کیا تم مجھے خوب صورت سمجھتے ہو؟ ... ہاں تم ٹھیک ہی کہتے ہو کیونکہ دوسرے بھی یہی کہتے ہیں"۔ ایک گہری سانس لے کر "لیکن ایسی خوب صورتی کس کام کی۔ جس کا کوئی چاہنے والا نہ ہو"۔ اس کی حسین آنکھوں کی چمک میں اضافہ ہو رہا تھا۔

"اس طرح کے معاملوں سے میں کم واقف ہوں خاتون"۔ رعوس کی آواز سرد تھی "لیکن میرا خیال ہے کہ تمہاری جستجو ابھی ختم نہیں ہوئی ہے"۔

"ہاں کاؤنٹ رعوس! میری جستجو ابھی ختم نہیں ہوئی ہے"۔ اس کے ساتھ ہی وہ رعوس پر اس قدر جھکی کہ اس کی ہیجان انگیز سانس رعوس کی چوڑی پیشانی سے ٹکرانے لگی۔ "رات بہت گرم ہے کاؤنٹ! اگر تمہیں پسند ہو تو چلو اس خیمے سے نکل کر کچھ دیر تک چاندنی کی چاندنی میں صحرا کی کھلی ہوا میں سانس لیں۔ محافظوں کو بلانے کی ضرورت نہیں کیونکہ اس جگہ تم اسی طرح محفوظ ہو جس طرح فرعون کے محل میں رہتے ہو"

رعوس تیار ہوگیا تو اطیرا نے اپنی خادماؤں کو بلا کر ساتھ چلنے کے لئے کہا۔ پھر اس نے وہ لباس پہنا جس نے اس کو سر تا پا ڈھانک لیا۔ تیار ہوتے ہی وہ دونوں کسی کی نظر میں آئے بغیر خیمے سے نکل آئے۔

کچھ ہی فاصلے پر ریت کے ایک ٹیلے پر ایک معبد کے کھنڈر کھیت کے کنارے پھیلے ہوئے تھے۔ دو خادموں کے ساتھ وہ دونوں اسی جگہ پہونچے۔ پہلے تو وہ دونوں خادمائیں انکے ساتھ ہی رہی تھیں لیکن کچھ دیر بعد رعوس نے مڑ کر دیکھا تو وہ دونوں غائب تھیں۔ اس نے اس بارے میں اطیرا سے جو اس کے ساتھ چل رہی تھی، کچھ نہ پوچھا۔ اس لئے کہ وہ خود تنہائی چاہتا تھا۔

کھنڈر میں جب وہ داخل ہوئے تو ان کے سامنے محبت کی دیوی ہاتھر کا مجسمہ کھڑا تھا۔ اس مجسمے کے قدموں کے پاس ہی ایک جگہ اندھیرے اطیرا سنگ مرمر کے ایک پتھر پر بیٹھ گئی اور پھر اس نے رعوس کو اپنے قریب بیٹھنے کا اشارہ کیا۔

"یہ کون سی دیوی ہے؟" اس نے ہاتھر کے مجسمے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے پوچھا" جو ایک خوب صورت عورت کی پیشانی پر کسی جانور کا سینگ رکھتی ہے"۔

"ہاتھر۔ عشق و محبت کی دیوی" رعوس نے جواب دیا

"کتنی حیرت کی بات ہے کہ عشق و محبت کی دیوی سینکڑوں سال بعد بھی اس کھنڈر میں کھڑی اس بات کا اعلان کرتی ہے کہ محبت امر ہے... کس قدر حسین رات ہے۔ یہ مست ٹھنڈی ہوا۔ ہائے"۔ اس نے دھیرے سے اپنی حسین آنکھیں بند کرلیں۔ کچھ دیر تک اسی طرح رہنے کے بعد آنکھیں کھول کر رعوس کی طرف، جو اس کے سرخ و سپید رخساروں کو دیکھ رہا تھا، دیکھ کر بولی

"مجھے اپنے بارے میں کچھ بتاؤ کاؤنٹ رعوس"

رعوس نے اسے اپنی کہانی سنائی۔ جسے سن کر وہ بولی

"لیکن کاؤنٹ رعوس! تم نے نصف کہانی سنائی ہے۔ تم نے ہاتھر کو فراموش کر دیا ہے"

"میں سمجھا نہیں" گھبراتے ہوئے رعوس نے نگاہیں نیچی کرتے ہوئے کہا

"تم نے محبت کی کہانی چھوڑی ہے۔ مجھے بتاؤ تم نے کس کس سے محبت کی ہے۔ کیا تم نہیں جانتے کہ عورتیں سب سے زیادہ پیار کی کہانیاں سننا پسند کرتی ہیں"۔

"میں کچھ نہیں جانتا خاتون۔ میں نے کبھی محبت کی ہی نہیں"۔

"اگر یہ حقیقت ہے تو جامِ محبت ابھی تک تمہارے لئے خالی پڑا ہے۔ شاید پیار کی اس دیوی کے سائے میں ہم دونوں اس لئے بیٹھے ہیں کہ سچ سچ باتیں کہیں۔ حالانکہ میں تم سے بڑی ہوں لیکن حقیقت یہ ہے کہ میں نے کبھی محبت نہیں کی ہے آج تک"۔

"لیکن... لیکن تم تو ایک بیوہ عورت ہو"۔

"ہاں! ایک بوڑھے کی بیوہ۔ جس نے مجھ سے میری خوب صورتی، میری ذہانت اور میری دولت کی وجہ سے شادی کی تھی۔ اس سے میں نے اس لئے شادی کی تھی کہ اس نے میری رعایا پر ظلم ڈھانے کی دھمکی دی تھی جس طرح آج شاہِ بابل نے دی ہے۔ آئی بال میرے لئے ایک باپ کے علاوہ اور کچھ نہیں تھا جس کے مرنے کے بعد میں اس کے حکم کی تعمیل میں سفر کر کے اس عظیم فرعون کے پاس آئی ہوں جو مجھے کچھ بھی دینے کی خواہش نہیں رکھتا"۔

رعوحس نے اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا

"تم انتہائی حسین ہو، خاص کر تمہاری آنکھیں۔ کیا شام کے دربار میں کوئی بھی ایسا نہیں تھا۔ جو تمہاری ان آنکھوں کو خوش کر سکتا"؟

"جب تک آئی بال زندہ تھا۔ میں اندھی تھی"۔ وہ آہستہ سے بولی

"اب جب کہ وہ مر چکا ہے خاتون"۔

"اب میں کچھ نہیں کہہ سکتی۔ اب مجھے شوہر کی تلاش نہیں ہے کیونکہ میں ملکہ ہوں اور ہمیشہ آزاد رہ سکتی ہوں کسی کی غلام نہیں کیونکہ شادی بھی غلامی سے کسی طرح کم نہیں ہے۔ لیکن یہ بھی حقیقت ہے کہ میں محبت چاہتی ہوں بشرطیکہ مجھے مل جائے... آؤ یہاں سے... اس دیوی کے سائے سے دور چلیں۔ کیونکہ یہ دیوی میرے دل میں وہ خیال پیدا کر رہی ہے جیسے عرصہ ہوا میں نے اپنے دل سے نکال دیا ہے۔ ہٹو یہاں!

یہ بہت بڑی جگہ ہے۔ یہ دیوی محبت کا اعلان کرتی ہے لیکن یہ کھنڈر موت کی طرف اشارہ کر رہے ہیں۔ آؤ رعوس! ہم ابھی جوان ہیں اور محبت اور موت کے جال سے آزاد۔ موت! جس سے میں نفرت کرتی ہوں۔۔۔ ہاتھر! تو جو پیار اور عشق کی دیوی ہے۔ میں تیرا مذاق اڑاتی ہوں۔ کیوں رعوس! کیا تم بھی میری طرح ہاتھر کا مذاق نہیں اڑاؤ گے"۔ اتنا کہہ کر اس نے اپنی آنکھیں رعوس کی آنکھوں میں ڈال دیں۔ رعوس کا دل ڈوبنے لگا۔ اطیرا کی آنکھوں نے جن میں زبردست سحر تھا، اس کی قوت سلب کر لی۔

"اطیرا"۔ پہلی بار اس نے اطیرا کو اس کے نام سے پکارا" دیویوں کا مذاق اڑانا خطرناک ہے اور خاص طور سے ہاتھر کا۔ میرے خیال میں سب سے زیادہ عقل مندی کی بات یہ ہے کہ ہم دونوں یہاں سے"۔۔۔ الفاظ اس کے منہ میں ہی رہ گئے کیونکہ اس کے لب تو اطیرا نے اپنے لبوں سے ملا دیئے تھے۔

"رعوس" اطیرا کے منہ سے سرسراتی آواز نکلی

"اطیرا" سب کچھ بھول کر رعوس نے اس کے شہد جیسے ہونٹوں کو چباتے ہوئے کہا" تمہاری آنکھیں۔ ان میں وہ چمک ہے جس نے میری قوت سلب کر لی۔ تمہارے یہ ہونٹ! جو میری نس نس میں آگ لگا رہے ہیں اور تمہارا یہ۔۔۔ یہ"۔۔۔ پھر وہ دونوں محبت کی دیوی کے سائے میں ایک دوسرے میں اس طرح گم ہو گئے جیسے برف پانی میں۔۔۔

تھوڑی دیر بعد وہ اٹھے۔ اطیرا کے چہرے پر سرخی اور آنکھوں میں پاگل کر دینے والی مستی تھی لیکن رعوس خزاں رسیدہ پتے کی طرح لرز رہا تھا۔ کیونکہ پہلی بار محبت کے ہاتھوں نے اس کے دل کو اپنی گرفت میں لیا تھا۔

"میرا خیال ہے میں نے کچھ فاصلے پر معبد کے کھنڈر میں ایک سائے کو چھپتے ہوئے دیکھا تھا" رعوس نے دور تک نظر دوڑاتے ہوئے کہا

"شاید کوئی روح ہو گی یا پھر کسی الو کے بازوؤں کا سایہ" اطیرا نے کہا" اس کے علاوہ اگر

وہ کوئی انسان ہی تھا تو اس قدر دور تھا کہ اس اندھیرے میں ہمیں پاس بیٹھے نہیں دیکھ سکتا تھا اور نہ ہی ہماری آواز سن سکتا تھا۔ لیکن رعوس پھر بھی میں تم کو ایک بات سے آگاہ کر دینا چاہتی ہوں۔ میرے ساتھ آئی بال کا ایک شہزادہ نائی نر بھی ہے۔ درمیانی عمر کا ایک داڑھی والا شخص جس کی آنکھیں عقاب کی طرح چمکتی ہیں اس کی ناک طوطے کی چونچ کی مانند ہے۔ وہ مجھ سے ہمیشہ محبت جتاتا آیا ہے اور اب شادی کرنا چاہتا ہے۔ لیکن میں اس سے نفرت کرتی ہوں۔ جب میرے ہاتھ میں طاقت آجائے گی تو میں اس کو فنا کر دوں گی۔ لیکن ابھی وقت نہیں آیا ہے۔ اگر میں فرعون کی دوستی حاصل کر لوں گی اور وہ مجھے آئی بال کے تخت کے لئے نامزد کر دے تو میں طاقت ور ہو جاؤں گی۔ نائی نر کے ساتھیوں کی تعداد زیادہ ہے اور میرے ساتھ کے نصف آدمی بھی اس کے ساتھ ہیں۔ لیکن تم کو پریشان ہونے کی ضرورت نہیں۔ کیونکہ میں پہلے ہی اپنا دل تمہارے حوالے کر چکی ہوں، جسے پہلے کوئی بھی شخص نہیں پا سکا تھا۔"

"شکریہ اے حسن کی دیوی! لیکن اس کا انجام کیا ہوگا؟ تم ایک ملکہ ہو اور ملکہ ہی رہو گی جبکہ میں فرعون کی ایک داشتہ کا لڑکا ہوں۔ اس کے علاوہ میں جوان اور ناتجربہ کار ہوں۔ آخر ہمیں کونسی شے ملائے گی۔" رعوس نے اس کی جانب دیکھتے ہوئے کہا

"میرا خیال ہے انجام اچھا ہی ہوگا اگر تم مجھ پر بھروسہ رکھو گے۔ میں ذہین ہوں اور تم سے بڑی بھی۔ بہت کچھ دیکھ اور معلوم کر چکی ہوں۔ میں نے ایک منصوبہ بنایا ہے۔ میں فرعون سے درخواست کروں گی کہ وہ تمہیں میرے ساتھ اپنے قاصد اور جاسوس کی حیثیت سے شام بھیج دے جب میں اپنے ملک پہنچ جاؤں گی تو نائی نر سے چھٹکارہ حاصل کر کے تمہیں یہ کہہ کر اپنا شوہر منتخب کروں گی کہ فرعون کی یہی مرضی ہے"۔

"دیوتا کریں وہ دن جلد ہی آئے" رعوس چالاک الیرا کی محبت میں پوری طرح ڈوب گیا تھا۔

پھر وہ دونوں محبت کی دیوی ہاتھور کے سائے سے نکل کر معبد سے باہر آئے اور پڑاؤ

کی جانب بڑھانے لگے۔ کچھ دور چلنے کے بعد ایک جھاڑی سے دونوں خادمائیں باہر آئیں جنہیں وہ ساتھ لے کر چلے تھے۔ اطیرا نے انھیں اس بات پر ڈانٹا کہ وہ اس کے ساتھ کیوں نہیں رہیں۔ انھوں نے جواباً بتایا کہ انھیں ایک ایسا آدمی نظر آیا تھا جو صحرائی چور معلوم ہو رہا تھا اس لیے وہ ڈر کر جھاڑی میں چھپ گئی تھیں اور وہ آدمی اُس دریا کی طرف چلا گیا تھا۔

جب وہ چاروں پڑاؤ کے قریب پہریداروں کے بیچ میں سے گزرتے ہوئے خیمہ کے پاس پہونچے تو طوطے جیسی ناک والا نائی تر دکھائی دیا۔ اس نے جھک کر اطیرا کی تعظیم کی، اور شاہی زبان میں، جس سے رعوس ناواقف تھا، کچھ کہا۔ اس کے جواب میں اطیرا نے کسی قدر سخت لہجہ میں کچھ کہا۔ وہ پھر جھکا۔ اطیرا نے اسے نظر انداز کرتے ہوئے رعوس سے کہا۔

"تمہارا شکریہ کاؤنٹ رعوس! کہ تم میرے ساتھ رہے تھے۔" یہ کہہ کر اطیرا خیمے کے اندر چلی گئی۔

پھر رعوس نے بھی خیمہ کی طرف مڑنا چاہا کہ نائی تر اس کے سامنے آکر کھڑا ہو گیا اور بگڑی ہوئی یونانی زبان میں رعوس سے کہا

"فرعون کے قاصد! میں تمہیں یہ بتا دینا چاہتا ہوں کہ مصر کا رسم و رواج خواہ کچھ بھی ہو، ہمارے یہاں کا یہ طریقہ نہیں ہے کہ کوئی اجنبی تنہائی میں رات کے وقت عورتوں سے باتیں کرے اور خاص طور سے اگر وہ ہماری ملکہ ہو"۔

اس کے لہجے میں کچھ ایسی بات تھی جس سے رعوس کے بدن میں آگ لگ گئی۔ پھر بھی ضبط کرتے ہوئے وہ نرمی سے بولا

"جناب! میں اس جگہ فرعون کا قاصد اور مہمان ہوں۔ تمہارے یہاں جو رواج ہیں میں ان سے ناواقف ہی ہوں۔ لیکن میری میزبان جہاں مجھے لے جائے گی، میں جاؤں گا"

"تمہیں مخصوص توجہ ملی ہے" وہ طنز سے بولا۔ "تمہارا گھوڑا جسے تم قابو میں نہیں رکھ

سکتے۔ تمہیں پتہ ہے اور تم ہماری ملکہ کے خیمے میں جاگرتے ہو۔ وہ تمہاری دیکھ بھال کرتی ہے اور پھر تمہیں اپنے ساتھ گھمانے لے جاتی ہے۔ خیر! مجھے یہ بھی نہیں بھولنا چاہیے کہ تم نصف مصری ہو اور دوسرے ناجائز لڑکوں کی طرح پرکشش شخصیت کے مالک ہو جن سے عورتیں صرف گھڑی دو گھڑی کے لئے جی بہلاتی ہیں اور پھر"....

"شاہی کتے!" رعوس نائی تر کی گالیاں سن کر سلگ اٹھا۔ اپنے مضبوط ہاتھ کی مٹھی کس کر ایک آہنی گھونسہ نائی تر کے جبڑے پر رسید کیا۔ جس کے زور سے نائی تر اچھل کر سر کے بل گر پڑا۔

"حرامی" رعوس نے اس کی طرف بڑھتے ہوئے کہا "تیری یہ ہمت کہ فرعون کے نواسے اور مصر کے ایک کاؤنٹ سے اس طرح بات کرے"

اس کی اونچی آواز سن کر اِدھر اُدھر سے لوگ دوڑ کر آئے۔ جن میں رعوس کے بھی ساتھی تھے اور نائی تر کے بھی۔

اس دوران نائی تر اپنا جبڑا سہلاتے ہوئے اٹھ کھڑا ہوا۔ پھر وہ اپنے ٹیکے سے تلوار نکال کر رعوس کی طرف لپکا۔ یہ دیکھ کر رعوس کے ساتھی آگے بڑھنے ہی والے تھے کہ رعوس نے انہیں اپنی جگہ پر کھڑا رہنے کو کہا۔ اس کے ساتھ ہی اس نے اپنی وہ چھوٹی یونانی تلوار، جو ہر وقت اس کے ساتھ رہتی تھی، نکال لی۔

نائی تر کے ساتھیوں نے بھی آگے بڑھنا چاہا تھا مگر وہ بھی کسی کا حکم سن کر پیچھے ہٹ گئے۔ نائی تر نے اپنی تلوار گھمائی۔ رعوس نے گھٹنے پر جھک کر اس کا وار خالی کر دیا اور پھر اس نے اٹھتے ہوئے تلوار والا ہاتھ آگے بڑھایا۔ تلوار کی نوک نائی تر کے سینے سے جا ٹکرائی لیکن زرہ کو توڑ نہ سکی۔ پھر بھی وہ لڑکھڑا کر پیچھے ہٹ گیا۔ پھر سنبھل کر اس نے رعوس پر وار کر دیا۔ اس وار سے بچنے کے لئے رعوس کو پیچھے کی طرف اچھل کر ہٹنا پڑا مگر اس کے باوجود نائی تر کی تلوار نے اس کے بازو پر سرخ لکیر بنا دی

رعوس نے پہلے اپنے بازو پر لگی خراش کو دیکھا جس سے خون بہنے لگا تھا۔ پھر نائی نژ کی طرف دیکھا جو تیسرے وار کے لیے پر تول رہا تھا۔ وہ ایک جنگی نعرہ لگا کر آگے بڑھا اور پوری قوت سے اس کے سر پر ایک خوفناک وار کیا جس سے سر پر رکھا ہوا خود تھوڑا سا چپک گیا اور نائی نژ بُری طرح اس وار سے لڑکھڑا گیا۔ رعوس نے اسے سنبھلنے کا کوئی موقع دیئے بغیر پھر وار کیا۔ اس بار تلوار خود پر سے پھسل کر اس کے کان کو اڑاتی ہوئی گردن اور شانے میں جا دھنسی۔ تلوار اس کے ہاتھ سے گر گئی اور وہ خود بھی زمین پر آ رہا۔

شامی اپنے ساتھی کی یہ حالت دیکھ کر کانا پھوسی کرنے لگے۔ رعوس کے ساتھی یہ سوچتے ہوئے کہ اسے کسی طرح کا نقصان نہ پہونچے، اس کے گرد دیوار بن گئے اور بلند آواز میں بولے

"بہت خوب رعوس! تم نے اس کا کان اڑا دیا ہے۔ جبکہ وہ خود پہنے ہوئے تھا۔ کیا کوئی اور شامی مقابلہ پر آنے کو تیار ہے؟" رعوس کے ساتھیوں نے شامیوں کو للکارا۔ جواب میں نائی نژ کے ساتھیوں نے تلواریں اور بھالے ان کی طرف اٹھا دیئے۔ رعوس کے ساتھیوں نے بھی تلواریں نکال لیں اور اب دونوں گروہ آپس میں بھڑنے ہی والے تھے کہ اطیرا کی غضبناک آواز سنائی دی۔

"ختم کرو اتھو یہ کھیل، کیا تم فرعون کا عتاب ہم پر نازل کرانا چاہتے ہو؟ اور یہ کہ جس کام کے لیے ہم یہاں آئے ہیں وہ اسے کرنے سے انکار کردے۔ اگر اس نوجوان مصری نے کوئی غلطی کی ہے تو اس کا فیصلہ فرعون ہی کرے گا"

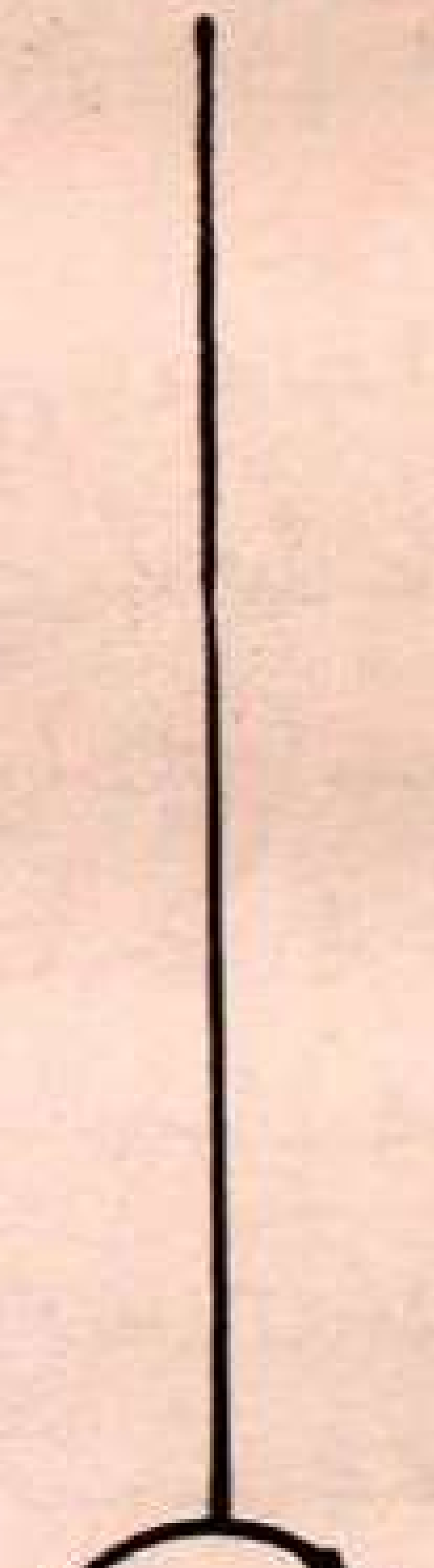
"ملکہ"! رعوس نے اپنی سانسوں پر قابو پاتے ہوئے کہا" میں نے کوئی غلطی نہیں کی۔ تمہارے اس ساتھی نے مجھے بلا وجہ گالیاں دیں۔ میں برداشت نہ کر سکا۔ اسی وجہ سے میں نے مکہ مار کر اسے گرا دیا تھا۔ پھر اس نے اٹھ کر مجھ پر تلوار سے حملہ کیا۔ یہاں بہت سے لوگ ایسے ہیں جو میری سچائی کی گواہی دے سکتے ہیں"۔

"یہ سب کہنے کی ضرورت نہیں فرعون کے قاصد! کیونکہ میں نے خود کچھ سُنا اور دیکھا ہے اور میں یہ کہہ سکتی ہوں کہ تم پر کسی طرح کی ذمہ داری نہیں آتی۔ پھر بھی اتنا ضرور کہوں گی کہ تمہیں اس شرابی

کی باتوں پر توجہ نہیں دینی چاہیئے تھی۔ میں نہیں چاہتی کہ تمہیں کسی طرح کا نقصان پہونچے۔ اس لئے اسی وقت محل کے لئے روانہ ہو جاؤ۔ میں کل فرعون کے دربار میں حاضر ہو کر معافی مانگ لوں گی‘... قاصدِ فرعون کے لئے گھوڑا تیار کیا جائے... الوداع کاؤنٹ رعوس! اب ہماری ملاقات فرعون کے محل میں ہی ہوگی"۔ یہ کہہ کر اطیسرا واپس جانے کے لئے مڑی۔

"مصری مرغ"! نائی نر کا ایک ساتھی چلایا" تم نے مقابلہ میں بے شک کامیابی حاصل کر لی ہے لیکن اس خیال میں نہ رہنا کہ اس سے تمہاری خوش بختی بڑھ گئی ہے۔ تم نے کاہن نائی نر کا کان کاٹا ہے تم پر اس کے خداؤں کا عذاب نازل ہوگا"۔

رعوس نے اس کی طرف کوئی توجہ نہ دی۔ وہ سوچ رہا تھا کہ اس جگہ اس کا آنا بڑا ہی ثابت ہوا۔



موت اور فرار

صبح ہونے سے پہلے ہی رعوس محل پہنچ گیا۔ وہ سیدھا سونے کے لئے خواب گاہ میں گھس گیا کیونکہ آج رات وہ پل بھر بھی نہ سویا تھا۔ اس کے علاوہ وقت بھی کافی تھا کیونکہ فرعون کے سامنے دوپہر سے پہلے کوئی نہیں جاتا تھا۔

رعوس کی آنکھ کھلی تو سب سے پہلے اس نے اپنے بابلی دوست بلیس کا سنجیدہ چہرہ دیکھا۔

"مبارک باد کاؤنٹ رعوس" بلیس نے سنجیدگی سے کہا "میں نے سنا کہ تم واپس آگئے اور چونکہ تم مجھ سے ملنے نہیں آئے اس لئے میں چلا آیا۔ وہاں برآمدے میں لوگ تمہارے متعلق ایک عجیب کہانی سنا رہے ہیں۔ حالانکہ وہ لوگ تمہاری تعریف کر رہے ہیں لیکن قاصد کی حیثیت سے وہ تمہارے لئے فخر کی بات نہیں۔ لوگ تمہاری تلوار بازی کی تعریف کر رہے ہیں۔ مجھے سارا معاملہ ٹھیک ٹھیک بتاؤ۔ کیوں کہ تم جانتے ہو کہ میں کسی اور کو نہیں بتادوں گا اور شاید تمہیں کوئی اچھا مشورہ دے سکوں"

چونکہ وہ دونوں ایک دوسرے کو بے حد چاہتے تھے۔ اس لئے رعوس نے اول تا آخر ساری داستان سنادی۔ بلیس خاموشی سے سنتا رہا۔ آخر میں اس نے رعوس سے کہا

"رعوس! جب میں تمہاری اس خواب گاہ میں داخل ہوا تھا تو مجھے دو چیزوں کی بو ملی تھی۔ اول کسی عورت کے بالوں کی خوشبو، دوم کسی آدمی کے خون کی سڑاندھ۔ اور یہ دیکھتے ہوئے کوئی حیرت کی بات نہیں ہے کہ تم نے نہ تو غسل کیا ہے اور نہ اپنی تلوار صاف کی ہے۔ یہ ممکن ہے میری روح

نے مجھے محسوس کیا ہو۔ بہرحال جو کچھ تم سے ہوا۔ اس کی امید بھی کی جا سکتی تھی۔ کیونکہ تم حسین ہو، جوان ہو، اور عورتیں تمہارے ہی جیسے لوگوں کی تلاش میں گھومتی رہتی ہیں تاکہ وہ محبت کا جام نوش کر سکیں اور وقت آنے پر تلوار چلانے والا ہاتھ بھی موجود رہے۔ اب عورت بھی آ چکی ہے اور تلوار بھی چل چکی ہے۔۔۔ اب مصیبت آئے گی"۔ رعوس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالتے ہوئے "رعوس! تمہیں معلوم ہے جب بھی مجھے بابلی تحریر لکھنے اور کسی علم کو حاصل کرنے سے فرصت ملتی ہے تو میں اپنے بابلی طریقہ سے پیش گوئی کرنے کے علم کو حاصل کرنے کی کوشش کرتا ہوں پانی اور شیشہ پر جو سائے اس علم کے ذریعے ظاہر ہوتے ہیں وہی علم حاصل کرنے کی جدوجہد کرتا رہتا ہوں۔ یہ ایک غیر یقینی اور بیوقوفانہ علم ہے۔ مگر پھر بھی اکثر و بیشتر کچھ حقیقتیں آنکھ کے سامنے آ ہی جاتی ہیں۔ کم سے کم گزشتہ رات اس نے مجھے کچھ بتایا ہے۔ اگر تم فرعون سے چھٹی لے کر اپنی ماں کے پاس ممفس جاؤ تو یہ تمہارے لئے بہتر ثابت ہو گا تمہیں اس وقت تک وہیں رہنا چاہیئے جب تک کہ شام کی ملکہ اپنا کام ختم کر کے یہاں سے واپس نہ چلی جائے"۔

"اس وقت میں کہیں بھی نہیں جانا چاہتا بلیس"! رعوس نے کہا

"آہ رعوس! اتنا اندازہ تو میں نے پہلے ہی لگایا تھا۔ لوگوں کا کہنا ہے کہ وہ شامی ملکہ زیادہ عمر کی ضرور ہے لیکن پھر بھی خوب صورت ہے اور اس میں شبہ نہیں کہ اس کی تجربہ کار نگاہوں نے تمہارے دل میں آگ بھر دی ہے۔ میں تم سے پھر کہتا ہوں کہ جب تک وہ یہاں ہے تم یہاں سے کہیں دُور رہو"۔

"بہت جلد بازی سے کام لے رہے ہو بلیس۔ مجھے بتاؤ تمہیں اور کیا باتیں معلوم ہوئی ہیں"۔

"ایسی باتیں جنہیں میں پسند نہیں کرتا۔ اس شیشہ کی روشنی خون میں بدل گئی تھی۔ کس کے خون میں یہ میں نہیں جانتا۔ لیکن اس سرخی میں مجھے کئی سائے حرکت کرتے نظر آئے تھے اور رعوس ان میں سے ایک تمہارا بھی سایہ تھا"۔

خوف سے رعوس کی آنکھیں پھیل گئیں۔

"رعوس! میرے بیٹے! میں جو تمہیں باپ کی طرح چاہتا ہوں۔ میں تم سے التجا کرتا ہوں کہ میرا مشورہ مانو۔ میں فرعون کے پاس جا کر کہہ سکتا ہوں کہ چونکہ تمہارا کام ایک قاصد کی حیثیت سے ختم ہو چکا

ہے اس لئے وہ تمہیں چھٹی دیدے۔ حالانکہ مجھے اسی وقت چلے جانا چاہئے تھا جب میں نے تمہاری یہ کہانی سنی تھی"۔

رعوس کے دل میں اس وقت سب سے بڑی خواہش اطیرا کو دیکھنے کی تھی لیکن اسے محسوس ہونے لگا کہ اسے اپنے استاد بلیس کی مرضی کے سامنے جھکنا ہی پڑے گا۔

"بلیس!" رعوس نے اٹھتے ہوئے کہا "تم تھوڑی دیر ٹھہرو میں غسل کر کے کپڑے بدل لوں اور کچھ کھا پی لوں۔ میں وہی کروں گا جو تم کہو گے۔ پھر بھی غور کرنے کے لئے کچھ وقت چاہتا ہوں۔ امید ہے بلیس! تم مجھے اتنا وقت ضرور دو گے"۔

"جیسی تمہاری مرضی۔ میں جانتا ہوں اگر میں تمہاری خواہش کے مطابق کام نہ کروں گا۔ تو تمہارے جذبات میرے مشورے کو دور پھینک دیں گے۔ میں انتظار کروں گا۔ ویسے میرا خیال ہے کہ اس طرح کے معاملہ میں تھوڑا سا وقفہ بھی نہایت ہی خطرناک ثابت ہوتا ہے۔ خیر جلدی کرو، ہر لمحہ جو گزر رہا ہے خطرے کو قریب لا رہا ہے"۔

رعوس غسل کرنے چلا گیا۔ بلیس منہ ہی منہ میں کچھ بڑبڑا کر رہ گیا

رعوس جلدی ہی واپس آ گیا تو بلیس نے اس سے پوچھا

"کیا خیال ہے؟"

"میں نے اپنے دل سے مشورہ کیا ہے حالانکہ اس سے مجھے تکلیف ہی ہوگی۔ پھر بھی میں نے تمہاری خواہش کے مطابق کام کرنے کا فیصلہ کیا ہے کیونکہ تم عقلمند ہو جبکہ میں تمہارے مقابلے میں طفل مکتب ہوں۔ اب تم فرعون کے پاس جا کر جو جی میں آئے، کہہ سکتے ہو۔ اگر انھوں نے تمہاری درخواست قبول کی تو میں فوراً ہی روانہ ہو جاؤں گا اطیرا سے ملے بغیر"۔۔۔

"تم نے بہتر فیصلہ کیا ہے لیکن ایک گھنٹہ پیشتر کیا ہوتا تو اور بھی بہتر ہوتا۔ خیر! نوجوانوں کے لئے اس طرح کی قربانی دینا مشکل ہوتا ہے اور میں تمہیں معاف کرتا ہوں۔ تم یہیں ٹھہرو۔۔۔۔ میں جا کر فرعون سے بات کرتا ہوں۔ مجھے اس کے پاس پہونچنے میں وقت نہیں لگے گا۔ کیونکہ وہ مجھ سے

خاص خاص معاملوں اور اپنی صحت کے بارے میں مشورے لیتا ہے۔ میں جلد ہی اس کی اجازت لے کر واپس آجاؤں گا۔"

بلیس کی آواز فضا میں گونج رہی تھی کہ دروازہ پر پڑا ہوا پردہ ہٹا اور ایک پیغامبر شاہی لباس میں ملبوس سامنے آکر جھکا اور بولا

"فرعون کے بیٹے اور کاؤنٹ رعوس! فرعون نے ابھی آپ کو طلب کیا ہے"۔

"حاضر ہوں" رعوس نے کہا۔ لیکن بلیس کا رنگ اڑ گیا اور وہ بلند آواز میں بڑبڑایا

"بہت دیر ہو گئی۔ سب چوپٹ ہو گیا"

رعوس کو فرعون کے نجی کمرے میں پہنچا دیا گیا۔ بلیس اس کے ساتھ تھا۔ اور اس کے چہرے پر غصے نے لکیریں بنا دی تھیں۔ جب وہ دونوں کمرے میں داخل ہو گئے تو وہاں فرعون کے علاوہ اس کا فوجی جرنل اماسیس[1] بھی موجود تھا جو اگرچہ اونچے خاندان کا نہیں تھا مگر بہترین سپاہی اور رعوس کا دوست تھا۔

فرعون اپنے جرنل سے کہہ رہا تھا

"اس میں تو کوئی شبہ نہیں کہ شاہ بابل ان شامیوں کو ختم کر دینے کے بعد اگر مصر پر حملہ نہیں کرے گا تو دھمکی ضرور دے گا۔ یہ معاملہ اس شاہی قبیلے کی وجہ سے جس کا حکمران آنی بال تھا، سامنے آیا ہے۔ نبوکدنضر جس کے ہاتھ میں اس وقت بابل کی طاقت ہے، بہت ضعیف ہو چکا ہے۔ اسے یہ بات معلوم ہو چکی ہے کہ ملکہ اطیرا ہمارے پاس آئی ہے۔ اس لئے وہ اس خوف سے کہ ہم شام کی مدد کرنے کو تیار نہ ہو جائیں، پہلے ہی سے تیار ہو چکا ہے اور مصر کے خلاف فوج بھی روانہ کر چکا ہے"

"میرے خیال میں تو یہ ایک طرح کا دھوکا ہے" اماسیس بولا "کیونکہ بابل اتنا طاقتور نہیں ہے

---

[1] اسے آہمس بھی کہتے ہیں۔ فرعون ہوفرا کی موت کے بعد یہ مصر کا فرعون بنا (۵۶۹ قبل مسیح تا ۵۲۵ قبل مسیح) جرمن مصنف پروفیسر جارج مارٹز ایبرز نے اپنی کتاب AN EGYPTIAN PRINCESS میں اماسیس اور اس کے دور حکومت کی پوری تفصیل بیان کی ہے لیکن پروفیسر ایبرز نے اماسیس کو اساطیری ہیرو بنا دینے میں کوئی کسر باقی نہیں چھوڑی ہے۔ جو فرعون اماسیس (باقی اگلے صفحہ پر)

کہ سرحدی علاقوں پر اتنا بڑا کام شروع کرنے کو تیار ہو جائے[1]۔ پھر بھی ہمیں محتاط رہنا چاہیئے۔ آپ مجھے فوج کے ساتھ سرحد کی حفاظت کے لئے بھیج دیں اور آپ خود یہاں اس شامی ملکہ سے بات کریں۔ کیونکہ اگر یہ شامی ہم سے پلٹ کر ان بابلیوں کے ساتھ جا ملے تو پھر صورت حال اور خراب ہو جائے گی۔ کیونکہ ان شامیوں کے لاتعداد قبیلے ہیں"۔

"میرے خیال میں یہ بہتر مشورہ ہے" فرعون نے کہا "امائیسس! تم جا کر فوج کو تیاری کا حکم دو۔ لیکن یہ کام نہایت خاموشی سے ہونا چاہیئے"۔ اسی وقت اس کی نظر رعوس پر پڑی۔ "تو تم واپس آگئے کاؤنٹ رعوس! میں نے تمہارے بارے میں یہ کیسی باتیں سنی ہیں۔ پہلے تم گھوڑے سے گر کر شامیوں کے مذاق کا نشانہ بنے۔ پھر ان میں سے ایک خطرناک شخص نامی زر سے مقابلہ زن ہوئے اور اس کا کان اڑا دیا۔ میں تم سے ناراض ہوں۔ تم اس بارے میں کیا کہنا چاہتے ہو؟"

"فرعون" رعوس نے مودبانہ انداز میں جواب دیا "میں صرف یہ کہنا چاہتا ہوں کہ میرا گھوڑا ایک رسی سے الجھ کر گرا تھا۔ جہاں تک اس شامی کا معاملہ ہے اس نے میری بے عزتی کی تھی اور ایسے الفاظ استعمال کئے تھے جو ناقابل برداشت تھے صرف میرے لئے ہی نہیں بلکہ مصر کا کوئی بھی شریف آدمی برداشت نہیں کر سکتا تھا"۔

"مگر اس نے تمہاری بے عزتی کیوں کی؟ کیا تم نے شامی شراب، جو بڑی تیز ہوتی ہے، زیادہ مقدار میں پی تھی؟"

(بقیہ حاشیہ) اور تاریخ دونوں کے ساتھ زیادتی ہے۔

[1] یہ ہیگرڈ کی محض افسانہ طرازی یا اس کی غلط فہمی ہے ورنہ بابل اس وقت ایک بڑی طاقت والا ملک مشہور تھا۔ نبوکد نضر کے زمانے میں تو یہ زیادہ طاقت ور سمجھا جاتا تھا۔ اصل میں نبوکد نضر کا دور بابل کا دوسرا بڑا دور تھا اس سے پہلے یعنی ۶۰۶ قبل مسیح میں میڈیا نے بابل کے دارالسلطنت اشور کو تباہ کرکے اس کے پہلے دور کی کہانی ختم کر دی تھی۔ دوسرے دور کا خاتمہ نبوکد نضر کے بیٹے بلشیزر کے زمانے میں اس وقت ہوا جب ایرانی بادشاہ دارا نے اس پر حملہ کر دیا۔ لیکن دارا کو بھی بابل فتح کرتے کرتے دانتوں پسینہ آگیا تھا

"نہیں فرعون! میں ملکہ اطیرا کی درخواست پر اسے وہ کھنڈر دکھانے گیا تھا جو اس کے پڑاؤ سے تھوڑے فاصلے پر تھا۔ اس کے علاوہ وہ دریا پر چاند کی جھلملاتی ہوئی روشنی بھی دیکھنا چاہتی تھی۔ میں نے اس کا ساتھ اس لئے دیا تھا کہ میں اس کی آمد کا اصل مقصد اور دیگر باتیں معلوم کروں"۔

"پھر کونسی بات تم نے معلوم کی ہے؟ کیا اس کے ہونٹ ملائم تھے"؟ فرعون کی یہ بات سُن کر اماکیس قہقہہ مار کر ہنس پڑا اور رعوس کا چہرہ سُرخ ہو گیا۔

"خیر"! فرعون نے پھر کہا" اگر یہ بات تمہیں معلوم ہے تو بھی تم مجھے نہیں بتاؤ گے اس لئے دریافت کرنا بے کار ہے۔ سنو! تمہیں روانہ کرنے کے بعد میں نے تمہاری نگرانی کے لئے دوسروں کو بھیجا تھا۔ انہی سے معلوم ہوا کہ ملکہ شام نے تمہیں اپنے مذاق کا پایا ہے یا پھر وہ اپنا مقصد حاصل کرنے کے لئے تمہیں استعمال میں لانا چاہتی ہے۔ اس لئے میں تمہاری بیوقوفی کو نظر انداز کر کے تمہارے ذریعے اپنا کام پورا کرنا چاہتا ہوں۔ کچھ دیر بعد وہ محل میں آنے والی ہے میں تمہیں اس کا محافظ مقرر کرتا ہوں اور حکم دیتا ہوں کہ جو کچھ اس سے معلوم کر سکتے ہو، معلوم کرو اور مجھے اس کی اطلاع دو۔ مجھے اس عورت پر بھروسہ نہیں ہے۔ بہت ممکن ہے کہ وہ بابل کی مخبر ہو۔ تم نے سن لیا"؟

اپنے چہرے کی پریشانی کے اثرات کو بڑی کامیابی سے چھپاتے ہوئے رعوس بولا

"میں نے سن لیا فرعون"!

"اس بات کو بھی اچھی طرح ذہن نشین کر لو کہ مجھے تم پر پورا یقین ہے۔ تم اس کے ساتھ محبت کا کھیل کھیل سکتے ہو۔ لیکن یہ فراموش نہ کرنا کہ تمہارا پہلا فرض جاسوسی کرنا ہے اور اب اُس شامی سے یا کسی اور سے جھگڑا نہیں کرو گے۔ میں نے تمہیں جو کام دیا ہے اس میں کامیابی تمہاری زندگی کی ضمانت ہو گی۔ ناکام رہے تو یہ تمہاری آخری ناکامی ہو گی"

"یہ کام انتہائی مشکل ہے فرعون! یہ کام کسی تجربہ کار کو سونپا جائے۔ مثلاً بلیس"...

فرعون نے رعوس کی یہ بات سن کر بلیس کی طرف دیکھا۔ ادھیڑ عمر کا بلیس، جس کی آنکھیں حد درجہ سرد تھیں۔ عورتوں سے اس طرح بھاگتا تھا جیسے چوہا بلی سے۔ فرعون اس کی طرف دیکھ کر ہنسا

اور بولا

"جہاں تک بلیس کا معاملہ ہے وہ جسم و روح کی دیکھ بھال اچھی طرح کرسکتا ہے مگر کسی حسین اور خوب صورت عورت سے دوستی کرنا اس کے بس کی بات نہیں۔ ہر شخص ہر کام نہیں کر سکتا۔۔۔۔ لیکن رعوس! میں تمہیں خبردار کرتا ہوں کہ اپنی طرف سے کچھ ظاہر نہیں کرو گے" اس کے بعد اس نے رعوس کو جانے کا اشارہ کیا اور دوبارہ اماتیس سے باتیں کرنے لگا۔

رعوس نے جھک کر تعظیم کی اور اپنے معتمد بلیس کے ساتھ کمرے سے باہر آیا۔ وہ دوبارہ رعوس کی خوابگاہ میں پہونچے تو بلیس نے کہا

"رعوس! اگر تم اس سے زیادہ عقل مند نہیں ہو جتنا میں سمجھتا ہوں تو تمہاری تباہی کے دن آگئے ہیں۔۔۔۔ کیا تم اب بھی نہیں سمجھے کہ فرعون نے تمہارے ذمہ ایک خطرناک کام سپرد کیا ہے۔ تمہاری حالت اس بھوکے بھونرے کی طرح ہے جسے پھول کے گرد گھومنے کی اجازت تو ہے۔ لیکن اس کا رس پینے کی ممانعت ہے۔ تم جوان آدمی ہو لیکن کسی بوڑھے کی طرح رہنے کا کام دیا گیا۔ اس کے علاوہ یہ کام تمہارے سپرد اس لئے کیا گیا ہے کہ تمہاری آزمائش ہو سکے کہ تم فرض پورا کر سکتے ہو یا جذبات کی رو میں بہہ جاتے ہو۔ میرا خیال ہے اگر تم اس کام میں کامیاب ہو جاؤ گے تو فرعون تمہیں اونچا عہدہ دے گا یا ممکن ہے وہ تمہیں شاہی تخت کی طرف لے جائے لیکن اگر ناکام رہے تو سیدھے موت کے تخت کی طرف لے جائے جاؤ گے"۔

"میں ناکام نہیں رہوں گا کیونکہ یہ میری زندگی اور موت کا معاملہ ہے۔ مجھے اب تھوڑی دیر کے لئے آرام کرنے کے لئے چھوڑ دو، مجھے کافی تکلیف پہونچی ہے"

بلیس نے پُر سوچ انداز میں سر ہلایا اور کچھ کہے بغیر دروازے کی طرف مڑا۔ رعوس آرام کرنے کے لئے بستر پر لیٹ گیا۔

جب وہ بیدار ہوا تو کافی وقت گزر چکا تھا اور ابھی اسے ان کمروں کو بھی صاف کرانا تھا جن کمروں میں اطیمرا اور اس کے ساتھی ٹھہرنے والے تھے۔ چونکہ اسے حکم مل چکا تھا اس لئے اس نے تاخیر

کرنا مناسب نہ سمجھا اور محل کے خادموں کو کام پر لگا دیا۔

اب یہ محل کی بناوٹ تھی یا اتفاق کہ وہ کمرے جن میں اطیرا اور اس کے ساتھی ٹھہرنے والے تھے، رعوس ہی کے کمرے کے پاس واقع تھے۔

جب تمام کاموں سے اسے فرصت ملی تو اس نے اوپری منزل کی کھڑکی سے دیکھا تو اسے شام کا قافلہ محل کے قریب آتا دکھائی دیا۔ اس قافلہ کے درمیان ایک خوب صورت پالکی تھی جس میں ملکۂ شام اطیرا تھی۔ پالکی کو گھوڑ سوار محافظ چہار جانب سے گھیرے ہوئے تھے۔

بڑی سرعت سے رعوس نے اپنا شاہی لبادہ اوڑھا اور گلے میں وہ زنجیر ڈال دی جو اس کے پسر فرعون ہونے کی نشانی تھی۔ اس کے بعد وہ بیکس کے ساتھ بڑے ہال میں پہونچا جہاں فرعون شاہی لباس میں ملبوس اپنے تخت پر براجمان تھا۔ اس کے سر پر دوہرا تاج تھا اور جسم پر دوسرے زیورات تھے۔ اپنے بائیں ہاتھ میں اس نے اپنا عصا لے رکھا تھا۔ اس کے چاروں طرف حکومت کے بڑے بڑے افسر تھے اور قدموں کے پاس کاتب بیٹھے ہوئے تھے۔ پنکھا جھلنے والوں کے پیچھے فرعون کے جرنل کھڑے تھے جن میں مصری اور یونانی دونوں شامل تھے۔

تخت کے قریب جا کر رعوس جھکا۔ فرعون نے اپنا عصا اٹھا کر اس جگہ کی طرف اشارہ کیا جہاں رعوس کو کھڑا ہونا تھا۔ پھر جب وہ جھکتا ہوا اپنی جگہ کی طرف جانے لگا تو فرعون نے اپنے جرنل اماسیس سے، جو اس کے نزدیک ہی کھڑا تھا، کہا

"اس لڑکے کا باپ ہونے پر کوئی بھی بادشاہ فخر کر سکتا ہے"۔

"جی ہاں" اماسیس دھیرے سے بولا "لیکن یہ افسوس کی بات ہے کہ یہ بھی ان یونانی قحبوں کی طرح ہے جنہیں آپ بہت پسند کرتے ہیں۔ فرعون! اس میں اس کی ماں کا حصہ زیادہ ہے۔ اس کے گھونگھریالے بال دیکھئے"...۔

"ہوں"

اسی وقت بگل بجا اور چوبداروں نے آواز لگائی۔ جس کے ساتھ ہی اطیرا اپنے افسروں کے

ساتھ ستونوں کے درمیان سے آگے بڑھی۔ اس کے سر پر چمکتا تاج تھا اور جسم پر جواہرات چمک رہے تھے۔ اس کے ریشمی بالوں میں موتی پروئے تھے اور کمر میں موتیوں کا پٹکا تھا۔ اس کی چمک دمک اور خوب صورتی دیکھ کر ہال میں جیسے مکھیاں بھنبھنا اٹھیں۔ رعوس کو، جو بت بنا اسے دیکھ رہا تھا، ایسا محسوس ہوا جیسے اس کا دل دھڑکنا بھول گیا ہو۔ اس کے ہونٹوں پر اطیرا کے بوسے کا لمس آگ کی طرح جلنے لگا۔

اماسیس نے، جو آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر اطیرا کو دیکھ رہا تھا، دھیرے سے فرعون سے کہا

"کاش آپ نے رعوس کا کام مجھے دیا ہوتا فرعون"۔

"نہیں جنرل! تم زیادہ سخت واقع ہوئے ہو۔ تم اس شامی کبوتری کو پھڑکا دیتے جب کہ رعوس بڑی آسانی سے اس کے پروں پر ہاتھ پھیر سکے گا"۔

اماسیس کچھ بڑبڑا کر رہ گیا

فرعون نے عصا بلند کیا اور ہال میں خاموشی چھا گئی۔

اطیرا اپنے پورے حسن و جمال کے ساتھ فرعون کے قریب پہونچی۔ اور اس کی تعظیم کے لئے جھکی فرعون تخت سے اتر کر اس کے نزدیک گیا اور اس کا ہاتھ پکڑ کر اس کرسی کی طرف لے گیا جو پہلے ہی تخت کے قریب، لیکن کچھ پست، اس کے بیٹھنے کے لئے رکھ دی گئی تھی۔

چند تعریفی کلمات ادا کرنے کے بعد اطیرا نے اس پرانی دوستی کی طرف اشارہ کیا جو صدہا سال سے شام و مصر کے درمیان قائم رہی تھی لیکن اب ختم ہو چکی تھی۔ اب وہ آئی بال، جو شام کا بادشاہ تھا مر چکا ہے اور اس کی بیوہ پھر اس دوستی کو قائم کرنے آئی ہے۔ کیونکہ یہ کام اس کے ذمے سونپا گیا تھا۔ حالانکہ اس طرح شام، مصر کی بیوی بن جائے گا۔ وہ بیوی کی طرح خدمت کرنے کو تیار ہے۔

اس پر فرعون نے پوچھا کہ کیا وہ بیوی کسی دوسرے عاشق کی باہوں سے آزاد بھی ہونا چاہتی ہے

جوابا وہ بڑی بے خوفی سے بولی "ہاں! اور وہ عاشق بابکی ہے جو مصر کا قدیم دشمن ہے اور جس سے میں خود سب سے زیادہ خوف زدہ ہوں"۔

اب فرعون نے سنجیدگی اختیار کرتے ہوئے کہا

"یہ ایک بہت بڑا معاملہ ہے میں اپنے درباریوں اور مشیروں سے پہلے بات کروں گا۔ تم بڑی طویل مسافت طے کر کے آئی ہو اور بہت تھکی ہوئی ہو۔ اس لئے کچھ روز ہمارے اس محل میں قیام کرو اور اسے اپنا ہی گھر خیال کرو"۔

پھر فرعون نے اسے رات کے کھانے پر مدعو کیا اور کسی نئے خیال کے تحت اس سے کہا

"ملکہ اطیرا! کل میں نے مصر کے ایک کاؤنٹ رعوس کو، جس میں میرا خون ہے، تمہارے استقبال کے لئے پڑاؤ پر بھیجا تھا مجھے اس کا افسوس ہے کہ وہاں اس کے اور تمہارے ایک ساتھی کے درمیان جھگڑا ہو گیا تھا"۔

"افسوس کی بات نہیں فرعون!" اطیرا مسکرائی "لڑائی جھگڑے میں دو فریقین میں سے ایک کی زیادتی ہوا کرتی ہے"۔

چونکہ رات کا کھانا اطیرا کو فرعون کے ساتھ ہی کھانا تھا اس لئے اس نے اپنا شاہی لباس ہی جسم پر رکھا۔ دعوت میں جانے سے پہلے وہ رعوس سے ملی اور بڑی جذباتی آواز میں کہنے لگی

"رعوس میرے محبوب! دعوت کے خاتمے کے بعد میری خواب گاہ میں آنا۔ میں تمہارا انتظار کروں گی"۔

"ضرور آؤں گا اطیرا" رعوس نے اس کے آتشیں لب چومتے ہوئے کہا

دعوت نصف رات کے قریب ختم ہو گئی۔ پھر جب تمام لوگ اپنے اپنے کمروں میں چلے گئے۔ تو رعوس چوروں کی طرح اطیرا کے کمرے کے پاس پہنچا۔ اس وقت وہ آگ کی طرح جل رہا تھا۔ اطیرا کا حسین پیکر بار بار اس کی آنکھوں کے سامنے گھوم رہا تھا۔ اطیرا کے کمرے کا دروازہ کھلا تھا۔ رعوس نے اندر داخل ہو کر اسے بند کر دیا۔ کمرے میں صرف ایک لیمپ روشن تھا اور اطیرا ایک صوفے پر اپنے شاہی

لباس میں ملبوس پڑی بہت ہی حسین نظر آ رہی تھی۔ اس کے خوب صورت بال بکھرے ہوئے تھے۔

رعوس نے آگے بڑھ کر اس کا بوسہ لیا مگر.... مگر اطیرا نے کوئی حرکت نہ کی۔ رعوس نے اس کے سر کو ہاتھ لگایا۔ تو وہ دوسری طرف لڑھک گیا۔ رعوس کا حلق سوکھ کر رہ گیا۔ اطیرا کی گردن کٹی ہوئی تھی اور وہ دوسری دنیا میں پہنچ چکی تھی۔

اس شدید دھچکے سے رعوس ابھی سنبھلنے بھی نہ پایا تھا کہ ایک پردے کی اوٹ سے نائی نر ایک خون آلود تلوار ہاتھ میں لئے سامنے آیا۔ اس کا چہرہ کسی کٹکھنے کتے سے ملتا جلتا تھا۔

"کاؤنٹ رعوس" اس کی آواز دھیمی تھی "میں نے یہ کام دیوتاؤں کی مرضی پر عمل کرتے ہوئے اس لئے کیا ہے کہ ہماری ملکہ کو کوئی برے نام سے نہ یاد کر سکے۔ اس بات کی اطلاع دینے کے لئے میں اب ان لوگوں کے پاس جا رہا ہوں جن پر یہ حکومت کرتی تھی۔ میں تمہیں الوداع کہتا ہوں اور امید کرتا ہوں کہ تم کو، جو ابھی جوان ہو، اس سے وہ سبق ملا ہو گا جسے تم کبھی فراموش نہ کر سکو گے"۔

رعوس کا چہرہ غصے کی وجہ سے بگڑ گیا۔ وہ عقاب کی طرح اڑا اور نائی نر کو دبوچ لیا۔ نائی نر نے تلوار والے ہاتھ کو حرکت دینی چاہی لیکن رعوس نے اس ہاتھ کو اس بری طرح سے مروڑا کہ وہ خشک لکڑی کی طرح "چٹ" کی آواز کے ساتھ ٹوٹ گیا۔ تلوار ٹوٹے ہوئے ہاتھ سے گر پڑی۔ اس کی طرف دھیان نہ دیتے ہوئے رعوس نے نائی نر کو ہاتھوں پر اٹھایا اور کمرے کی کھلی کھڑکی سے باہر پھینک دیا۔ اس کے بعد اس نے نائی نر کی تلوار اٹھا کر الٹی کھڑی کر کے اس کی نوک پر اپنے آپ کو گرانا ہی چاہا تھا کہ کسی نے تلوار کو ٹھوکر مار دی۔ رعوس نے نظر اٹھا کر دیکھا۔ اس کے سامنے اس کا استاد بیلس کھڑا تھا۔

"او بے وقوف کاؤنٹ! جلدی کرو۔ اپنی جان بچانے کے لئے یہاں سے بھاگ چلو"

کمرے کے دروازے پر پہنچ کر رعوس نے صوفے پر پڑی اطیرا کی لاش کی طرف مڑ کر دیکھا۔ اس نے واپس صوفے کی طرف جانا چاہا مگر بیلس نے اسے دھکیل کر دروازہ بند کر دیا۔ پھر وہ رعوس کو اس کے اپنے کمرے میں لے گیا۔

"اب کیا ہوگا؟" رعوس نے پریشان ہو کر کہا۔ "بیکس! مجھے اپنی ان دواؤں میں سے ایک دوا دیدے، جس سے فوری موت واقع ہو جاتی ہے کیونکہ جو کچھ ہونا تھا ہو چکا"۔

"نہیں رعوس!" بیکس نے کہا "ابھی تو شروعات ہوئی ہے آدمی بنو اور سنو! وہ عورت مر چکی ہے اور اس کے قریب ناآنر کی تلوار پڑی ہے۔ میرے علاوہ اور کوئی نہیں جانتا کہ تم اس کمرے میں گئے تھے۔ ناآنر بھی اب مر چکا ہے وہ ٹوٹی ہوئی ہڈیوں کے ساتھ کھڑکی کے نیچے پڑا ہوگا۔ میں نے تمہیں اسے اٹھا کر باہر پھینکتے دیکھا تھا چونکہ اس کے جسم پر کسی زخم کا نشان نہیں ہے تو کیوں نہ اس بات کا یقین پیدا کرایا جائے کہ ملکہ کو قتل کرنے کے اس نے کھڑکی سے کود کر خودکشی کی ہے"۔

"یہ سب ٹھیک ہے بیکس! لیکن میرا چہرہ سب کچھ بتا دے گا۔ یا پھر میں اپنے پاگل پن میں سب کچھ ظاہر کر دوں گا"۔

دھیرے سے اپنا سر ہلاتے ہوئے بیکس نے کہا "ہاں! اور فرعون تمہیں موت کے گھاٹ اتار دے گا۔ کیونکہ اس نے ملکہ کو تمہاری حفاظت میں دیا تھا۔ اگر اس نے تمہیں معاف بھی کر دیا تو وہ شاہی حقیقت کا اندازہ کرنے کے بعد تمہیں زندہ نہ چھوڑیں گے۔ اِدھر یا اُدھر۔ دونوں طرف تمہارے لئے موت ہے۔ اور موت بھی کیسی؟ ذلت کی"......

"میں مرنا نہیں چاہتا بیکس"

"سنو! جنرل اماسس اُس فوج سے ملنے کے لئے روانہ ہو چکا ہے جو مصر کی سرحد پر بابلی فوج سے مقابلہ کرنے گئی ہے۔ فرعون کو اماسس پر قطعی اعتبار نہیں۔ اس لئے اس نے مجھے اس کے مشیر کی حیثیت سے اس کے پاس جانے کے لئے کہا ہے تاکہ میں اس کی مخبری کر کے رپورٹ دیتا رہوں۔ ایک گھنٹہ بعد میری روانگی ہوگی اور تم میرے ساتھ میرے منشی کی حیثیت سے چلو گے۔ میں پہلے ہی ان تمام مصیبتوں کا اندازہ کر چکا تھا اس لئے انتظامات مکمل ہیں تم کل غائب ہو جاؤ گے اور شاید یہ سوچ لیا جائے کہ تم کسی جگہ پر ختم ہو گئے۔ اس طرح کی کہانیاں تو تم نے بھی سنی ہوں گی کہ کچھ نوجوان ایڈونچر کی تلاش میں رات کو گئے اور واپس نہیں آئے پھر ان کی لاشیں نیل میں بہتی ہوئی پائی گئیں۔ یا ممکن ہے

یہ سمجھ لیا جائے کہ شاموس نے تمہیں اسی طرح قتل کر کے کہیں پھینک دیا ہے جس طرح انھوں نے اپنی ملکہ کو قتل کر دیا ہے۔ کیونکہ وہ تم پر مہربان تھی۔ بہرحال! اس بارے میں کئی افواہیں اڑیں گی مادر فرعون کو کافی غصہ آئے گا۔ لیکن تم موجود نہیں ہو گے۔ اس لئے جلد ہی سب اس واقعہ کو فراموش کر دیں گے۔ تم اپنی تلوار اور وہ تمام سونا، جو تمہارے پاس ہے، لے آؤ"

اس کے ایک گھڑی بعد وہ دونوں اس چھوٹے پھاٹک کی طرف بڑھے جس پر صرف ایک سنتری پہرہ دے رہا تھا۔ وہ جب اس کے قریب پہونچے تو بلیس نے اسے ایک انگوٹھی دکھاتے ہوئے اس کے کان میں کچھ کہا

"ٹھیک ہے"۔ سنتری بولا۔ "بلیس بابلی اور اس کے منشی کو جانے کی اجازت ہے لیکن بلیس بابلی، تم جسے میں اچھی طرح جانتا ہوں کہ ستاروں کو دیکھ کر تم قسمت کا حال بتلاتے ہو۔ لیکن تمہارے ساتھ کا یہ منشی جو لمبا لبادہ پہنے ہے اور سر پر ٹوپی بھی ہے جس سے اس کا چہرہ چھپا ہوا ہے، نوجوان نظر آرہا ہے جبکہ عام طور سے منشی لوگ زیادہ عمر کے توندیلے شخص ہی ہوتے ہیں۔ ساحر بلیس! میں تمہارے اس منشی کو اس وقت تک نہیں جانے دوں گا جب تک کہ میرے افسر اسے دیکھ کر جانے کی اجازت نہیں دیتے۔"

"کیا مطلب؟ کیا فرعون کی انگوٹھی کافی نہیں ہے؟" بلیس نے سختی سے پوچھا

"آج کی رات نہیں۔ شاید تم نے محل میں پیش آنے والے واقعہ کے بارے میں نہیں سنا۔ وہاں کچھ ہوا ہے۔ کوئی بڑی ہستی قتل کر دی گئی ہے۔ مجھے حکم ملا ہے کہ اس وقت تک کسی شخص کو نہ جانے دیا جائے جب تک اس کی صورت اچھی طرح نہ دیکھ لی جائے۔ خواہ اس کے پاس فرعون کا اجازت نامہ ہی کیوں نہ ہو۔ اس لئے میں درخواست کروں گا کہ تم تھوڑی دیر ٹھہرو تاکہ افسر گشت پر سے واپس آجائیں"۔

"جیسی تمہاری مرضی"۔ بلیس نے شانے اچکائے۔ لمبے لبادے میں ملبوس رعموس بڑی بے چینی سے اس کی طرف دیکھنے لگا۔

کچھ سوچ کر بلیس نے سنتری سے کہا

"اچھا یہ بتاؤ۔ تمہاری اس بیٹی کا حال کیا ہے جسے دو دن پیشتر میں دیکھنے گیا تھا"؟

"بلیس"! سنتری کے لہجے میں لرزاہٹ تھی" وہ موت اور زندگی کے درمیان پڑی ہے۔ جب میں اس جگہ آیا تھا تو وہ سو گئی تھی اس کے بارے میں علاج کرنے والی عورت نے کہا تھا کہ یا تو نیند اس کی موت کا سبب بنے گی یا پھر وہ اچھی ہو کر نیند سے جاگے گی اور اس کا بخار ختم ہو چکا ہو گا تم عقل مند ہو بلیس! تم ستاروں کو پڑھ سکتے ہو۔ مجھے بتاؤ ان دو میں سے کون سی حالت اس کی ہو گی۔ میں اس سے بہت محبت کرتا ہوں۔ وہ میری اکلوتی اولاد ہے۔ میرا دل اس کے لئے تڑپ رہا ہے"۔

بلیس نے اپنی چھڑی سے ریت پر چند لکیریں کھینچی۔ پھر آسمان کی طرف کسی ستارے کو دیکھتے ہوئے ان لکیروں پر چند نقطوں کا اضافہ کیا اس کے بعد وہ بھرائی ہوئی آواز میں بولا

"اس کائنات کے حالات عجیب طرح سے ایک دوسرے سے منسلک ہیں دوست! اور ہم یہ نہیں جان سکتے وہ کیوں اور کس طرح ایک دوسرے سے وابستہ رہتے ہیں۔ مثال کے طور پر اسی معاملے کو لے لو۔ میرے علم میں آیا ہے کہ تمہاری بیٹی کی موت اور زندگی کا انحصار میرے اس منشی، جو عورت ہونے کی وجہ سے اپنا چہرہ چھپائے ہوئے ہے، اور میرے جانے یا نہ جانے پر منحصر ہے۔ اگر میں ابھی چلا جاتا ہوں تو ستارے کہتے ہیں تمہاری بیٹی بچ جائے گی۔ لیکن میں اگر یہاں تمہارے افسروں کے انتظار میں ٹھہرتا ہوں تو وہ ان کے آتے آتے دوسری دنیا میں پہنچ جائے گی۔ بالکل اسی وقت چاند اپنے نئے دن کے سفر پر روانہ ہو گا لیکن اگر ہمارے گزرتے ہوئے قدم اس پر پڑ جائیں گے تو تمہاری بیٹی زندہ رہے گی"۔

"جاؤ بابلی ساحر! چلے جاؤ۔ میں نے اب پہچان لیا ہے کہ یہ عورت ہے اور تمہاری منشی ہے پہلے مجھے دھوکا ہوا تھا... جاؤ"۔ سنتری نے راستے سے ہٹتے ہوئے کہا

رعوس اور بلیس ریت پر بنی ہوئی لکیروں کو مٹاتے چل دیئے۔

کچھ دُور جانے کے بعد رعموس نے بیلس سے پوچھا

"کیا سنتری کی بیٹی بچ جائے گی؟"

"ہاں۔ میری دوا نے اپنا اثر دکھا دیا ہے کیونکہ اس کا سونا ہی اس بات کی دلیل ہے کہ اب وہ اچھی ہو جائے گی۔ اور زندہ رہے گی۔ لیکن اس وقت اس کے باپ کی کیا حالت ہو گی۔ جب اسے یہ معلوم ہو گا کہ اس نے کس کو چلا جانے دیا ہے میں کچھ کہہ نہیں سکتا۔"

"ممکن ہے وہ اس معاملے میں خاموش ہی رہے"

"نہیں۔ جب صبح کی روشنی پھیلے گی تو ریت پر ہمارے قدموں کے نشان خود ہی سب کچھ کہہ دیں گے۔ لیکن اس وقت تک ہم بہت دُور پہنچ چکے ہوں گے۔ اب تیزی سے دوڑو۔ وہ آدمی، جنہوں نے میرا ساتھ دینے کا حلف اٹھایا ہے، سامنے کے جنگل میں گھوڑوں کے ساتھ موجود ہوں گے۔"

تم پر عذاب نازل ہو گا!

آٹھ دن کے بعد وہ مصر کی سرحد پر موجود جنرل اماسس کے کیمپ میں پہنچ گئے۔ ایک آفیسر انہیں اماسس کے خیمہ میں لے گیا۔ جہاں اماسس کھانے کے بعد حسبِ عادت شراب پی رہا تھا اور بہت ہی اچھے موڈ میں نظر آ رہا تھا۔

بلیس کو دیکھ کر اس کے چہرے پر حیرت پھیل گئی مگر پھر مسکراتے ہوئے کہا

"آؤ آؤ عالم بلیس! خوش آمدید۔ فرعون نے اس جگہ تمہیں کیوں بھیجا ہے"؟

بلیس نے ایک خط نکالا اور پیشانی سے لگا کر اماسس کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا

"اس میں سب تحریر ہے جنرل"۔

اماسس نے اسے کھول کر دیکھا اور کہا

"یہ تو یونانی زبان میں لکھا ہے۔ میں مصری ہوں اس لئے یونانی نہیں پڑھوں گا..... تم پڑھو.... نہیں بیکار ہی ہے۔ کیونکہ ایک دوسرے پیغامبر نے جس نے تم لوگوں کو پیچھے چھوڑ دیا تھا، فرعون کا یہ حکم مجھ تک پہنچایا ہے کہ بلیس کے ذریعے روزانہ یا دوسری حالت میں جب بھی موقعہ ملے "فوج کے حالات کی رپورٹ پیش کرتا رہوں... یہی لکھا ہے نا"؟

"ہاں۔ مختصر الفاظ میں یہی"... بیلیس نے کہا

"اس کا مطلب ہے تمہیں میری اور میرے کاموں کی مخبری کرنے کے لئے یہاں بھیجا گیا ہے"۔

"تم ٹھیک کہتے ہو جنرل"۔ بیلیس کا لہجہ پُر سکون تھا "تم جانتے ہو فرعون سے حسد رکھتا ہے اور تم سے خوف زدہ بھی ہے"۔

"کیوں؟"

"اس لئے کہ مصری تم سے محبت کرتے ہیں اور خاص طور سے فوجی، جو اس کے خیال میں اسی لئے اسے پسند نہیں کرتے کہ وہ یونانی لوگوں کی طرفداری کرتا ہے اور سب سے بڑی بات تو یہ ہے کہ اس کی اولاد بھی یونانی ہے"۔

"صرف اتنا ہی یا کوئی اور وجہ ہے"؟

"ہے جنرل! تم کو تو یہ معلوم ہی ہوگا کہ دوسرے بابلیوں کی طرح مجھے بھی علم نجوم سے دلچسپی ہے اور اس علم میں کچھ مہارت بھی رکھتا ہوں۔ فرعون نے اپنی اور تمہاری قسمت کا حال مجھ سے پوچھا تھا"...

"تم نے کیا معلوم کر کے بتایا؟"

"مجھے معلوم ہوا کہ ہوفترا کا ستارہ اندھیرے میں چھپ رہا ہے جبکہ تمہارا ستارہ روشنی کی طرف بڑھ رہا ہے۔ مجھے معلوم ہوا کہ جلد ہی جس جگہ ہوفترا کا ستارہ ہے ایک دن اسی جگہ تمہارا ستارہ جگمگائے گا۔ لیکن کچھ دنوں تک آسمان پر دونوں ستارے ایک دوسرے کے قریب ہو کر چلیں گے... لیکن میں نے فرعون کو دوسری ہی بات بتائی"...

"کیا تمہارا مطلب تخت سے ہے"؟ اماسس نے دھیرے سے پوچھا

"ہاں۔ تخت کے ساتھ ایک جنرل کے سر پر تاج سے بھی"...

اماسس کچھ سوچ کر پوچھنے لگا

"کیا فرعون نے تمہیں میرے پاس اس لئے بھیجا ہے کہ مجھے زہر دیدو؟ کیونکہ تم ایسا کر سکتے

ہوریتبس۔ تم جو بابل سے نہ جانے کس وجہ سے فرار ہو کر مصر آئے تھے؟"

"اگر فرعون نے مجھے اسی طرح کا حکم دیا ہوتا تو مجھ میں اتنی قوت نہیں ہے کہ ستاروں سے مقابلہ کروں .... میں تمہارا دوست ہوں تم مجھ پر اعتبار کر سکتے ہو۔ اس وقت میں اس جگہ تمہارے قبضے میں ہوں تم مجھے قتل کرا سکتے ہو۔ لیکن اس سے تمہیں کوئی فائدہ نہیں پہونچے گا۔ کیونکہ میں نے اپنے علم سے معلوم ہونے والی بات تم کو پوری نہیں بتائی ہے"۔

"مطلب"؟

"یہ کہ اگر تم مجھے قتل کر دو گے، جیسا کہ اس وقت تمہارے ذہن میں خیال ہے تو پھر تمہارا ستارہ بھی تمہارہ کرنہ چلے گا۔ کیونکہ میرا خون تمہارے خون کے لئے چیختا رہے گا۔ کیا میں یہ سمجھ لوں کہ تمہارے پاس رہ کر میں محفوظ ہوں اور اس وقت بھی محفوظ رہوں گا جب تم فرعون بن جاؤ گے؟"

"تم میرے ساتھ محفوظ ہو۔ آمن[1] اور ماتؔ[1] کی قسم! میں تمہاری اس وقت اور ہمیشہ تمہاری حفاظت کروں گا۔ لیکن یہ بتاؤ کہ تم فرعون کے مخالف کیوں ہو گئے؟ جبکہ اس نے تمہیں اس وقت

---

[1] [1] قدیم مصریوں کا مذہب صد درجہ پیچیدہ کنایات و تاویلات سے بھرا ہوا ہے۔ اس قدیم مذہب میں سینکڑوں دیوی دیوتا تھے۔ جو اُن مختلف اقوام کے اختلاط کی وجہ سے وجود میں آگئے تھے جو قومیں وقتاً فوقتاً سرزمین مصر میں آکر آباد ہوتی گئی تھیں۔ پہلے ہر قبیلہ اور ہر شہر کا ایک علٰیحدہ دیوتا تھا۔ مگر جب یہ قبیلے آپس میں مل جل گئے تو ایک دوسرے کے دیوتاؤں کو بھی مان کر اپنی پرستش میں شامل کرتے چلے گئے۔ دیوی ماتؔ اور دیوتا آمن مغربی ممالک سے آئے ہوئے ایک قبیلے کے دیوی دیوتا تھے۔ دیوتا آمن کا قبیلہ قدیم شہر "تھبز" میں آباد ہو گیا تو سارے شہر میں آمن کی پرستش ہونے لگی۔ جیسا کہ مصری مذہب کا قاعدہ تھا کہ جب کبھی سیاسی، یا شخصی اغراض کی بنا پر کسی دیوتا کو عروج ملتا تو دوسروں کو بھی فراموش نہ کیا جاتا۔ اسی وجہ سے تھبز کا دیوتا شہر "ہیلوپولس" (عین الشمس) کے معروف دیوتا "را" کے ساتھ خلط ملط کر دیا گیا اور اس طرح (باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر)

پناہ دی تھی جب تم بابل سے فرار ہو کر آئے تھے۔ میں نے سُنا ہے تم نے وہاں کوئی جرم کیا تھا جس کی وجہ سے تمہیں ملک چھوڑنے پر مجبور ہونا پڑا تھا۔"

"اس لئے فرعون میرا مخالف اور جلد ہی میرے خون کا پیاسا ہو جائے گا۔ جہاں تک میرا خیال ہے وہ اس کے لئے تیار بھی ہو چکا ہو گا۔ جہاں تک اُس جرم کا تعلق ہے جس کے بارے میں تم نے سُنا ہے۔ وہ جرم میرا نہیں تھا بلکہ کسی اور کا تھا اور اب میں انتقام لینے کے لئے صحیح وقت کے آنے کا منتظر ہوں۔" یہ الفاظ سُن کر رعوس نے حیرت سے بلیس کو دیکھا جس کے چہرے پر موت کی سی سنجیدگی موجود تھی۔

"صاف صاف کہو بلیس! ...... لیکن پہلے یہ بتاؤ کہ یہ دوسرا شخص کون ہے جو ہماری رازدارانہ باتیں سن رہا ہے۔ مجھے حیرت ہے کہ میں نے اسے نہیں دیکھا تھا" اماتس نے رعوس کی طرف دیکھا جس کا چہرہ اس وقت بھی ٹوپی کی آڑ میں پوشیدہ تھا۔

"اماتس! شاید شراب نے تمہاری آنکھوں پر پردہ ڈال دیا تھا۔ اسے غور سے دیکھو تمہیں تمہارے سوال کا جواب مل جائے گا۔"

رعوس نے دھیرے سے اپنی ٹوپی اوپر سرکائی۔ اب اس کا چہرہ صاف دکھائی دے رہا تھا۔ اماتس کی آنکھیں اسے دیکھ کر پھٹ گئیں۔

"یہ ..... یہ تو رعوس ہے فرعون کا نابازُردہ کا۔ جسے میں بہت پسند کرتا ہوں۔ لیکن یہ یہاں کیوں ہے؟ کیا یہ بھی فرعون کے جاسوسوں میں سے ایک ہے جسے تم اپنے ساتھ اس لئے لائے ہو کہ

(بقیہ حاشیہ)

..... سے "تھبز" اور "ہیلیوپولس" (دوسرا نام "عین الشمس") کی دو مذہبی جماعتوں میں صلح ہو گئی۔ چنانچہ اٹھارویں، انیسویں اور بیسویں خاندانوں کے زمانے میں "آمن را" مصریوں کا سب سے بڑا دیوتا تھا۔ فرعون رامسس دوم نے تھبز میں اس دیوتا کے لئے ایک بڑا عالیشان مندر "رامیسرم" بنایا تھا۔ جو عجائباتِ عالم میں شمار کیا جاتا تھا۔

(ابنِ اسماعیل)

تمہاری باتوں کے صحیح ہونے کی گواہی دے دے"۔

"جاسوس نہیں جنرل۔ یہ بھی میری طرح فرعون کے غصہ سے بچنے کے لئے فرار ہوا ہے۔ محل میں کچھ واقعات پیش آئے تھے۔ ایک شامی ملکہ، جسے تم اچھی طرح جانتے ہو، کیونکہ اسی کی وجہ سے تم یہاں آئے ہو، مر چکی ہے"۔

"اس بارے میں میں نے افواہ سنی ہے کیونکہ بڑی ہستیوں کے مرنے کی خبر بہت تیزی سے پھیلتی ہے۔ کیا اس کا رعوس سے کیا واسطہ ہے؟ کیا اس نے بوسے لے کر اس کی جان لے لی۔ جیسا کہ میں اس کی [illegible] کا ہوتا تو ضرور کرتا"۔

"ایسی کوئی بات نہیں جنرل! لیکن رعوس کو ملکہ کا محافظ مقرر کیا گیا تھا اس لئے فرعون اور شامی دونوں ہی ملکہ کی جان کے بدلے میں [illegible] کی وجہ [illegible] جنرل اماتس کی پناہ میں فرار ہو کر آیا ہے [illegible]

[illegible] "دیوتاؤں کی قسم! اسے ضرور پناہ ملے گی۔ میں [illegible] کی وجہ سے کسی کے ہاتھ میں نہیں جانے دوں گا۔ خواہ وہ فرعون ہی کیوں نہ ہو۔ حالانکہ میں جانتا ہوں کہ یہ پسرِ فرعون۔ ؛ اور اس نے ایسی باتیں کی ہیں جو میری گردن میں پھانسی کا پھندا ڈال سکتی ہیں۔ کیا تم ا، کی ضمانت لیتے ہو کہ یہ میرے خلاف کچھ نہیں کرے گا"؟

"ہاں جنرل! میں اس کے بچپن سے ہی اسے اپنے بیٹے کی طرح چاہتا آیا ہوں کیونکہ میرا اپنا کوئی نہیں۔ اس وقت یہ مصیبت میں ہے چونکہ اسی کی وجہ سے شام اور مصر کے معاملات خراب ہو رہے ہیں۔ اس لئے یہ ایک بڑے خطرے سے دوچار ہونے والا ہے۔ اور میں بھی، کیونکہ میں نے اس کا ساتھ دیا ہے۔ اور اسے فرار ہونے میں مدد دی۔ ؛ ہم دونوں فرار ہو کر یہاں آئے ہیں اور اس حالت میں تمہاری وفاداری کا عہد لینے کو تیار ہیں، کہ تم ہماری حفاظت کرو گے۔ کہو کیا ہم تمہارے ساتھ رہ کر آرام کی نیند سو سکیں گے یا ہم کسی اور جگہ چلے جائیں"۔

"تم یہاں اطمینان سے رہ سکتے ہو اور فرعون کا خیال بھی دل سے نکال دو۔ کیونکہ اس

جگہ فرعون میں ہوں۔ یہاں میرا حکم چلتا ہے۔ میں تم سے پہلے ہی دعوٰی کر چکا ہوں۔ کیا تمہیں میری بات پر یقین نہیں آیا؟"

اماتسس کی آواز گونج ہی رہی تھی کہ پہریداروں کی ملی جلی آوازیں میں ایک آواز یہ کہتے سنائی دی "جانے دو۔ فرعون کا قاصد ہے"۔ اس کے ساتھ ہی خیمہ کا پردہ ہٹا اور ایک شخص نے اندر داخل ہو ایک خط اماتسس کو پیش کیا اور اشارہ ملنے پر واپس چلا گیا

"فرعون کے خط میرے پاس برابر آتے رہتے ہیں"۔ اماتسس نے خط کھولتے ہوئے کہا اور پھر اسے پڑھ کر ان کی طرف دیکھتے ہوئے ہنسا اور بولا

"تمہاری قسمت بہت اچھی ہے بیلیس! کم سے کم تم دو لوگوں نے اس میں عقل مندی دکھائی ہے کہ مجھ سے پہلے ہی اپنی حفاظت کا وعدہ لے لیا ہے۔ سنو! اس میں لکھا ہے"۔ وہ فرعون کا خط بلند آواز میں پڑھنے لگا

"فرعون ہوفرا کی طرف سے جنرل اماتسس کو

وہ شامی جو ملکہ ایطیرا کے ساتھ مصر آئے تھے، جواب مر چکی ہے، کاؤنٹ رعوکس کی جان مانگ رہے ہیں۔ کیونکہ اسے ملکہ کا محافظ مقرر کیا گیا تھا اور وہ اس میں ناکام رہا۔ اس کے علاوہ ان شامیوں کا یہ بھی کہنا ہے کہ کاؤنٹ نے ایک شخص نامی نر کو قتل کیا ہے۔ اگر وہ تمہارے پاس ایک منشی کے بھیس میں پہنچا ہے جیسا کہ مجھے اطلاع ملی ہے تو اسے قتل کر کے اس کا سر یہاں روانہ کر دو تاکہ اسے شامیوں کو دکھایا جا سکے۔ اس کے ساتھ بیلیس بابلی کو بھی بھیج دینا تاکہ اس سے حقیقت معلوم کی جا سکے۔

فرعون اور اس کے وزیر کی مہر سے جاری ہوا"۔

"بلیس! تم چالاک آدمی ہو" اماسیس نے بلیس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا "مجھے بتاؤ میں فرعون کے حکم کی تعمیل کروں یا اپنے وعدے پر قائم رہوں؟"

آنکھیں بند کرتے ہوئے بلیس نے بڑے رسان سے کہا

"جنرل! جیسی تمہاری مرضی۔ لیکن یہ یاد رکھو اگر تم نے اس لڑکے کو قتل کر دیا اور ... مجھے عذاب سہنے کے لئے فرعون کے پاس بھیج دیا تو پھر تمہارا ستارہ اندھیرے میں ہی رہے گا جیسا کہ میں پہلے کہہ چکا ہوں۔ لیکن اگر اپنے وعدے کو پورا کرو گے تو یقین رکھو تمہارا ستارہ اندھیرے میں سے نکل کر روشنی میں آ جائے گا"

"میرے خیال میں تم ٹھیک کہتے ہو۔ اس بات کو پورا مصر جانتا ہے کہ میں اپنے وعدے سے کبھی نہیں پھرتا۔ دوست سے کیا ہو یا دشمن سے ... نوجوان! تمہارے پاس منشی کے استعمال میں آنے والی چیزیں موجود ہیں، اب بیٹھ کر یہ الفاظ تحریر کرو:۔

"جنرل اماسس کی طرف سے فرعون ہوفرا کو

فرعون کا خط ملا۔ فرعون کو معلوم ہونا چاہیئے .... کہ جنرل اماسس اپنے کسی بھی ماتحت کی جان، جو اس کے ساتھ جنگ میں شریک ہو، اس وقت تک نہیں لیتا۔ جب تک کہ ... وہ بزدلی نہ دکھائے یا فوج کے اصول کی خلاف ورزی نہ کرے اگر شامیوں کو کاؤنٹ رعوس سے کسی قسم کی شکایت ہے۔ تو وہ یہاں آئیں اور میرے اور میرے کپتانوں کے سامنے اپنا مسئلہ پیش کریں۔ جہاں تک بلیس بابلی کا سوال ہے جسے فرعون نے میری نگرانی کے لئے بھیجا ہے، سفر کی وجہ سے تھکا ہوا ہے اور دوبارہ سفر کرنے کے قابل نہیں ہے۔ فی الحال اس کی نگرانی کی جا رہی ہے۔

جنرل اماسس"

رعوتس نے تحریر ختم کر لی تو اماتس نے اسے لیکر پڑھا پھر مہر لگانے کے بعد ایک آفیسر کو بلاکے یہ کہتے ہوئے خط اس کو دید یا کہ اسے قاصد کو دے دیا جائے تاکہ وہ اسے فرعون کے پاس پہنچا دے۔ آفیسر چلا گیا تو اماتس کہنے لگا

"کاؤنٹ رعوتس! تم بے فکر رہو۔ فرعون بزدل ہے ورنہ وہ خود اپنے ہی بیٹے کے خون کا پیاسا صرف شامیوں کی دھمکی کی وجہ سے نہ ہو جاتا۔ وہ ایک سنگ دل شخص ہے اور جب کوئی سنگ دل کسی کے ہاتھوں میں آجاتا ہے تو وہ بزدل بن جاتا ہے۔ تم دونوں کے لئے میرا مشورہ ہے کہ فرعون سے اس وقت تک دوری رہو جب تک یہ معاملہ فراموش نہ کر دیا جائے۔ اگر اس معاملہ میں میری اس سے کبھی گفتگو ہوئی تو میں اس کے منہ پر کہہ دوں گا کہ اسے میرا شکر گزار ہونا چاہیئے کہ میں نے اس کے بیٹے کو قتل ہونے سے بچایا... اب تم دونوں شراب کے پیالے اٹھاؤ.... اور مجھے اس ملکہ کی موت کے بارے میں بتاؤ۔ اگر حقیقت میں وہ مر چکی ہے"۔

رعوتس نے اوّل تا آخر ساری داستان بیان کی تو اماتس بولا

"مجھے خوشی ہے کہ تم نے اس شامی چوہے کو محل کی کھڑکی باہر پھینکا۔ اب وہ اطیر سے جاکر اپنا معاملہ طے کرے گا۔ تمہیں افسوس کرنے کی ضرورت نہیں کاؤنٹ! اس دنیا میں بے شمار عورتیں ایسی ہیں جو تمہارا دل بہلائیں گی۔ اب جاکر آرام کرو۔ کل میں تمہیں اپنے محافظوں میں شامل کر لوں گا اور..... یہ دیکھوں گا کہ میدان جنگ میں تمہاری قسمت کیسی رہتی ہے"۔

اس رات سونے سے پیشتر رعوتس نے اپنی صحیح جذباتی حالت سے آگاہ کرتے ہوئے کہا

"بیلیس! میری زندگی میں ایک بہت بڑی تلخی رچ گئی ہے اور اب میں نے اس بات کی قسم کھائی ہے کہ اگر فرعون کے عتاب سے بچ گیا اور زندہ رہا تو پھر کبھی کسی عورت سے تعلقات قائم نہیں کروں گا"۔

یہ سُن کر بیلیس کے ہونٹوں پر ایک پُراسرار مسکراہٹ پھیل گئی۔ اس نے کہا

"لیکن کیا عورتیں بھی تم سے اس وجہ سے واسطہ نہ رکھیں گی کہ ان میں سے ایک کی وجہ سے

تم پر مصیبت آ چکی ہے اور یہ بھی یقین کے ساتھ نہیں کہا جاسکتا کہ دوسری عورتیں بھی تمہارے لئے غم کا باعث بنیں گی۔ خیر! اب افسوس کرنے کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ جو کچھ ہو چکا ہے اسے واپس نہیں لایا جاسکتا۔ میں تم سے ایک بات کی درخواست ضرور کروں گا کہ تم مجھے، اچھی یا بری حالت میں، اپنے ساتھ رہنے کی اجازت دے دو۔ کیونکہ میری زندگی کا بھی ایک مقصد ہے جسے میں پورا کرنا چاہتا ہوں"۔

پھر یہ نہ بتاتے ہوئے کہ اس کی زندگی کا مقصد کیا ہے، اس نے رغوس کی پیشانی چومی اور سونے چلا گیا۔

دوسرے دن وہ فوج کے سنگ آگے روانہ ہو گئے۔ اماسیس نے رغوس کو اپنے محافظوں کے ایک دستے کا آفیسر مقرر کر دیا تھا اور چونکہ رغوس پڑھا لکھا تھا اس لئے جنرل کے پرائیویٹ منشی کا عہدہ بھی اسے دیدیا گیا۔ بیلس کو اماسس نے اپنے ساتھ ہی رکھا تاکہ ان باتوں کو معلوم کر سکے جو وہ جاننا چاہتا تھا۔

قریباً چالیس ہزار بہادر سپاہیوں کے ساتھ بابلی فوج کا مقابلہ کرنے کے لئے وہ آگے بڑھتے رہے۔ وہ مصر کی آخری سرحد کے قریب پہونچے تو انھوں نے سرحد کی دوسری طرف بابلی فوج کا ایک سیلاب دیکھا جو انہی کی طرف بڑھ رہا تھا۔ اسے دیکھ کر رغوس کے چہرے پر زردی چھا گئی۔ وہ سوچنے لگا کہ اس فوج کے دریا میں وہ تنکوں کی طرح بہہ جائیں گے۔ اماسس، جو اس کے قریب تھا، اس کی حالت دیکھ کر مسکراتے ہوئے بولا

"تم خوف زدہ ہو گئے کاؤنٹ! تمہارے چہرے سے سب کچھ ظاہر ہو رہا ہے۔ اس میں تمہارا کوئی قصور نہیں۔ خیر! ہمت سے کام لینا چاہئیے۔ کیونکہ کسی فوج کی تعداد اس بات کی دلیل نہیں ہوتی کہ وہ کامیابی حاصل کرے گی۔ فتح اس فوج کو ملتی ہے جس کے دل میں فتح حاصل کرنے کی خواہش اور آپس میں ربط و ضبط ہو۔ اب اس بابلی فوج کو دیکھو۔ اس کی بے ترتیبی کا عالم تو دیکھو! ایک بھی لائن سیدھی نہیں۔ اس کا بایاں حصہ آگے بڑھ آیا ہے۔ جبکہ دایاں حصہ ابھی پیچھے ہے۔ اس کے علاوہ درمیان میں دیکھو! جہاں ان کا جنرل اپنے چیدہ محافظوں کے ساتھ نظر آ رہا ہے۔ دیکھ رہے ہو، اسکی پالکی کے ساتھ کئی گاڑیاں بھی نظر آ رہی ہیں۔ ان گاڑیوں میں کھانے پینے کا سامان نہیں بلکہ عورتیں

ہیں۔ کیونکہ بابلی اس معاملہ میں کچھ زیادہ فراخ دل واقع ہوئے ہیں اور جنگ میں بھی اپنی عورتوں کو پیچھے نہیں چھوڑتے۔ اس لئے یہاں بھی ان کی حفاظت کا انتظام کر دیا گیا ہے۔ اسی لئے میں کہتا ہوں کہ خوف زدہ ہونے کی ضرورت نہیں"۔

اس کے بعد وہ دوسری طرف چلا گیا۔

بابلی فوج آگے بڑھتی رہی اور دوپہر کے قریب وہ ان سے صرف ایک میل کے فاصلے پر رہ گئی۔ وہ دھوپ کی شدت سے بچنے کے لئے گھنٹہ بھر آرام کر کے آگے بڑھے۔ اماتسں کی فوج سمجھی کہ وہ حملہ کرنے آرہے ہیں۔ مگر ان کا خیال غلط ثابت ہوا۔ کیونکہ قریباً تین فرلانگ اور آگے بڑھنے کے بعد بابلی فوج کھڑی ہو کر پریشانی کی حالت اِدھر اُدھر دیکھنے لگی۔ کیونکہ اماتسں کی کچھ ہی فوج پہاڑ کے اوپر کھڑی تھی جبکہ فوج کا زیادہ حصہ پہاڑیوں کے پیچھے ہونے کی وجہ سے انھیں نظر نہیں آرہا تھا۔ بالآخر ان میں سے تین چار آفیسر سفید پرچم لئے ان کی طرف آئے ... اور پہاڑی کے دامن میں آکر رُکے۔

اماتسں نے بتیس کو چند آدمیوں کے ساتھ ان سے گفتگو کرنے کے لئے روانہ کیا۔ بتیس نے واپس آکر رپورٹ دی کہ بابلی فوج کا جرنل مردوخ ہمیں بغیر جنگ کئے واپس جانے کو کہتا ہے۔ اگر ہم اس پر تیار ہو گئے تو وہ اماتسں اور اس کے کپتانوں کو خوش کرنے کے لئے تحفہ میں سونا دے گا۔ اسکے بعد وہ بابل واپس جا کر شاہِ بابل نبوکدنضر کے سامنے رپورٹ پیش کرے گا کہ اس نے مصریوں پر فتح حاصل کرلی ہے کیونکہ اس کی فوج دیکھتے ہی مصری فوج فرار ہو گئی تھی۔

یہ سن کر اماتسں ہنسا پھر بھی اس نے بتیس کو یہ معلوم کرنے کے لئے واپس بھیجی کہ وہ فرعون کو کتنا سونا دیں گے۔

اسی طرح دوپہر گزر گئی۔ جب اماتسں کو یقین ہو گیا کہ اب بابلیوں کے پاس اتنا وقت نہیں ہے کہ وہ حملہ کر سکیں تو اس نے اپنا آخری پیغام بھیجا کہ بابلی فوج اپنے کو مصری فوج کے حوالے کر دے اور وہ تمام سونا بھی جو ان کے ساتھ ہے۔ یہاں پر گفتگو ختم ہو گئی تھی۔

بلیس نے رعموس سے قریب جا کر کہا

"ان بابلیوں کے پاس پانی نہیں ہے۔ ان کے پاس جتنا پانی ہے وہ کل تک ختم ہو جائے گا۔ پھر ان کے اونٹ، ہاتھی اور گھوڑے پیاس سے پریشان ہو جائیں گے۔ مردوخ کا خیال تھا کہ اگر ہم واپس چلے جائیں گے تو وہ اس جگہ کے چشموں سے، جہاں ہمارا پڑاؤ ہے، پینے کے لئے کافی پانی حاصل کرے گا۔ اسی لئے اس نے اماسس کو سونے کا لالچ دیا تھا۔ مگر اماسس واقعی ایک قابل جنرل ہے"

رات گزر گئی۔ رعموس کا خیال تھا کہ صبح ہوتے ہی اماسس بابلیوں پر حملہ کرے گا۔ لیکن اس نے ایسا نہیں کیا۔ بلکہ اس نے فوج کو کھانے پینے کے لئے چھوڑ دیا۔ جب فوج اور گھوڑے فارغ ہوئے تو اماسس نے پانچ ہزار سواروں کو حکم دیا کہ وہ جا کر بابلی فوج پر حملہ کریں اور جیسے ہی بابلی فوج جوابی حملہ کرے، تو وہ اس طرح وہاں سے بھاگ نکلیں جیسے بابلی فوج سے ڈر گئے ہوں۔

بابلیوں نے جب گھڑسواروں کو اپنی طرف آتے دیکھا تو وہ چیختے چلاتے ہوئے اپنے ہاتھیوں کو ساتھ لے کر آگے بڑھے۔ ان کے قریب آتے ہی مصری اس طرح گھوم کر بھاگے جیسے ہاتھیوں کو دیکھ کر خوف زدہ ہو گئے ہوں۔ اسی وقت وہ بات ظہور میں آگئی جس کی اماسس کو امید تھی۔

بابلی فوج مصریوں کے تعاقب میں بے ترتیب ہو گئی۔ ہاتھی، گھوڑے، پیدل، سب ہی ایک بڑے جھنڈ کی شکل بن گئے۔ پہاڑی کے پیچھے موجود فوج کو تیار رہنے کا حکم دیا گیا۔ پھر جیسے ہی بھاگتی ہوئی مصری فوج اپنے فوجوں کے قریب پہونچی تو انھوں نے انھیں جانے کا راستہ دیا۔ تاکہ وہ ان کے عقب میں قطار بنا کر کھڑے ہو سکیں۔ ان کے گزر جانے کے بعد وہ پھر لائن بنا کر کھڑے ہو گئے اور بابلی فوج کا انتظار کرنے لگے۔

تھوڑی ہی دیر بعد وہ ان کے نزدیک آگئی۔ اور ہاتھی، گھوڑے، پیدل سب ہی ریت کی پہاڑی پر چڑھنے کی کوشش کرنے لگے۔ وہ ایک قدم آگے رکھتے تھے اور ریت کے پھسلنے سے دو قدم پیچھے ہٹ جاتے تھے۔ اسی وقت مصری تیر اندازوں نے اشارہ پاتے ہی تیروں کی برسات بابلی فوج پر شروع کر دی۔ جلد ہی ہاتھیوں کے سر اور سونڈوں پر تیر ہی تیر نظر آنے لگے۔ وہ تکلیف

سے پریشان ہو کر پلٹے اور اپنی ہی فوج کو روندتے ہوئے بھاگے۔ کچھ گھوڑ سوار اور پیدل بھی اس افراتفری کے عالم میں بھاگنے لگے۔ اور پھر جلد ہی ریت پر لاشیں ہی لاشیں گرنے لگیں۔ لیکن ان کی تعداد بھی اتنی زیادہ تھی کہ ہاتھیوں اور گھوڑوں سے کچل کر اور تیروں سے مرنے کے بعد بھی وہ رکے نہیں بلکہ آگے ہی آگے بڑھتے رہے اور کچھ پیچھے کھڑی مصری فوج کے قریب پہنچ گئے۔ اس کے باوجود مصری برابر ان پر تیر برسائے جا رہے تھے۔

اپنی اس تباہی کو دیکھ کر بابلی اور ان کے جرنل چیخ اٹھے۔ بگل بجے۔ پرچم لہرائے اور احکام جاری ہونے لگے۔ اس وقت ان کی پوری فوج بجانے کتنی تھی اور تقریباً ایک سرے سے دوسرے سرے تک تین میل کی لمبائی میں پھیلی ہوئی تھی۔ پھر وہ یکبارگی مصری فوج کی طرف گھیرا ڈالنے والے انداز میں آگے بڑھنے لگی۔

اماتسس ان کا ارادہ بھانپ گیا کہ وہ آگے بڑھتے ہوئے انھیں حصار میں لے کر عقب سے حملہ کرنا چاہتے ہیں۔ پھر اس نے بھی اپنے گھوڑ سواروں کو دو حصوں میں تقسیم کیا اور دائیں بائیں سے گھوم کر بابلی فوج پر حملہ کرنے کی ہدایت دی۔ اس طرح درمیان میں ایسی جگہ خالی ہو گئی جہاں لڑنے والا کوئی بھی موجود نہ تھا۔ گھوڑ سواروں نے بابلی فوج پر دونوں طرف سے حملہ کیا اور ان کو اس طرح بے ترتیب کر دیا کہ آخر میں پوری بابلی فوج ایک جم غفیر کی طرح نظر آنے لگی۔

اس عرصہ میں بابلی فوج کا درمیانی حصہ بھی آگے بڑھتا رہا۔ وہ مصری فوج جو پہاڑیوں میں چھپی تھی۔ بابلیوں کے قریب آنے پر وہ ان پر بُری طرح ٹوٹ پڑی .... اور اب دست بدست جنگ شروع ہو گئی۔

رعموس ابھی جنگ میں حصّہ نہیں لے رہا تھا کیونکہ دستہ خاص کے ساتھ اماتسس کو گھیرے ہوئے کھڑا تھا۔ لیکن وہ دیکھ رہا تھا کہ حملہ آوروں کی حالت شدتِ پیاس سے ابتر ہے۔ ان میں سے اکثر جانوروں کی طرح زبان باہر نکالے ہوئے تھے۔ جبکہ دھوپ کی شدت سے ان کے اسلحے نے بھی تپنا شروع کر دیا تھا۔

"میں دیوتاؤں کا شکرگزار ہوں کہ انھوں نے مجھے بابلی شہزادہ اور جنرل نہیں بنایا ہے"

اماتیس بڑبڑایا۔ پھر بلند آواز میں چیخا "اب آگے بڑھو"۔

پھر دستۂ خاص بھی بابلیوں پر حملہ آور ہوا اور انھیں بُری طرح پیچھے کی طرف دھکیلتا چلا گیا۔ دستۂ خاص کے سپاہیوں نے ہزاروں کی تعداد میں لاشیں گرادیں۔ ڈھلوان سے نیچے اُکر انھوں نے اپنی ترتیب پھر قائم کی۔ کیونکہ ان میں سے کچھ زخمی ہو گئے تھے اور کچھ مر چکے تھے۔ اس کے بعد وہ اس طرف حملہ آور ہوئے جدھر مردوخ اور عورتوں کو قریباً پندرہ ہزار فوجی گھیرے میں لئے کھڑے تھے۔ وہ ان پر طوفان کی طرح ٹوٹ پڑے۔ لیکن ان کی سہ رویہ قطار سے ٹکرا کر اس طرح پیچھے ہٹ گئے جیسے کسی آہنی دیوار سے ٹکرا گئے تھے۔ وہ گھبرا گئے کیونکہ ان کی تعداد ان کے مقابلے میں بہت کم تھی۔ اس حالت میں یکایک اماتیس اپنے ایک ہزار سپاہیوں کے ساتھ، جو اس کے ساتھ ہی رہے تھے، آگے نکل کر حملہ آور ہو گیا۔ اس بار سپاہیوں نے بڑی جوان مردی سے مقابلہ کر کے بابلیوں کی سہ رویہ قطار کو توڑا اور اس طرح اندر چلے گئے جیسے لکڑی کے اندر برما چلا جاتا ہے۔

اسی وقت ایک گاڑی، جس میں جنرل مردوخ بیٹھا تھا، گھومی اور بھاگ کھڑی ہو گئی۔ ایک مصری زور سے چیخا

"مردوخ بھاگ رہا ہے۔ بابلی جنرل فرار ہو رہا ہے"

جب بابلی فوجوں نے دیکھا کہ واقعی ان کا جنرل بھاگ رہا ہے تو وہ کمزور پڑ گئے۔ اب وہ فوجی اور بہادر نہیں رہے تھے بلکہ ان بھیڑ بکریوں کی طرح تھے جو بھیڑیوں یا کتوں کے چنگل میں پھنس گئے ہوں۔ وہ گھوم گھوم کر ادھر اُدھر بھاگنے لگے۔ اب وہ لڑ نہیں رہے تھے بلکہ اسلحہ پھینک کر امان مانگ رہے تھے۔ لیکن مصری انھیں بڑی بے دردی سے کاٹ رہے تھے اور اس وقت تک کاٹتے رہے جب تک فوج کی واپسی کا بگل نہیں بجا۔ صرف چند گھوڑ سوار ضرور بھگوڑوں کا تعاقب کرتے چلے گئے۔

فتح یابی حاصل کرنے کے بعد اب مصری دشمنوں کے سامان کی طرف متوجہ ہوئے۔ ان کے سامنے لاتعداد گاڑیاں کھڑی تھیں۔ جن سامان اور عورتیں تھیں۔ جرنلوں اور آفیسروں کے بڑے خیمے اور قیمتی سامان تھا۔ اماتسں نے ہنستے ہوئے بلند آواز میں کہا

"اب ہم جا کر اسے لوٹ سکتے ہیں۔ لیکن اس کا حصہ ضرور چھوڑ دیں گے"۔

فوجی بغیر ترتیب کے دوڑتے ہوئے آگے بڑھے۔ اب انہیں کسی بات کا خطرہ نہ تھا۔ کیونکہ ان کا مدِمقابل فرار ہو گیا تھا اور اپنے پیچھے اپنے مُردوں، زندہ عورتوں اور قیمتی ساز و سامان کو ان کے لئے چھوڑ گیا تھا۔

رعوتس کے ساتھ جو چند سپاہی تھے وہ مردوخ کے خیمے کے پاس بے تحاشہ اس میں خزانے کی تلاش میں گھس پڑے۔ رعوتس جسے دولت اور ہیرے جواہرت کی قطعی چاہ نہ تھی، عقب میں ایک دوسرے خیمہ کے پاس پہنچ گیا۔ جو کسی عورت کا معلوم ہوتا تھا۔ اس نے خیمے کے اندر داخل ہو کر اس کا پردہ گرا دیا۔ رعوتس تھوڑی دیر تک وہاں کھڑا رہا تاکہ وہاں کے اندھیرے میں اس کی آنکھیں دیکھنے کے قابل ہو جائیں۔ پھر اس نے ادھر ادھر نظر ڈالی تو آخری حصہ فرش پر کوئی چمکدار شے دکھائی دی جو شاید چاندی کی زرہ بکتر پہنے تھی۔ اس کے قریب ایک اور شے بھی چادر سے ڈھکی ہوئی اسے دکھائی دی۔ میان سے تلوار نکال کر بڑی ہوشیاری کے ساتھ رعوتس آہستہ روی سے آگے بڑھا۔ جب وہ اس شے کے قریب پہونچے تو اس شے نے اپنا جھکایا ہوا سر اوپر اٹھایا۔ اس وقت رعوتس نے دیکھا کہ چاندی کے خود کے نیچے جو چہرہ ہے وہ کسی عورت کا ہے جو یونانی عورتوں کی طرح حسین تھی۔ وہ ایک دوسرے کو گھورتے رہے۔ پھر وہ عورت ایک ایسی زبان میں کچھ بولی جس زبان سے رعوتس واقف نہ تھا۔ یہ محسوس کر کے کہ رعوتس کچھ نہ سمجھا، اس عورت نے یونانی زبان میں کہا

"سپاہی! اگر تمہیں کسی شے کی تلاش ہے تو کہیں اور جا کر تلاش کرو۔ کیونکہ میں تمہارے کسی کام نہ آسکوں گی"۔ اتنا کہہ کر اس نے اپنی زرہ پر پڑے ہوئے کپڑے کو اٹھایا۔ ایک تیر اس کی

زرہ کو توڑتا ہوا اس کے جسم میں داخل ہو گیا تھا اور خون گھٹنوں تک بہہ رہا تھا۔

یہ دیکھ رعوس نے تسلی کے چند الفاظ کہتے ہوئے کہا

"میں ابھی ڈاکٹر کو بلاتا ہوں"۔ اس کے ذہن میں بیلیس کا خیال آیا تھا۔

"بے کار ہے"۔ زخمی عورت بولی۔ "زخم کاری ہے اور اب میں چند گھڑیوں کی مہمان ہوں"۔

رعوس کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ کیا کرے۔ اس نے سوچا کہ اسے تنہا چھوڑ کر چلا جائے مگر نجانے کیوں وہ وہیں کھڑا رہا۔ عورت اس کو گھور کر بولی

"تم نوجوان ہو اور رحم دل بھی نظر آ رہے ہو۔ اس کے علاوہ اگر میں غلطی پر نہیں تو تم کسی اونچے خاندان سے ہو...... دیکھو"... کہہ کر اس نے اپنے قریب پڑی ہوئی شے کے اوپر سے چادر سرکائی۔

وہاں تین یا چار سال کی ایک خوب صورت لڑکی قیمتی کپڑوں میں ملبوس لیٹی ہوئی تھی رعوس نے جھک کر اس لڑکی کو دیکھا۔

اسی وقت چند سپاہی اس خیمے میں آ گئے۔ رعوس نے گھوم کر دیکھا وہ اس کے دستہ کے سپاہی تھے۔

"بھاگ جاؤ"۔ وہ چیخا

ایک فوجی دوسروں سے ہنستے ہوئے بولا

"اوہ یہ تو ہمارے نوجوان کپتان کاؤنٹ رعوس ہیں۔ چلو دوستو! جنگ کے اصول کے مطابق یہ عورت ان کی ہے۔ چلو کسی دوسری جگہ کی تلاشی لیں" پھر وہ سارے فوجی انداز میں قہقہے اڑاتے چلے گئے۔

"اس بچی کو بچاؤ کاؤنٹ رعوس!..... اسی نام سے ان لوگوں نے تمہیں پکارا تھا"... زخمی عورت بولی" یہ کسی معمولی گھرانے کی نہیں ہے۔ میں بھی اس شخص کی بیٹی ہوں جو کبھی اسرائیلیوں

کا بادشاہ تھا۔ اب جبکہ میں موت سے ہمکنار ہو رہی ہوں۔ میرا ضمیر مجھ سے کہہ رہا ہے کہ میں تم پر

اعتبار کروں کیونکہ جیہووا[1] نے تمہیں میرا دوست بنا کر بھیجا ہے۔ اپنے اُن دیوتاؤں کا نام لے

کر جن کی تم عبادت کرتے ہو، میرے سامنے عہد کرو کہ تم اس بچی کی حفاظت کرو گے۔ تم اسے

بازار میں لے جا کر فروخت نہیں کرو گے۔ اس کے کھانے پینے کا اچھا انتظام کرنا اور جب یہ

جوان ہو جائے گی تو اس کی شادی اس شخص سے کرو گے جسے یہ پسند کرے۔ میرے سامنے یہ عہد کرو

تو میں مائی تنا اسرائیل کے شاہی خاندان کی عورت اپنے خدا جیہووا کی برکات تم پر نازل ہونے

کی دعا کروں گی اور اگر تم اس عہد کو پورا کرنے میں ناکام رہو گے تو تم پر عذاب نازل ہو گا۔"

"یہ تو بڑا ہی مشکل عہد ہے خاتون مائی تنا!" رعوتس نے بھرائی ہوئی آواز میں کہا

"مشکل... ہاں مشکل تو ہے۔ لیکن یہ غیر ممکن بھی نہیں ہے" کہہ کر عورت نے خوف زدہ

نظروں سے چاروں طرف دیکھا کہ وہاں کوئی اور موجود تو نہیں ہے۔ پھر اپنے پہلو سے ایک خوبصورت

تھیلا نکالا اور رعوتس کے ہاتھ میں دے دیا۔ پھر بولی

"اسے چھپا لو۔ یہ شاہی جواہرات اس بچی کی ملکیت ہیں اور ان میں ایسے موتی ہیں جن کی

قیمت کوئی ادا نہیں کر سکتا"۔

رعوتس نے تھیلی اس جھولے میں ڈال دی جس میں کھانے کا سامان رہتا تھا۔ پھر عورت

سے کہنے لگا

"خاتون میں عہد کرتا ہوں۔ لیکن ان جواہرات کی وجہ سے نہیں"۔

"مجھے یقین ہے کاؤنٹ رعوتس! کیونکہ تمہاری جیسی آنکھیں بے یار و مددگاروں کو دھوکا

دینے والوں کو نہیں مل سکتیں"۔ بچی کی طرف اشارہ کر کے "اسے اٹھا لو کاؤنٹ! اب میں......

جا رہی ہوں"۔ جھک کر اس نے بچی کی خوشنما پیشانی چومی اور پھر دعا کے لئے ہاتھ اٹھانے

---

[1] "JEHOVA" یا "یہوداہ"۔ یہودی خدائے تعالیٰ کو اسی نام سے پکارتے تھے۔

کی کوشش کی مگر بے سود۔ زیادہ خون نکل جانے کی وجہ سے اب وہ نہایت کمزور ہو رہی تھی۔

لڑکی کو ہاتھوں میں اٹھاتے ہوئے رعوّس نے عورت سے پوچھا

"اس کا نام کیا ہے؟ اور اس کا باپ کون ہے؟"

"مائرہ... اس کا نام مائرہ ہے"۔ عورت کی آواز بے حد کمزور تھی۔ پھر اس کی آنکھیں بھی بند ہو گئیں۔ وہ فرش پر مرغِ بسمل کی طرح تڑپی اور پھر ڈھیلی پڑ گئی۔

رعوّس بچی کو چادر میں لپیٹ کر اس خیمے سے باہر نکلا تو اس کے تھوڑی ہی دیر بعد سپاہیوں نے اس خیمے کو بھی دوسرے خیموں کی طرح آگ لگا دی۔

قسمت کی کتاب کی تحریر

رعوس اپنے خیمہ میں داخل ہوا تو وہاں بیلس ہلکے پھلکے کپڑوں میں ملبوس دھوپ میں خشک کئے ہوئے پھل اور روٹی کھانے میں مشغول تھا۔ رعوس کو دیکھ کر اس کے چہرے پر رونق آگئی اور منہ سے اطمینان کی سانس خارج ہوئی۔ کیونکہ اس نے رعوس کو جنگ ختم ہونے کے بعد نہیں دیکھا تھا۔

پھر اس کی نظر رعوس کے بازوؤں میں پکڑے ہوئے بنڈل پر پڑی۔ بڑی حیرت سے وہ کہنے لگا

"کس قدر حیرت کی بات ہے کبھی کبھی عقلمند سے عقلمند آدمی بھی دھوکا کھا جاتا ہے۔ میں تمہیں بچپن سے دیکھتا چلا آرہا ہوں اور تمہارے ذہن سے اچھی طرح واقف ہوں۔ میں ہر شخص کے سامنے بلا جھجک اس بات کی قسم کھانے کو تیار ہو سکتا تھا کہ تمہیں لوٹ کے مال سے کوئی دلچسپی نہیں۔ لیکن میں دیکھ رہا ہوں کہ دوسروں کی طرح تم بھی لوٹ میں شریک رہے"!

"ہاں بیلس! میں بھی لوٹ میں شامل تھا اور ایک بڑا خزانہ میرے ہاتھ آیا ہے۔ ایک ایسا خزانہ جسے لینے کو کوئی بھی تیار نہیں ہو سکتا۔ تم ہی اس چادر کو ہٹا کر دیکھ لو" کہہ کر رعوس بیلس کے سامنے کھڑا ہو گیا۔

بیلس نے چادر ہٹا کر بچی کو دیکھا جو سو رہی تھی یا بے ہوش تھی۔ چند لمحوں تک اس کی طرف دیکھتے رہنے کے بعد بیلس نے کہا

"میری کچھ میں نہیں آرہا کہ کس دیوتا کا اس معاملہ میں ہاتھ ہے اور اس کا انجام کیا ہوگا۔"

"رحم کے دیوتا کا۔ اگر وہ ہے کیونکہ اس وقت اس پر یقین کرنے کو میرا جی نہیں چاہ رہا ہے"

یہ کہہ کر رعموس نے بیلس کو ساری کہانی سنا دی۔

"رعموس!" سب کچھ سننے کے بعد بیلس بولا "کچھ عہد ایسے بھی ہوتے ہیں جنہیں اگر توڑ دیا جائے۔ تو ان کا بوجھ ضمیر پر بہت ہلکا ہوتا ہے۔ لیکن کچھ عہد ایسے بھی ہوتے ہیں کہ ان میں ذرا سی کوتاہی ہونے پر آسمانی بلائیں انتقام لینے کے لئے نازل ہونا شروع ہو جاتی ہیں۔ تمہارا عہد بھی اسی قسم کا ہے۔ اب یہ اچھا ہے یا برا۔ تم ہی اس کے نگران ہو"۔

"میں جانتا ہوں، بیلس"۔

"لیکن کیا کیا جائے.... اس لڑکی کو گود میں رکھتے ہوئے تم ایک فوجی کس طرح رہ سکتے ہو؟"

"بیلس: میں نے جو خونی منظر آج دیکھا ہے اس کی وجہ سے میں اب فوج میں نہیں رہنا چاہتا"۔

"لیکن اگر تم شادی کر وگے تو بھی تم اس لڑکی کی ٹھیک طرح سے پرورش نہ کر سکو۔ کیونکہ کوئی بھی اس پر یقین کرنے کو تیار نہیں ہوگا کہ تم نے اسے میدانِ جنگ میں پایا ہے"۔

"میں شادی بھی نہیں کرنا چاہتا بیلس! میں تم سے کہہ چکا ہوں کہ اب میں کسی عورت سے تعلقات قائم نہیں کروں گا"۔

"ہاں۔ لیکن"!.... بیلس نے کچھ کہنا چاہا مگر پھر وہ یکایک خاموش ہو گیا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ کوئی نیا خیال اس کے ذہن میں آیا ہے۔ اسی وقت لڑکی بیدار ہو کر رونے لگی۔ اسے چپ کرانے کے لئے انہوں نے اونٹ کے دودھ میں روٹی ڈال کر اسے کھانے کو دی پھر کچھ ہی دیر بعد وہ رعموس کی باہوں میں سو رہی تھی۔ اسے بستر پر لٹا کر رعموس تھیلی کی طرف متوجہ ہو گیا۔ تھیلی کھولی تو رعموس کے ساتھ ساتھ بیلس کی بھی آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں۔

تھیلی میں جو جواہرات تھے وہ کسی بادشاہ کے ہو سکتے تھے کیونکہ اس میں زیادہ حصہ موتیوں

کے ہار کی لڑیوں کا تھا۔ اس میں منقش چھوٹی پلیٹ بھی تھی جس پر عجیب طرح کے نشانات تھے

معلوم ہوا کہ وہ ایک طاقت ور سحری تعویذ ہے۔ پھر اسی طرح ان جواہرات کو تھیلی میں بند کر کے

رعوتس نے بیلیس کے حوالے کر دیئے۔ جس نے تھیلی کو اپنی دوائیوں اور دوسرے سامان کے بکس

میں چھپا دیا جہاں تلاش کرنے کی کسی میں ہمت نہیں پیدا ہو سکتی تھی۔ کیونکہ تمام مصری بیلیس کو ایک

عظیم ساحر مانتے تھے۔

تھیلی کو رکھتے ہوئے اس نے کہا

"یہ اس لڑکی کے ہیں۔ اس لئے مقدس ہیں۔ اسے لوٹ کا مال ظاہر کرنے کی ضرورت نہیں"۔

دوسری صبح رعوتس بیدار ہوا تو سورج اوپر آ چکا تھا۔ وہ خیمہ میں مائرہ کے ساتھ تنہا

تھا۔ وہ اس کے بکس پر بیٹھی تھی جسے ریت پر بچھایا گیا تھا۔ بڑی بڑی سیاہ آنکھوں سے وہ رعوتس

کو گھور رہی تھی۔ پھر اس نے بابلی زبان میں، جو بیلیس کے ساتھ رہنے کی وجہ سے رعوتس اچھی طرح سمجھتا

تھا، اس سے اپنی ماں کے بارے میں دریافت کیا۔

جواباً رعوتس نے اسے بتایا کہ اس کی ماں اسے اس کی حفاظت میں چھوڑ کر دور چلی گئی ہے

یہ سن کر وہ رونے لگی اور اس کی سیاہ آنکھوں سے آنسو بہنے لگے۔ رعوتس نے اسے گود میں لے کر اس

کا بوسہ لیا اور اسے بہلانا شروع کیا۔ آخر خاموش ہو کر اس نے رعوتس کا بھی بوسہ لیا۔ اس یتیم کا پیار

رعوتس کے دل گہرا ہوتا چلا گیا۔

اسی وقت بیلیس اپنے ساتھ مائی ٹپ نامی ایک عورت کو لے کر نمودار ہوا۔ مائی ٹپ

ایک ایسے سپاہی کی بیوہ تھی جو جنگ میں کام آ چکا تھا۔ تقریباً تیس برس کی عمر والی مائی ٹپ بے اولاد

ہی تھی لیکن دوسروں کے بچوں سے بہت پیار کرتی تھی۔ اپنے کھانے پینے کا انتظام اسے سپاہیوں کا کام

کر کے کرنا پڑتا تھا۔ بیلیس نے اب اسے مائرہ کی دیکھ بھال کے لئے ملازم رکھ لیا۔ اس نے اس کی دیکھ

بھال اپنی اولاد کی طرح شروع کر دی۔

صبح ہوتے ہی بیکس نے مائی نا کے خیمے کا رخ کیا تھا۔ اس خیال سے کہ شاید کوئی نئی بات معلوم ہو سکے۔ کیونکہ اس نے اپنے کو کسی یہودی بادشاہ کی بیٹی ظاہر کیا تھا۔ بیکس کو اس میں ناکامی ہوئی کیونکہ وہ خیمہ جل کر راکھ ہو چکا تھا۔ وہاں اسے جلی ہوئی ایک لاش ضرور دکھائی دی تھی۔ جو بری طرح مسخ ہو گئی تھی۔

بیکس نے اس وقت اور بعد میں بھی کئی بابلی قیدیوں سے گفتگو کر کے مائی نا کے بارے میں کچھ معلوم کرنے کی کوشش کی۔ لیکن وہ بھی اسے کچھ نہ بتا سکے۔ شاید مائی نا بابل میں اور کسی نام سے جانی جاتی تھی۔ بہرحال انتہائی کوششوں کے باوجود بیکس اور رعوس دونوں پُراسرار مائی نا کی اصلیت معلوم نہ کر سکے۔

اسی روز اماسس نے فوج کو جمع کر کے ایک تقریر کی۔ جس میں اس نے کہا

"ہماری فتح یابی اس فوج پر شاندار رہی ہے۔ جس کی تعداد ہم سے زیادہ تھی۔ یہ فتح یابی صرف تم لوگوں کی بہادری اور ربط و ضبط کی وجہ سے رہی ہے"۔ جو کام خود اس نے جنرل کی حیثیت سے کئے تھے، ان کا ذکر تک نہ کرتے ہوئے آخر میں کہا

"اب ہم واپس جا کر فرعون کو اپنے کارنامے کی رپورٹ پیش کریں گے"۔

اس کے بعد اس نے تمام سپاہیوں کو لوٹ کا مال لانے کے لئے کہا تاکہ ہر شخص کو اس کے عہدے کے مطابق اسے تقسیم کر دیا جائے۔ لوٹ میں کافی مال ہاتھ آیا تھا۔ کیونکہ بابلی سرداروں کے خیمے قیمتی اشیاء سے بھرے ہوئے تھے۔ اس کے علاوہ ہزاروں کی تعداد میں گھوڑے اور بار برداری کے جانور بھی ان کے ہاتھ آئے تھے۔

دوسری صبح مال تقسیم کرنے کا کام انجام پایا۔ لیکن اس میں جھگڑے بھی کافی ہوئے۔ کیونکہ ہر شخص اپنے ہاتھ آئے ہوئے مال کو اپنے پاس ہی رکھنا چاہتا تھا۔ دوسروں کے ساتھ رعوس اپنے ساتھ مارٹہ کو لے کر وہاں پہونچا۔ مارٹہ کو باہوں میں لئے جب وہ آفیسر کے پاس پہونچا۔ تو وہاں کھڑے ہوئے تمام فوجی ہنسنے لگے۔ ایک نے کہا

"اسے کس طرح تقسیم کیا جائے گا؟"

دوسرے نے کہا "اسے غلاموں کی منڈی میں فروخت کر دینا چاہیئے"۔

لیکن وہ آفیسر جو بحیثیت جج کے کام کر رہا تھا اور جس کے پیچھے اماتس کھڑا تھا، رعوس سے مخاطب ہوا۔

"کاؤنٹ رعوس! کیا تم اس لڑکی کو لوٹ میں سے اپنے حصہ کی حیثیت سے لینے کو تیار ہو؟"

"ہاں" رعوس نے کہا "میں اسے میدانِ جنگ سے لایا ہوں۔ اس لیے اسے اور اس کے جسم پر جو چیزیں ہیں، انھیں چاہتا ہوں"۔

یہ سن کر ایک فوجی چیخا

"اس کی تلاشی لو۔ ممکن ہے اس کا کچھ سامان سونے کا ہو"۔

جج ہچکچایا تو اماتس کہنے لگا

"خداؤں کی قسم! کیا ہم بچوں کی تلاشی لیں گے۔ اگر کاؤنٹ رعوس اس لڑکی کو اپنے پاس رکھنا چاہتا ہے جسے وہ جنگ کے میدان سے لے آیا ہے تو اسے رکھنے دو۔ اور اس کے ساتھ ہی تمام سامان کو بھی جو وہ پہنے ہوئے ہے۔ اس بارے میں کون کچھ کہہ سکتا ہے۔ ممکن ہے یہ لڑکی اسے شہر چھوڑنے سے پہلے ہی ملی ہو"۔ یہ بات کہہ کر اماتس معنی خیز انداز میں مسکرانے لگا

دوسرے دن ان کی واپسی کا سفر شروع ہوا۔ چونکہ فوج کے سامنے اس وقت خطرے کی کوئی بات نہیں تھی اور اس کے ساتھ مالِ غنیمت بھی تھا اس لئے وہ آہستہ آہستہ سفر کر رہی تھی۔ اس میں ترتیب بھی باقی نہیں رہی تھی۔ اماتس کو اس کے سپاہی اسی وجہ سے بہت چاہتے تھے کہ وہ ان سے بلا ضرورت کوئی سخت کام نہیں لیتا تھا۔ اس لیے ہر شخص جس طرح چاہ رہا تھا چل رہا تھا۔ لیکن اس بات کا سخت حکم تھا کہ کوئی بھی شخص فوج سے الگ ہو کر نہ چلے۔

رعوس، ناترہ کو اپنے ساتھ ہی لئے ہوئے تھا۔ دونوں ایک ہی گھوڑے پر سوار تھے۔ ناترہ

اب اس سے اس حد تک مانوس ہو چلی تھی کہ اگر تھوڑی دیر کے لیئے وہ اس کی نظروں سے اوجھل رہتا تو وہ رونے لگتی اور کھانے پینے سے انکار کر دیتی تھی۔

آخر قافلہ شیئز[1] پہونچ گیا۔ یہاں تک پہونچنے کے لئے تاتی کو دریائے نیل[2] کے دہانے سے گزرنا پڑا تھا۔ اس جگہ اماتسس نے بیلیس اور رعوس کو طلب کیا

"مجھے اطلاع ملی ہے" وہ ان سے کہنے لگا "کہ فرعون سخت غصہ میں ہے وہ بابلی فوج پر مصریوں کی شاندار فتح کا حال سن کر بھی خوش نہیں ہوا ہے۔ میرا خیال ہے اسے ہماری ناکامی کی خبر سن کر ضرور خوشی ہوتی۔ کیونکہ آج کل مقرہ میں ایک خاص جزل کے بارے میں فرعون سے زیادہ گفتگو ہو رہی ہے۔ وہ اس وجہ سے بھی ناراض ہے کہ میں نے اس کے حکم کی تعمیل نہ کرتے ہوئے

---

[1] یہ قدیم شہر دریائے نیل کے ڈیلٹا پر آباد تھا۔ یہاں ایک مشہور جھیل تھی اس جھیل کے آثار ابھی تک موجود ہیں اور "سبح الحجر" کے نام سے مشہور ہیں۔ شہر سیئز تجبیویں خاندان کا دارالسلطنت تھا۔

[2] دنیا کا مشہور دریا۔ جسے ہیرو ڈوٹس "تحفۂ مصر" کہتا ہے۔ اس کے دو شاخیں ہیں۔ ایک نیلِ سفید۔ دوسرا نیلِ کبود۔ یہ چار ہزار میل لمبا ہے۔ اس کا پاٹ کہیں بہت کم ہے کہیں دس سے کر تیس میل تک وسیع ہے۔ جب یہ سمندر سے سو میل دور رہ جاتا ہے تو ایک ڈیلٹا بناتا ہوا متعدد دہانوں سے بحرِ قلزم میں گرتا ہے۔ اس دریا کے مدوجزر پر مصر کی زرخیزی کا بہت کچھ دارو مدار ہے۔ جب یہ دریا بہت زیادہ اتر جاتا ہے تو سخت گرمی ہوتی ہے۔ پچاس دن تک سموم چلتی ہے اور مختلف وبائیں اور بیماریاں لوگوں پر ہلہ بول دیتی ہیں۔ طغیانی کا زمانہ برکت اور خوشحالی کا زمانہ سمجھا جاتا ہے۔ قدیم مصر میں دستور تھا کہ ایک کنواری لڑکی کو خوب صورت لباس پہنا کر نیل پر بھینٹ چڑھایا جاتا تھا۔ یہ وحشیانہ رسم خلیفہ دوم حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں ختم کر دی گئی۔

(ابنِ اسماعیل)

تمہارے سر کو قلم کر کے اس کے پاس نہیں بھیجا - اور اب بھی تم دونوں کو ساتھ لئے ہوئے ہوں -
اس کے جاسوسوں نے اسے اطلاع دیدی ہے کہ میں نے تمہاری بہادری کی وجہ سے تمہارا عہدہ بڑھا دیا ہے - اس نے پھر یہ حکم بھیجا ہے کہ میری وجہ سے اسے کافی تکلیف پہونچی ہے اور یہ کہ میں فی الفور تمہارا سر کاٹ کر اس کے پاس بھیج دوں"۔

"پھر کیا ارادہ ہے تمہارا جنرل؟" بیلکس نے پوچھا

"میری سمجھ میں کچھ نہیں آرہا ہے"۔ اپنی پیشانی مسلتے ہوئے اماتسس بولا۔ "کبھی کبھی انسان کو اپنے بارے میں بھی سوچنا پڑتا ہے اور میں یہ نہیں چاہتا کہ ایک جوان کاؤنٹ اور ایک ساحر کی وجہ سے مجھے فرعون کی طرف سے ہمیشہ پریشان کیا جائے ۔ یہ ایک ایسا معمولی واقعہ ہے کہ جس پر فرعون سے جھگڑا کرنا مناسب نہیں ۔ ہاں اگر وہ معاملہ ہوتا بیلکس، جو تم نے ستاروں سے معلوم کیا ہے تو بات دوسری تھی ۔ جنگ ختم ہو چکی ہے اور اس کے ساتھ ساتھ تمہاری ملازمت بھی - سنو! دریائے نیل سے جو کشتیاں سائپرس[1] اور دوسرے ملکوں کی طرف جنگ میں زخمی ہونے والے لوگوں کو لے جانے کے لئے تیار ہیں ، ان پر سوداگر سفر کر رہے ہیں ۔ آج میں پہرے پر کم آدمیوں کو تعینات کروں گا اور کل صبح جب میں اس خیال کا ذکر رعوس اور بیلکس کو تلاش کرنے نکلوں کہ انہیں فرعون کے پاس بھیجدوں تو وہ مجھے نہیں ملیں گے"۔ . . . .

دوسری صبح وہ ایک ایسے جہاز پر سوار ہو گئے جو سائپرس کی طرف جا رہا تھا - وہاں پہنچ کر سب سے پہلے انھوں نے سڑک کے کنارے واقع ایک مکان کرایہ پر حاصل کیا ۔

اس جگہ وہ کئی سال تک رہے - بیلکس، جسے رعوس ماموں کہہ کر پکارتا تھا، عزار کے نام سے یونانی گو اور ڈاکٹر کی حیثیت سے پریکٹس کرنے لگا - جبکہ رعوس نے غلے اور تانبے کی تجارت کا کام پیتھاگس کے نام سے شروع کی - ان کی محنت بے کار نہیں گئی کیونکہ وقت

---

[1] اسے اب قبرص بھی کہتے ہیں - کئی بار اجڑنے کے بعد یہ شہر پھر آباد ہو گیا - پرانے زمانے میں تجارتی لحاظ سے اس کی بڑی اہمیت تھی

گزرنے کے ساتھ ساتھ دولت مند ہوتے گئے۔

اس سڑک کا ایک حصہ جس پر ان کا مکان تھا، ایک طرف سے سمندر کی سمت جاتا تھا۔ جہاں جہاز لنگر انداز ہوتے تھے اور کبھی اس جگہ دولت مند تاجر رہا کرتے تھے۔ لیکن وہ اسے چھوڑ کر اس جگہ جا کر آباد ہو گئے تھے جہاں سائیرس کے بڑے بڑے سردار رہا کرتے تھے۔

رعوس کا مکان اس علاقے کا سب سے بڑا مکان تھا۔ جو سفید پتھر اور سنگ مرمر کا بنا ہوا تھا۔ اس میں کئی بڑے بڑے خوب صورت کمرے تھے۔ مکان کے سامنے ایک بڑا دالان تھا۔ عقب میں ایک باغ بھی تھا جس کے درمیان ایک فوارہ تھا۔ جس میں ایک چشمہ سے پانی آتا تھا۔ اسی جگہ انجیر کا ایک درخت بھی سر اٹھائے کھڑا تھا اور باقی حصہ میں خودرو پودوں کی بہتات تھی۔

اس مکان کو جس کے چند کمرے انھوں نے شروع میں حاصل کئے تھے، دھیرے دھیرے بہت کم داموں میں انھوں نے سارا مکان ہی خرید لیا۔ پھر اس مکان کی اندرونی مرمت کرا کے انھوں نے اس مکان کو اس قدر خوب صورت بنا لیا جیسے وہ کسی زمانے میں کسی شہزادے کا مکان رہا ہو۔

رعوس نے اس بات کا عہد کر لیا تھا کہ اب وہ عورتوں کی طرف رُخ تک نہیں کرے گا اور اس کے بجائے دینیات اور خداؤں کے بارے میں علم حاصل کرے گا۔ اس نے سحر اور پیشین گوئی کا علم حاصل نہ کرنے کا بھی فیصلہ کیا تھا۔ کیونکہ اس کی نظر میں یہ غیر قانونی کام تھے۔ لیکن بیکس کا، جو بابلی طریقہ سے اس کی پریکٹس کرتا تھا اور سحر و علم نجوم کا استاد تھا، اس بارے میں رعوس کے برعکس خیال تھا۔ لیکن جب رعوس نے اس معاملہ پر اس سے بحث کی تو بیکس نے تسلیم کیا کہ یہ دودھاری تلوار ہے جو کبھی کبھی خود اسی کو نقصان پہونچا دیتی ہے جو اسے چلاتا ہے۔ اس کے علاوہ، وہ جوابات جو روحوں کے ذریعے حاصل کئے جاتے ہیں کئی اور دوسرے طریقوں سے بھی معلوم ہو سکتے ہیں۔ لیکن رعوس کو یہ ماننا پڑا کہ بیکس ایک اچھا پیشین گو ہے۔ جیسے پہلے ہی اس کا علم ہو گیا

تھا کہ جین اطیرا کی وجہ سے رعوس مصیبتوں کے چکر میں آجائے گا۔

بلیس کا علم نجوم ان کے لئے سود مند ہی ثابت ہوا۔ اور وہ سائپرس میں عزت کی نگاہوں سے دیکھے جانے لگے۔

مائرہ، جواب جوان ہو رہی تھی، رعوس کو شروع سے اس طرح چاہنے لگی تھی جیسے وہ اس کا باپ ہو۔ وہ بلیس کو بھی پسند کرتی تھی اور اپنی دایہ مائی ٹپ کو بھی۔

رعوس مائرہ کا معلم بھی تھا۔ شام کو تجارت سے فراغت پاکر وہ دونوں ساتھ ہی بیٹھ کر پڑھتے تھے۔ بلیس نے مائرہ کو بابلی زبان لکھنے اور پڑھنے کی تعلیم دی۔ اسے بتایا کہ ستارے کس طرح حرکت کرتے ہیں اور زمین کس طرح ان کے گرد گھومتی ہے۔ اس نے اسے یہودی اور دوسری قوموں کی تاریخ بھی بتائی اور ساتھ ہی اعداد بھی بتائے۔ اس طرح مائرہ جوان ہونے کے ساتھ ساتھ تعلیم حاصل کرتی گئی۔ جسمانی لحاظ سے اس میں نمایاں تبدیلیاں بھی آگئی تھیں۔ لانبا قد، پکی ہوئی فصل کی طرح بھورے بال، جو ظاہر کرتے تھے کہ اس میں یہودی خون ہے، آنکھیں بڑی حد تک سیاہ تھیں۔ آخر اس گرم ملک میں رہتے ہوئے وہ جوان ہوئی۔

ایک بار رعوس اور مائرہ اکٹھے بیٹھے ایک پرانی تحریر کو پڑھ رہے تھے کہ بلیس آیا اور عجیب نگاہوں سے دونوں کو دیکھنے لگا۔ جب وہ تحریر پڑھ چکے تو مائرہ گھر کے کسی کام سے اٹھ کر چلی گئی۔ اس کے جانے کے بعد بلیس رعوس سے کہنے لگا۔

"تم دونوں کو دیکھ کر کوئی بھی یہ اندازہ نہیں لگا سکتا کہ تمہاری عمروں میں بہت زیادہ فرق ہے اور کم سے کم یہ تو سمجھ ہی نہیں سکتا کہ تم باپ بیٹی ہو جیسا کہ بتایا جاتا ہے"۔

"اور میں ہوں بھی نہیں" رعوس بولا "کم سے کم خون کے رشتہ سے"...

"کیا ابھی وہ وقت نہیں آیا ہے کہ ہم اس لڑکی کو یہ بتا دیں کہ وہ کس طرح ہماری حفاظت میں آئی تھی"۔

"وقت آ تو گیا ہے۔ لیکن بلیس! یہ کام تمہیں کرنا پڑے گا کیونکہ مجھ سے نہ ہو سکے گا"۔

"ٹھیک ہے رعوس"۔ پھر بیلس کچھ سوچتا ہوا کمرے سے چلا گیا۔

دوسری شام جب ان کے پڑھنے کا وقت آیا تو مارٓہ آکر رعوس کے سامنے آکر بیٹھی اور ہتھیلی پر اپنی خوشنما ٹھوڑی رکھ کر رعوس کو اپنی سیاہ آنکھوں سے گھورنے لگی۔ رعوس نے محسوس کیا کہ وہ روئی ہے۔ اس کے چہرے پر اس نے تکلیف کے آثار بخوبی دیکھ لئے تھے۔

"بابا!" آخر کچھ دیر تک گھورتے رہنے کے بعد وہ بھرائی ہوئی آواز میں کہنے لگی"۔ تم میرے بابا نہیں ہو۔ میں کسی کی بیٹی نہیں ہوں۔ وہ کہانی بھی جھوٹی تھی جو مائی ٹیٹمنے میری پیدائش کے وقت میری ماں کے مرنے کے بارے میں سنائی تھی"

"مارٓہ! کیا بیلس نے تمہیں کچھ بتایا ہے"؟

"ہاں۔ انھوں یہ کہہ کر بتایا ہے کہ تمہاری خواہش ہے میں اس بات سے واقف ہو جاؤں اب جبکہ میں چھوٹی بچی نہیں ہوں۔ کاش انھوں نے اپنا منہ بند ہی رکھا ہوتا"۔ مارٓہ شدت جذبات سے بولی

"کیوں"؟

"اس لئے کہ اگر میں تمہاری بیٹی نہیں ہوں تو تم مجھ سے محبت کرنا چھوڑ دوگے۔ جبکہ میں ایسا کرنے پر تیار نہیں"۔۔۔

"لیکن مارٓہ میں جب تک زندہ ہوں تم سے محبت کرتا رہوں گا اور شاید مرنے کے بعد بھی"۔۔۔

"اس کا مطلب ہے مجھے جس بات کا خوف تھا وہ بات نہیں ہے ۔۔۔ اگر تم مجھ سے محبت کرنا چھوڑ دیتے تو ۔۔۔ تو ۔۔۔ اوہ ۔۔۔ اب میں تمہیں کیا کہا کروں گی؟ کس نام سے پکاروں تمہیں"۔۔۔ مارٓہ کی آواز کانپ رہی تھی

"جب ہم تنہا ہوں تو رعوس۔ اور جب دوسرے موجود ہوں تو بابا"۔۔۔

"اگر تم مجھ سے محبت کرنا چھوڑ دیتے رعوس! تو میرا خیال ہے میں مر جاتی اور ۔۔۔ آئندہ بھی ایسا ہی ہوگا"۔

"ممکن ہے مائرہ! کبھی ایسا دن بھی آئے جب تم مجھ سے زیادہ کسی اور سے محبت کرنے لگو"۔

"نہیں، ہرگز نہیں" مائرہ نے میز پر ہاتھ مارتے ہوئے کہا۔ اس کی آواز میں غصہ کی لہر تھی" میں سمجھتی ہوں تمہارا کیا مطلب ہے ۔ میں نے کتابوں میں شادی کے بارے میں پڑھا ہے ۔ مجھ سے شادی کے بارے میں کبھی بات نہ کرنا۔ کیونکہ میں شادی نہیں کرنا چاہتی ہوں ۔ تم کو اور بیلیس کو چھوڑ کر میں باقی تمام مردوں سے نفرت کرتی ہوں"۔

"لیکن وہ تو تم سے نفرت نہیں کریں گے"۔

"پھر اس سے کیا؟ میں نے بہت کچھ دیکھ لیا ہے ۔ مجھ سے وعدہ کرو کہ میری شادی کسی اور سے نہیں کرو گے"

"نہیں نہیں ۔ میری تو تمنا ہے ہم ہمیشہ اسی طرح ساتھ رہیں"۔

"یہ سن کر میں بہت خوش ہوں ریگوس! لیکن.... لیکن یہ تو ممکن ہے کہ تم اس سے شادی کر لو جسے تم پسند کرتے ہو اور مجھ سے بیزار ہو جاؤ"۔

"کیسی بے وقوفی کی بات کرتی ہو۔ میں شادی نہ کرنے کا عہد کر چکا ہوں"۔

"یہ ایک اچھی خبر ہے ۔ لیکن بیلیس کا کہنا ہے کہ جوانی میں کسی بات کا عہد کرنا عقلمندی نہیں ہے کیونکہ عمر گزرنے کے ساتھ ساتھ ہم اسے فراموش کر دیتے ہیں"۔

"بیلیس کو کہنے دو۔ لیکن میری التجا ہے کہ اب شادی کی بات نہ کرو کیونکہ اس سے مجھے تکلیف پہنچتی ہے اور تمہارے منہ سے اس طرح کی باتیں نکلنا مناسب بھی نہیں... آؤ ہم اس نظم کو پڑھیں جو ہمیں ماضی کے دنوں میں رہنے والے لوگوں کی کہانی سناتی ہے"۔

"کچھ دیر ٹھہرو ریگوس! مجھے ماضی کے ان دنوں کی کچھ باتیں یاد آرہی ہیں جو بیلیس نے مجھے بتائی تھیں ۔ ایک لمبے قد کی عورت، سیاہ بالوں والی عورت اکثر مجھے خواب میں نظر آتی ہے ۔ کیا میری ماں اسی طرح کی تھی اور وہ چاندی کی زرہ بکتر میں ملبوس گھوڑے پر سوار تھی"۔

"میں نے صرف ایک بار دیکھا ہے۔ اس وقت جب وہ اس دنیا سے رخصت ہو رہی تھی۔ لیکن میرا خیال ہے تم جیسی بتاتی ہے ویسی ہی تھی۔ شاید اس کی روح تمہیں دیکھنے اور دعا دینے کے لئے آتی ہے۔ لیکن تمہیں خواب کی ان باتوں پر توجہ نہیں دینی چاہیے۔ کیونکہ دیوتاؤں نے تمہیں اس دنیا میں اس کا لطف حاصل کرنے کے لئے بھیجا ہے۔ اس سے کوئی مطلب نہیں ہے کہ انھوں نے تمہیں کس طرح بھیجا ہے۔ تمہیں جو کچھ دیوتا دے رہے ہیں اسے لے کر ان کا شکریہ ادا کرو"۔

"ہاں میں ان کی شکر گزار ہوں" وہ فخر سے بولی "کیونکہ انھوں نے مجھ سے جو کچھ لیا تھا۔ اس کے عوض میں تمہیں دے دیا ہے۔ جس نے مجھے موت سے بچا لیا ہے اور اس پر شرمندہ نہیں ہے کہ وہ ایک ایسی لڑکی کو چاہتا ہے جو اس کی اپنی اولاد نہیں"۔

اس کے بعد وہ نظم پڑھنے میں مشغول ہو گئے اور اس موضوع پر کوئی بات نہ کی۔ لیکن اس دن سے ان کی زندگی میں کچھ تبدیلی آگئی۔ مارٹہ جوان ہونے کے بعد بھی کسی بچے کی طرح معصوم تھی لیکن قدرت نے اسے کچھ باتیں ضرور بتائی تھیں اور کچھ اس کی دایہ مائی ٹپ نے بھی بتائی ہوں گی کیونکہ اب کام کرتے کرتے وہ رعوس کے گلے میں باہیں نہیں ڈالتی تھیں اور نہ ہی اس کے رخسار سے اپنے رخسار ملا کر بیٹھتی تھی۔ پھر بھی دن بدن ان کی قربت بڑھتی جا رہی تھی۔ ایک ایسی قربت جو رعوس کے خیال میں روحوں کی قربت تھی۔

اس دوران انھیں اپنے موکلوں کے ذریعے یہ اطلاع ملی کہ فرعون تھر ہوفرا[1] مصریوں کے ہاتھوں مارا گیا اور ہوفرا کی جگہ اماسس کو بٹھا دیا گیا۔ بلکیس کی پیشین گوئی سچ ثابت ہو گئی تھی۔ جب پوری طرح سے ہوفرا کی، جو رعوس اور بلکیس کے خون کا پیاسا تھا، موت کا انھیں یقین ہو گیا تو بلکیس نے رعوس سے کہا

"رعوس! کیا تم اپنی تمام زندگی اس شہر سارئیس میں ایک تاجر کی حیثیت سے گزارنا چاہتے

---

[1] ہوفرا کی موت کس طرح واقع ہوئی اس میں اختلاف ہے۔ کچھ کہتے ہیں کہ لڑائی میں مارا گیا پروفیسر ایبے کے قول کے مطابق مصریوں نے اسے گلا گھونٹ کر ہلاک کر دیا تھا۔ یہ زیادہ (باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر)

ہو۔ اب تو تمہیں فرعون کا ڈر نہیں ہے۔ جس سے تم خوف زدہ تھے۔ اس کی جگہ ہمارے دوست اماسس نے لے لی ہے"۔

"نہیں میں سائرس میں نہیں رہنا چاہتا۔ میں مصر واپس جا کر یہ معلوم کرنا چاہتا ہوں کہ میری ماں زندہ ہے یا نہیں" رعموس نے کہا" حالانکہ ہمیں ایک دوسرے سے جدا ہوئے کافی عرصہ گزر چکا ہے۔ مجھے بھی اپنی ماں سے محبت ہے۔ میں اسے کچھ لکھنے کی ہمت اس وجہ سے نہیں کرسکا کہ اس کی زبان بہت چلتی تھی۔۔۔ اور وہ یہ ظاہر کر کے کہ میں کہاں ہوں' میرے پیچھے فرعون کے کتوں کو چھوڑ سکتی تھی۔ اسی وجہ سے میں نے عقلمندی اسی میں سمجھی کہ وہ مجھے مُردہ ہی تصور کرتی رہے تو اچھا ہے"۔

"تو پھر ہمیں روانہ ہونا چاہیئے۔ تم اور مائرہ جہاں جاؤ گے میں بھی وہیں جاؤں گا۔ کیونکہ اب میں بہت بوڑھا ہو چکا ہوں اور نئے دوست نہیں بنانا چاہتا۔ ہمارے پاس کافی دولت ہے اور ہم ایک ساتھ رہ کر کہیں بھی آرام سے زندگی بسر کرسکتے ہیں۔ اس وقت تک جب تک میری طلبی نہیں ہو جاتی"۔۔۔

رعموس نے یہ پوچھنے کے لئے منہ کھولا کہ بیلس کس طلبی کے بارے میں ذکر کر رہا ہے۔ لیکن پھر یہ سوچ کر خاموش رہ گیا کہ اس کی مراد موت سے ہو گی۔۔۔ لیکن رعموس کی یہ سوچ صحیح نہ تھی۔

رعموس سائرس کو اس وجہ سے بھی جلد از جلد چھوڑنا چاہتا تھا کہ اس کے علم میں یہ بات آئی تھی کہ یہاں کی ایک بڑی ہستی مائرہ کی خوب صورتی کا حال معلوم کر چکا ہے اور اب وہ اسے اغوا کرنے کی سازش کر رہا ہے۔ بڑی خاموشی کے ساتھ انھوں نے اپنی تمام چیزوں کو فروخت کر ڈالا۔ اور اپنی ساری دولت ان تاجروں کو بھیج دی جو سے وہ مصر میں کاروبار کرتے تھے انھیں یقین تھا کہ جب وہ مصر پہونچیں گے تو وہ ان کی دولت انھیں واپس کر دیں گے۔ لیکن حقیقت یہ تھی

(بقیہ حاشیہ) قرین قیاس ہے۔ کیونکہ مصری اس سے سخت نفرت کرتے تھے۔ یونانیوں کو اپنی فوج میں جگہ دے کر ہوفرا نے سارے مصر کی نفرت مول لی تھی۔ (ابن اسماعیل)

کر اپنے بے انتہا دولت کا اندازہ لگا کر عوس کے دل میں شکوک پیدا ہونے لگے تھے ۔

آخر تمام انتظامات مکمل کرنے کے بعد وہ اس جہاز پر سوار ہونے کو تیار ہو گئے جو کل صبح کرے سے بندرگاہ پر لنگر انداز تھا ۔ مکان کا سارا سامان جہاز پر پہونچایا جا چکا تھا ۔ اس وجہ سے مکان خالی خالی نظر آ رہا تھا ۔ مارثہ کی آنکھوں میں اس خالی مکان کو دیکھ کر آنسو آ گئے ۔

"اس جگہ رہ کر میں بے حد خوش تھی" وہ کہنے لگی "کاش ہم اسی جگہ پر رہتے ۔ میرا دل کہہ رہا ہے کہ مصر میں ہمیں مشکلات کا سامنا کرنا پڑے گا"۔

"تمہارا غمگین ہونا قدرتی ہے مارثہ" بیلس نے کہا "کیونکہ تم اس محل میں بچپن سے رہ کر جوان ہوئی ہو ۔ پھر بھی میرا دل یا ستارے مجھے دوسری کہانی سناتے ہیں مجھے قسمت کی کتاب پر یہ تحریر نظر آ رہی ہے کہ مصر میں ہم پر جو مصیبت آئے گی وہ اس مصیبت سے کم ہوگی جو یہاں آنے والی ہے ۔۔۔ سنو! یہاں سائپرس پر ایک بڑا عذاب نازل ہونے والا ہے ۔ وہ عذاب کس طرح کا ہوگا میں نہیں جانتا ۔۔ ممکن ہے بابلی اسے تباہ کر دیں یا پھر کوئی دوسرا دشمن ۔۔۔ بہر حال میں اتنا کہہ سکتا ہوں کہ اگر میرا علم جھوٹا نہیں ہے تو جلد ہی یہ حسین شہر تباہ ہو جائے گا ۔

دوسری صبح وہ چھپ کر جہاز پر پہنچ گئے ۔ جہاں انھوں نے کہہ رکھا تھا کہ تجارت کے سلسلے میں دوسری جگہ جا رہے ہیں اور سائپرس کی بندرگاہ سے روانہ ہو گئے ۔ مصر پہونچنے سے پیشتر ہی انھیں اس بات کی اطلاع ملی کہ ایک بڑے زلزلے نے سائپرس کے ایک بڑے حصّہ کو تباہ کر دیا ہے اور اس کے ساتھ ہی ہزاروں لوگ ملبے میں دفن ہو کر رہ گئے ۔ زلزلہ سے شہر کا جو حصّہ تباہ ہو گیا تھا اس میں وہ شاہراہ بھی تھی جس پر ان کا مکان تھا ۔

مقدس آپیس کی پیدائش

وہ صحیح سلامت ممفس پہنچ گئے۔ ہوفرا مر چکا تھا اور اس کے ساتھ کے یونانی مارے گئے تھے۔ مقریس نے فرعون اماسس کی حکومت میں امن و امان قائم تھا۔ شہر کے دروازے کھول دیئے گئے تھے اور اب نیل پر ہر وہ شخص سیر کر سکتا تھا جو اس کی حیثیت رکھتا تھا۔

ممفس پہنچنے کے بعد سب سے پہلے رعوس نے بندرگاہ کے ایک آفیسر سے پوچھا کہ کیا توبرٹ نامی ایک آفیسر اب بھی یہاں رہتا ہے۔ جواب ملا کہ اسے مرے ہوئے چند سال گزر گئے ہیں پھر رعوس نے معلوم کیا کہ اس کے گھر والوں میں سے یہاں کوئی موجود ہے یا نہیں۔

"نہیں" وہ آفیسر بولا "اس کے کوئی اولاد نہیں۔ لیکن وہ یونانی عورت ہے جو اس کے کہنے کے کبھی فرعون ہوفرا کی محبوبہ تھی اور جس سے اس نے شادی کی تھی۔ وہ پہلے کی طرح خوبصورت ہے اور بڑی دولت مند ہے کیونکہ جو کچھ توبرٹ کے پاس تھا وہ اسی کے نام چھوڑ گیا ہے وہ ایک بڑے مکان میں رہتی ہے جو دیوتا فتاح[1] کے مندر کے قریب ہے۔ اپنی فیاضی کی وجہ سے

---

[1] یہ تخلیق اور پیدائش کا سب سے بڑا دیوتا سمجھا جاتا تھا۔ تین یا چار ہزار قبل مسیح میں ایک کوہستانی قوم اسے مصر لائی تھی۔ شہر ممفس اس کی عبادت کا مرکز تھا۔ خاندان اوّل کے پہلے فرعون مینس (۳۴۰۰ ق م تا ۳۲۰۰ ق م) نے اس کے لئے ایک (بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر)

مشہور ہے۔ کیونکہ وہ بڑی بڑی دعوتیں کرتی اور قیمتی چیزیں یہ کہہ کر خریدتی ہے کہ اس کا کون ہے جس کے لئے وہ کچھ بچا رکھے"۔

یہ سن کر رعموس کو بے حد خوشی ہوئی کہ اس کی ماں زندہ ہے۔ جہاز سے اترنے کے بعد انھوں نے اپنا سامان ان آفیسروں کے حوالے کیا جو تاجروں کے سامان کی نگرانی کے لئے مقرر تھے اور پھر گدھوں کے ساتھ ایک رہبر کو بھی کرائے پر حاصل کر کے وہ تینوں رعموس، بلیس اور سائرہ، جو مشرقی تہذیب کے مطابق چہرے پر نقاب ڈالے ہوئے تھی، اس شاہراہ پر چلتے ہوئے، جو نیل کے کنارے اور شہر کے فصیل کے درمیان تھی، پھاٹک کے قریب پہنچے اور کسی سے پوچھے بغیر وہ شہر میں داخل ہوئے۔ اپنے رہبر کے ساتھ وہ اس چوڑی شاہراہ پر چلتے

(بقیہ حاشیہ) عظیم مندر تعمیر کرایا تھا۔ فتاح خالق کائنات سمجھا جاتا تھا۔ بعض کا خیال تھا کہ مادہ رسولے سے خود بخود پیدا ہوا اور بطخ نے جب انڈا دیا تو فتاح اسی سے نکلا تھا۔ مصری اسطور کے مطابق اس کی شکل بونے کی تھی۔ ہاتھ میں ہتھوڑا تھا۔ سب سے پہلے اس نے اپنے اعضاء بنائے پھر اپنی طرح آٹھ اور بونوں کو پیدا کیا۔ ان سب نے ہتھوڑوں سے پیٹ پاٹ کر آسمان زمین اور پہاڑ آراستہ کئے۔ بعد میں پروہتوں نے ایک دوسری قوم کے دیوتا تاتنی سے فتاح کو مخلوط کر دیا۔ دیوتا تاتن بہت قدآور تھا اس لئے جب فتاح اور تاتن مل گئے تو ایک نیا دیوتا بنا جس کا سر آسمان تک اور پیر زمین سے ملا دیئے گئے۔ تند ہوائیں اس کے نتھنوں سے نکلتی تھیں اور سمندر و دریا اس کے منہ سے بہتے تھے۔ یہ تمام عالم کا خالق مانا گیا۔ بعد کے زمانے میں فتاح کو دوسرے دیوتاؤں نفرتم اور امھوتپ کے ساتھ ضم کر کے ایک کر دیا اور ان تینوں کی شکل و صورت بھی بنائی جسے تمام دیوتاؤں سے افضل و برتر شمار کیا گیا۔ پانچویں خاندان سے دیوتا را کی پرستش شروع ہوئی مگر اس کے باوجود دیوتا فتاح کی عزت و توقیر میں کوئی کمی نہیں آئی۔

(ابن اسماعیل۔ بحوالہ ڈونالڈ میکنزی)

ہوئے فتاح کے مندر کے پاس اس مقام پر پہنچے۔ جہاں ایک باغ کے گرد اونچی چار دیواری
کھڑی تھی۔ باغ میں داخل ہونے کے بعد وہ ایک بڑے سفید مکان کے دروازے پر پہونچے
جس کے چاروں طرف کافی چوڑا برآمدہ تھا اور یہ مکان توبرٹ کی بیوہ قاکلو کا مکان تھا۔

دروازے پر مکان کے ایک خادم نے، جو بہترین لباس میں ملبوس تھا، ان سے دریافت
کیا کہ وہ کیا چاہتے ہیں؟ انھوں نے اسے بتایا کہ وہ اس شہر میں اجنبی ہیں اور اس کی مالکہ سے
ایک ایسے معاملے پر بات کرنے آئے ہیں جس سے اسے دلچسپی ہوگی۔ خادم نے اس جواب سے
مطمئن نہ ہوکر ان کے نام دریافت کئے۔ رعوس نے اپنا نام تھامس اور بیلیس نے عزار بتایا۔
خادم اسی خبر کو لے گیا اور پھر جلد ہی ایک بوڑھے شخص کے ساتھ اس کی واپسی ہوئی۔

بوڑھے کو رعوس نے فوراً پہچان لیا۔ وہ ان ملازموں میں سے ایک تھا جسے فرعون ہوفرا
نے رعوس کی ماں کی خدمت کے لئے مقرر کیا تھا۔ بوڑھے نے انھیں نہیں پہچانا اور ان سے کہا

"میرے ساتھ آئیے"۔

برآمدے اور ستونوں دار گیلری سے گزرتے ہوئے وہ ایک بڑے کمرے میں پہنچے۔ جس
کی کھڑکیاں نیل کی طرف کھلتی تھیں۔ وہیں ایک کھڑکی کے قریب خوب صورت کرسی پر لابنے قد کی
ایک عورت یونانی لباس میں ملبوس سونے اور جواہرات سے بنے ایک نیکلس کا معائنہ کر رہی تھی۔

رعوس نے اس عورت کو دور سے ہی پہچان لیا۔ وہ اس کی ماں قاکلو کے سوا اور کوئی نہ
تھی۔ سب سے پہلے قاکلو نے رعوس کی جانب دیکھا۔ کچھ دیر تک حیرت سے اس کے چہرے کو تکتی
رہی۔ پھر اس انداز میں اپنا سر جھٹک کر، جیسے کوئی خیال ذہن سے نکالنا چاہتی ہو، بیلیس کی طرف
دیکھنے لگی۔ لیکن یہاں سے بھی اسے کچھ نہ معلوم ہو سکا۔ کیونکہ بیلیس ایک لبا لبادہ پہنے تھا اور سر پر
ٹوپی ہونے کی وجہ سے اس کا چہرہ بہت حد تک پوشیدہ تھا۔ آخر میں قاکلو کی نظر پی مائرہ پر جا پڑی۔
جس نے اپنی نقاب الٹ دی تھی۔ اس کے حسین چہرے کو حیرت سے دیکھنے کے بعد اس نے انھیں ان
کرسیوں پر، جو وہاں لائی گئی تھیں، بیٹھنے کا اشارہ کیا اور بولی

"اجنبی لوگو! تم قانکو کے پاس کس لئے آئے ہو؟ جو کبھی عظیم رہی تھی لیکن اب تو پرٹ کی بیوہ کی حیثیت سے پہچانی جاتی ہے۔ کیا میں تمہاری کچھ مدد کر سکتی ہوں؟"

اس سے پہلے کہ رعوس کچھ کہتا، بیکس نے کہنا شروع کیا

"خاتون! ہم ایک خاص وجہ سے آپ کے پاس یہ دریافت کرنے ہیں کہ کیا آپ بتا سکتی ہیں۔ ایک نوجوان شخص رعوس کے ساتھ کیا واقعہ گزرا ہے جس کے بارے میں مشہور تھا کہ وہ فرعون ہوفسرا کا بیٹا ہے اور جس کی آپ ماں ہیں؟"

قانکو کے چہرے کی رنگت پل بھر میں بدل گئی۔ اور اس کے ہاتھ سے نیکلس چھوٹ کر آواز کے ساتھ فرش پر گرا۔

"کون ہو تم؟" اس بار قانکو بولی تو اس کا لہجہ سرد تھا۔ "جو مجھے ان گزری ہوئی تلخ باتوں کو یاد دلاتے ہو۔ میرا بیٹا رعوس مر چکا ہے اس پر ایک شامی فاحشہ کی وجہ سے مصیبت آئی تھی۔ جس نے اس پر جادو کر دیا تھا اور اس کے ساتھ اس طرح پیش آئی تھی جس طرح عام عورتیں کسی احمق نوجوان سے پیش آتی ہیں۔ اس کی موت کا ذمہ دار میرے بیٹے کو بھی ٹھہرایا گیا تھا۔ اس لئے وہ اپنے ایک ستم بیکس نامی شخص کے ساتھ، جو ڈاکٹر تھا اور پیشن گوئیاں کرتا تھا، یہاں سے فرار ہو گیا"۔

اسی وقت بیکس نے اپنے چہرے سے ٹوپی اوپر سرکائی اور کہا

"کیا خاتون قانکو کو اس دوا نے فائدہ کیا تھا جسے بیکس نامی ڈاکٹر اور پیشن گو نے اس سر درد کے لئے دیا تھا جو آپ کی آنکھ کے اوپر ہر موسم میں ہوا کرتا تھا"۔

"قسم خلاؤں کی!" قانکو اچھل کر چیخائی۔ "تم بیکس ہو اور اپنی سحری قوتوں کی وجہ سے کم بدلے ہو ... اوہ بیکس! مجھے بتاؤ میرا رعوس کہاں ہے؟ اگر وہ مر گیا ہے تو تم کیوں زندہ ہو جبکہ تم بھی اس کے گناہ میں برابر کے شریک تھے"۔

"اس لئے کہ ساحر کبھی نہیں مرتے خاتون قانکو" بیکس کا لہجہ خشک تھا "دوسرے مر جاتے ہیں لیکن وہ زندہ رہتے ہیں۔ اگر وہ بھی مر جائیں تو ساحر ہونے کا فائدہ ہی کیا؟ ... لیکن خاتون قانکو!

میرے خیال میں ..... معاف کرنا ... تم بے وقوف ہو" ...

"بے وقوف" وہ غصہ سے سرخ ہو کر بولی "کیوں ؟"

"یہ اس سے پوچھو" بیکس نے رعوس کی طرف اشارہ کر کے کہا "مجھے جو کچھ کہنا تھا کہہ چکا۔

میں ہی اس جگہ تنہا تمہارا مہمان نہیں ہوں خاتون قاگو"۔

اب پہلی بار قاگو نے غور سے رعوس کی طرف، جو ایک تاجر کا لباس پہنے ہوئے تھا اور ایک ایسی جگہ پر بیٹھا ہوا تھا جہاں پر کھڑکی سے آنے والی روشنی بھی اجالا پیدا کرنے میں ناکام ہو رہی تھی، دیکھا۔ قاگو نے اس سے کہا

"جناب! کیا آپ میرے بیٹے کی موت کے بارے میں کچھ جانتے ہیں۔ جو اگر آج زندہ ہوتا تو آپ کی ہی عمر کا ہوتا۔ لیکن ایک سوداگر نہ ہوتا۔ کیونکہ اس کے بدن میں شاہی خون تھا"

اب رعوس نے اپنی کرسی آگے سرکائی کہ پوری طرح روشنی اس کے چہرے پر پڑے۔ اس کے ساتھ ہی اس نے اپنے سر سے تاجروں کی ٹوپی اتاری جس سے اس کے گھونگھریلے بال صاف اور واضح ہو گئے۔

قاگو حیرت سے بڑبڑائی

"کیا یہ رعوس ہو سکتا ہے جسے میں نے اس وقت دیکھا تھا جب یہ ذرا سا تھا... نہیں ایسا ممکن نہیں... کیونکہ اگر رعوس زندہ ہوتا جس کو میں پیار کرتی ہوں جس کے لیے میں نے اپنے کو اس کی نظروں سے دور کر دیا تھا، تو اس نے مجھے ان گزرے ہوئے تنہائی کے سالوں کبھی فراموش نہ کیا ہوتا۔ میں نے تو یہ سمجھ لیا تھا کہ وہ مر چکا ہے۔ لیکن یہ آنکھیں، یہ بال اور یہ آپس میں دونوں ہاتھوں کی انگلیوں کو پھنسانے کا انداز ..... اوہ مجھے اذیت نہ دو۔ مجھے بتاؤ تم رعوس ہو یا کوئی اور" ....

"ہاں ماں! میں رعوس ہوں تمہارا بیٹا"... بڑی مشکل سے رعوس کے حلق سے آواز نکلی۔

قاگو چیخ کر آگے بڑھی اور رعوس کے سینے پر آ گری اور بغیر کچھ کہے خاموش پڑی رہی

"ہاں" رعوس نے نرم لہجہ میں کہا "مجھے اس لیے بُرا نہ سمجھنا کہ میں نے اتنے دنوں تک زندہ رہنے کے باوجود بھی اپنے کو تم سے چھپائے رہا۔ میں نے اس لئے ایسا کیا تھا کہ اگر تمہیں حقیقت معلوم ہو جاتی تو دوسروں کو بھی معلوم ہو سکتی تھی اور شاید میں زندہ نہ رہ سکتا۔ اس کے علاوہ ایک گھنٹہ پیشتر مجھے اس پر بھی یقین نہیں تھا کہ تم زندہ ہو۔ ممفس میں رہ رہی ہو یا دنیا کے کسی اور گوشے میں۔ اس لئے میں فرضی نام سے ایک دوسرے ملک میں چھپا رہا۔۔۔۔ اور اسی وقت تک یہاں آنے کی ہمت نہ کر سکا۔ جب تک مجھے یہ معلوم ہو گیا کہ میرا باپ ہو فرار چکا ہے"۔

"لیکن یہ لڑکی کون ہے جس کے سامنے تم یہ راز کی باتیں ظاہر کر رہے ہو" قانکو نے مارہ کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا "کیا یہ تمہاری بیوی ہے؟۔۔۔۔ نہیں اس کی عمر تو بہت کم ہے۔ شاید تمہاری بیٹی ہے"۔

"ہاں یہ میری بیٹی ہے جسے آسمان نے مجھے عطا کیا تھا۔ کیونکہ میں ابھی تک کنوارا ہوں"۔

"میں تمہاری بیٹی کو خوش آمدید کہتی ہوں اور اس کے بارے میں کوئی ایسا سوال تم سے نہیں پوچھوں گی جس کا جواب تم دینا پسند نہیں کرو گے اور بلیس سے بھی کچھ دریافت نہیں کروں گی"۔

دوپہر کو کھانے کی میز پر بیٹھنے سے قبل رعوس نے اپنی کہانی قانکو کو سنائی۔ قانکو کو اس بات پر کہ مارہ میدانِ جنگ میں ان کے ہاتھ آئی تھی، یقین آیا یا نہیں۔ رعوس کوئی اندازہ نہ لگا سکا۔ اس نے قانکو سے اس بات کا وعدہ کیا کہ وہ تینوں اب اسی کے ساتھ رہیں گے کیونکہ قانکو یہ نہیں چاہتی تھی کہ وہ کسی اور جگہ جا کر رہیں۔ حالانکہ مارہ کی شروع سے ہی یہ خواہش تھی کہ وہ کسی اور جگہ جا کر رہیں۔

اس طرح ان کی زندگی ممفس میں شروع ہوئی۔ پہلے دن کے کئی گھنٹے رعوس کو اپنی تجارت کے کاموں میں مصروف ہونا پڑا تھا۔ لیکن پھر بے کاری شروع ہو گئی جو اس کے لئے پریشانی کا باعث تھی۔ اس لئے اس نے شہر سے نزدیک ہی کچھ زمین خرید کر فارم کا کام شروع کر دیا۔ کیونکہ اس کے پاس دولت کی کمی نہیں تھی۔ گھوڑوں اور دوسرے جانوروں کے علاوہ ہرن اور دوسرے جنگلی

جانوروں کی خرید و فروخت کرنے کا کاروبار شروع کر دیا۔ لیکن اس کے ساتھ ساتھ نائرہ اور بیلیس کے ساتھ اس نے علم حاصل کرنے کا کام جاری رکھا اور آخر میں قریب قریب وہ بھی بیلیس جیسا عالم ہو گیا اور نائرہ بھی ان کے پیچھے نہ رہی۔ لیکن ان تمام باتوں پر رعموس کی ماں تاتنکو بُری طرح معترض تھی۔ ایک روز تنگ آ کر رعموس نے اس سے پوچھا

"ماں! تم مجھے کیا کرتے دیکھنا چاہتی ہے جبکہ میرے پاس کافی دولت ہے"۔

"کیا کرتے دیکھنا چاہتی ہوں ؟ ... ترقی کرو آدمی بنو اور مصر میں اونچا مقام حاصل کرو۔ جنگ میں شامل ہو کر اپنے یونانی اجداد کی طرح فتح یابی حاصل کرو۔ تم فرعون کے بیٹے ہو۔ تم میں شاہی خون ہے اور اس وقت شاید تم اس کی تنہا اولاد زندہ ہو۔ کیونکہ اماسس اور اس کے ساتھیوں نے دوسرے تمام شاہی افراد کا خاتمہ کر دیا ہے۔ کیا تم اپنے عہدے کے مطابق مصر کے ایک کاؤنٹ نہیں ہو ؟ کیا تمہارے پاس ایک ایسی ماں نہیں ہے جو شاہی آداب رسوم سے واقف ہے اور تمہاری مدد کر سکتی ہے لیکن تم ہو کہ اپنا وقت جانوروں کی دیکھ بھال اور رات کو ایک لڑکی کے ساتھ عجیب زبانیں اور قدیم کتابوں یا ستاروں کی گردش دیکھنے میں اپنا وقت ضائع کرتے ہو۔ اس طرح تمہارے ہاتھوں سے قیمتی وقت نکلتا جا رہا ہے۔ کیونکہ تم نے ایک واہیات عہد کیا ہے کہ کسی عورت سے تعلقات قائم نہیں کرو گے"

اپنی ماں کو خوش کرنے کے لئے رعموس بڑے بڑے امراء اور کاہنوں کے یہاں کبھی کبھار آنے جانے لگا۔ فرعون کی تنہا اولاد ہونے کی وجہ سے امراء، عوام اور کاہن اس کی عزت اور تعظیم کرتے تھے۔ اس کی ماں تاتنکو کی سب سے بڑی کمزوری یہی تھی کہ وہ اپنے منہ کو بند نہیں رکھ سکتی تھی

اس دوران نائرہ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ زیادہ تعلیم یافتہ ہو گئی اور ساتھ ہی اس کے حسن میں اس قدر اضافہ ہو گیا کہ اس کے چہرے سے نظر ہٹانی دشوار ہو جاتی تھی۔

ایک روز بیلیس نے رعموس سے کہا

"تم نائرہ سے شادی کیوں نہیں کرتے ؟"

بلقیس کی طرف حیرت سے دیکھتے ہوئے رعوس بولا

"کیا میں نے تم کو یہ نہیں بتایا ہے کہ میں نے کنوارا رہنے کا عہد کیا ہے۔ اس کے علاوہ

مائرہ جوان ہے اور اگر کبھی اس کے دل میں شادی کی خواہش پیدا ہوئی تو وہ کسی ایسے آدمی کو تلاش

کرے گی جو اس کی عمر کا ہوگا اور جسے وہ اپنے شوہر کی طرح حاصل کرنا پسند کرے گی۔"

"کیا تم اسے کسی اجنبی کو دینے کے لئے تیار ہو؟"

رعوس کو یہ سن کر ایسا محسوس ہونے لگا جیسے اس کا دل کسی نے اپنے سرد ہاتھوں میں جکڑ لیا

ہو... اسے موت اپنے سامنے کھڑی معلوم ہونے لگی۔

"میں مائرہ کو خوش دیکھنا چاہتا ہوں بلقیس۔ میں ہی اس کا باپ ہوں اور ماں بھی"...

"میرے خیال میں اسی سے یہ دریافت کرنا بہتر ہوگا کہ وہ کیا چاہتی ہے"

"ابھی نہیں" رعوس نے جلدی سے کہا" ایک دو سال اور گزر جانے دو... وہ یہاں

خوش ہے۔ اسے کچھ دن تک اور خوش رہنے دو۔"

"اتنے عرصہ میں تو کئی باتیں ظہور میں آسکتی ہیں رعوس"۔

رعوس کو یہ بھی معلوم ہوا کہ اس کی ماں تالکو اس کی شادی کے بارے میں سوچ رہی ہے

لیکن اس کے سوچنے کا طریقہ کچھ اور ہی تھا۔ اتنے دنوں تک جدا رہنے کے بعد حاسد فطرت ہونے

کی وجہ سے وہ نہیں چاہتی تھی کہ اپنے بیٹے کی شادی کسی ایسی عورت سے کرے جو پھر اسے اس

سے جدا کر دے اور کم سے کم وہ تو یہ نہیں چاہتی تھی کہ رعوس، مائرہ سے شادی کرے۔ کیونکہ

اس کے ذہن میں یہ خیال جم گیا تھا کہ وہ باپ بیٹی ہیں۔ اس نے اپنے دوستوں سے مائرہ کے بارے

میں ایسی باتیں کرنا شروع کر دیں جن سے وہ سوچنے لگے کہ مائرہ رعوس کی سگی بیٹی ہے۔ اس کے

علاوہ ایک روز اس نے ممفس کے امراء کو ایک بڑی دعوت دی۔ جس میں مائرہ کو بلوا کر رعوس

کی گود لی ہوئی بیٹی کی حیثیت سے تعارف کرایا۔ پھر جلد ہی وہ بات ظہور میں آگئی۔ جس کی اسے

خواہش تھی۔

ایک ماہ کے اندر ہی اندر حمص کے نوجوان کاؤنٹ اور دوسرے لوگ تھا ئکو کے گرد چکر کاٹنے لگے۔ پھر دوسرے ہی مہینے ایک نوجوان نے تھائکو سے مائرہ کا ہاتھ مانگا۔ اس نے فوراً ہی اس بات سے مائرہ کو مطلع کیا۔

مائرہ کچھ بولے بغیر غضب ناک نظریں اس پر ڈالتے ہوئے اٹھ کر چلی گئی

مائرہ اس کے کچھ دیر بعد رغوس کے کمرے میں گئی۔

"رغوس" اس نے رغوس کے قریب آتے ہوئے، جو میز پر کوئی کاغذ رکھے دیکھ رہا تھا، کہا "میں تم سے تنہائی میں کچھ باتیں کرنا چاہتی ہوں"۔

"کیا بات ہے؟" رغوس حیرت سے بولا "تم تو ہمیشہ ہی مجھ سے تنہائی میں باتیں کرتی ہو"۔

"رغوس ... میں ... میں بہت پریشان ہوں۔ تمہاری ماں مجھے نہیں چاہتی۔ میرے خیال میں وہ مجھ سے اس لئے حسد کرتی ہے کہ تم مجھ سے محبت کرتے ہو ... یا کرتے تھے ... اس لئے وہ میرے خلاف سازش کر رہی ہے"۔

"سازش کیسی سازش؟" رغوس نے حیرت سے پوچھا

"ایسی سازش جس کے ذریعے سے وہ مجھے تم سے الگ کرنا چاہتی ہے۔ رغوس! وہ پوری پوری یہ ظاہر کرتی ہے کہ میں تمہاری بیٹی ہوں جبکہ تم خود کہہ چکے ہو کہ ایسا نہیں ہے"۔

"یہ تمہارا خواب ہے مائرہ" رغوس نے کہا "یہ ممکن نہیں کہ میری ماں تمہارے بارے میں اس طرح کی بات سوچے"۔

"تمہارا خیال غلط ہے رغوس! حمص کے ایک رئیس نے اسے میرے ساتھ شادی کرنے کا پیغام دیا ہے"۔

"تو اس میں حرج ہی کیا ہے"۔ رغوس نے بظاہر لاپرواہی سے کہا "اس رئیس کے بارے میں لوگوں کے خیالات اچھے ہیں اور وہ دولت مند بھی ہے اگرچہ ذرا مغرور ہے"۔

"لیکن ... لیکن رغوس میں اس کے ساتھ شادی نہیں کرنا چاہتی" ...

"تو پھر انکار کر دو۔ معاملہ ختم"...

"یہ تو ٹھیک ہے۔ لیکن تم سمجھتے کیوں نہیں۔ اس کے علاوہ دوسرے بھی تو میرے خواب دیکھ رہے ہیں"۔

"سب سے انکار کر دو اور جس طرح رہتی ہو رہو۔ کیا تم یہ سمجھتی ہو کہ میں تمہیں شادی کرنے پر مجبور کروں گا"۔

"نہیں رعوس! اگر مجھے اس کا یقین ہو جائے تو میں تیرا گلا کاٹ دوں گی یا خودکشی کروں گی۔ مجھ سے وعدہ کرو کہ اگر تم مجھے مردہ نہیں دیکھنا چاہتے تو میری حفاظت ہر شخص سے کرو گے اور میری شادی کسی اور سے نہیں ہونے دو گے"۔

"ہیں... میں وعدہ کرتا ہوں۔ لیکن تم جیسی خوب صورت اور جوان لڑکی کے لئے یہ عجیب سی بات ہے"۔

"ہے تو ہونے دو۔ لیکن ہونا ایسا ہی چاہیئے۔ تم نے وعدہ کر لیا ہے اور میرے لئے یہی کافی ہے کیونکہ میں جانتی ہوں کہ تم اپنے وعدے کے پابند رہو گے۔ آخر میں تم سے میں ایک اور درخواست کرنا چاہتی ہوں"۔

کیا؟"

"میں چاہتی ہوں تم میں اور بلیس چل کر دریا کے کنارے والے مکان ہی رہیں۔ تاکہ میں یہاں کے بڑے بڑے لوگوں کی بُری نگاہوں سے نجات حاصل کر کے بلیس کے ساتھ ستاروں کو دیکھوں اور اس کی پیشین گوئیوں سے مستقبل کی باتیں معلوم کر کے دنیا سے الگ رہ کر پُرسکون زندگی بسر کروں"۔

"میں اس پر غور کروں گا۔ لیکن میری ماں اس پر بہت ناراض ہو جائے گی"۔

"تمہاری ماں تو ہر وقت مجھ سے ناراض رہتی ہے... شب بخیر رعوس! اب میں جا رہی ہوں کیونکہ میں نے تمہاری ماں سے یہ جھوٹ بولا ہے کہ میری طبیعت کچھ خراب ہے اور میں آرام

کرنے جا رہی ہوں ۔۔۔۔ شب بخیر پیارے رعوس!" کہہ کر مائرہ نے اپنا چہرہ آگے بڑھایا۔ رعوس نے اس کا بوسہ لیا اور پھر وہ بھی اس کا بوسہ لے کر چلی گئی ۔

مائرہ کے جانے کے بعد رعوس اپنے آپ سے بڑبڑانے لگا

"میرے خیال میں میں نے اس وقت پہلی بار محسوس کیا ہے کہ مجھے مائرہ سے محبت ہے لیکن ایسی محبت نہیں جو ایک باپ کو بیٹی سے ہوتی ہے بلکہ یہ تو دوسری ہی طرح کی"۔۔۔۔ وہ اپنے ہاتھوں کو رگڑنے لگا ۔

صبح کے وقت جب وہ سو رہا تھا تو اس کے نوکر نے اسے یہ کہہ کر بیدار کیا کہ فارم کا ہیڈ اوورسیر آیا ہے اور وہ اس سے فوراً ملاقات کرنا چاہتا ہے ۔

تھوڑی ہی دیر بعد فارم کا اوورسیر رعوس کے سامنے کھڑا کانپ رہا تھا۔ لرزتی ہوئی آواز میں وہ کہنے لگا

"جناب! ایک حیرت انگیز بات ظہور میں آئی ہے ۔ وہ یہ کہ آپ کی ایک بہترین گائے نے بچھڑا دیا ہے جس کی پیدائش کے فوراً بعد وہ گائے مر گئی" ۔

"اوہ ۔ مجھے گائے کے مر جانے کا افسوس ہے ۔ لیکن اس کی خبر دینے کے لیے اس قدر صبح مجھے بیدار کرنے کی کیا ضرورت تھی" ۔

"لیکن جناب بات یہیں پر ختم نہیں ہو جاتی ۔ وہ بچھڑا جو نر واقع ہوا ہے۔ اس کے جسم پر مقدس آپیس[1] کے تمام نشانات موجود ہیں ۔۔۔ اور اس کاہن نے بھی جس نے رات میرے ساتھ گزاری تھی ' اس بچھڑے کو دیکھا ہے ۔ وہ فوراً ہی اس حیرت انگیز خوشخبری کو سنانے

[1] ممفس کا مقدس جانور ایک بچھڑا تھا۔ جسے آپیس کہا جاتا تھا۔ لیکن ہر بچھڑا آپیس نہیں ہو سکتا تھا ۔ آپیس کا رنگ کالا ہوتا تھا اس کی پیشانی پر مثلث نما سفید داغ ' پھٹے عقابی صورت کی اور دم کے بالوں کا بکثرت ہونا لازمی تھا ۔ مصریوں کا عقیدہ تھا کہ ایسا بچھڑا آسمانی بجلی سے پیدا ہوتا ہے ۔ کاہن اس قسم کا بچھڑا دیکھ کر اپنا اطمینان کر کے (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

کے بے ممفس واپس آگیا تھا اور آج یا کل تک اس کی اطلاع فرعون کو بھی مل جائے گی اور سارے مصر میں یہ خبر مشہور ہو جائے گی۔

اس وقت رعوس سوچنے لگا کہ کاش اس کاہن نے اس کے اودریسر کے ساتھ رات نہ گزاری ہوتی کیونکہ کوئی غیبی طاقت اس سے کہہ رہی تھی کہ یہ بچھڑا، جس پر اس کا کوئی عقیدہ نہ تھا، اور جس کی سارے مصر میں بڑے پیمانے پر عبادت ہوتی تھی، اس کے لئے مصیبت کا باعث بننے والا ہے۔

اس نے اودریسر سے پوچھا

"اس کا رنگ کیسا ہے"؟

"وہ آبنوس کی طرح سیاہ ہے جناب اور اس کی پیشانی پر سفید چکور نشان ہے جبکہ پشت پر ایک عقاب بازو پھیلائے پرواز کرتا معلوم ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ حیرت پر حیرت یہ کہ اس کی زبان پر سیاہ گبریلے کی تصویر ہے"۔

یہ سن کر رعوس اپنے تجسس پر قابو نہ رکھ سکا اور بچھڑے کو دیکھنے کے لئے تیار ہو گیا۔ اسی وقت بلیس بھی کہیں سے آنکلا۔ اس کے چہرے پر خوف کے آثار تھے۔ رعوس نے اس سے پوچھا

"رات کیسی گزری"؟

"زیادہ اچھی نہیں" جواب ملا "گزشتہ رات میں نے ستاروں کا معائنہ کیا تھا اور

(بقیہ حاشیہ) اسے آپیس تسلیم کرتے تھے اور اس کو انتہائی احترام کے ساتھ مندر میں رکھا جاتا تھا لیکن اتنے تقدس کے باوجود آپیس کو پچیس سال سے زیادہ عرصہ زندہ نہیں رہنے دیا جاتا تھا۔ جونہی آپیس اس عمر کو پہونچ جاتا تو کاہن فوراً اسے مقدس چشمے میں ڈبو دیتے تھے۔ اور پھر ایسے ہی دوسرے بچھڑے کی تلاش شروع ہو جاتی تھی۔ مصری مردہ آپیس سے اسی طرح مرادیں مانگتے تھے جس طرح آج کے زمانے کے کم فہم مسلمان مردہ بزرگوں سے مرادیں مانگتے ہیں۔ ابن اسماعیل

خاص طور سے ان تین ستاروں کا جو ہماری قسمت کو اپنے ہاتھ میں لئے ہوئے ہیں۔ میں آج صبح تک ان کے ذریعے ملنے والے پیغام کو حاصل کرتا رہا تھا۔"

"کیا ہے وہ پیغام"؟

"کسی حیرت انگیز بات کے ظہور میں آنے کی وجہ سے ہم پر مصیبت آنے والی ہے۔ وہ تینوں ستارے ایک ایسی بری جگہ آگئے ہیں جہاں ہمارے لئے خطرہ ہی خطرہ ہے بہت بڑا.... خطرہ.... لیکن گھبرانے کی کوئی بات نہیں کیونکہ وہ بعد میں تباہی کے گھر سے نکل آتے ہیں اور اُس پاک وصاف راستہ پر چلتے ہیں جس میں سکون ہی سکون ہے"۔

بلیس کی یہ باتیں سن کر رعوس کو بچھڑا یاد آگیا۔ جس کے ساتھ ہی خوف کی ایک سرد لہر اس کے جسم میں دوڑ گئی۔ اس نے بلیس کو بچھڑے کی پیدائش کے بارے میں بتایا۔

"میں آپیس پر زیادہ یقین نہیں رکھتا رعوس! بلیس نے آسمان کی طرف نظریں دوڑاتے ہوئے کہا" کیونکہ یہ ایک کاہن کا بنایا ہوا انسان ہے پھر بھی تمام مصری کچھ اور ہی سوچتے ہیں۔ ان کے خیال میں وہ خدا ہے جو زمین پر بیل کی صورت میں آیا تھا"۔

پھر جب وہ کھانے سے فراغت پا گئے تو رعوس اور بلیس کے ساتھ نائرہ بھی گدھے پر سوار ہو کر بچھڑے کو دیکھنے کے لئے فارم کی طرف روانہ ہو گئی۔

شہر سے باہر نکلتے ہی انھیں ایک عجیب منظر دیکھنے کو ملا۔ پوری سڑک تاحدِ نگاہ لوگوں سے پر تھی اور وہ آپس میں باتیں کرتے ہوئے آپیس کو دیکھنے کے لئے فارم کی طرف بڑھ رہے تھے۔ ان لوگوں سے بچتے ہوئے آخر وہ تینوں فارم کے قریب پہنچے جہاں ایک بڑا مجمع لگا ہوا تھا اور کاہن اور سپاہی اُس سائبان سے، جہاں وہ بچھڑا موجود تھا، لوگوں کو دُور ہٹانے کی کوشش کر رہے تھے۔ ان آدمیوں نے رعوس کو پہچان لیا تو اُن میں سے ایک چیخا

"رعوس آگئے۔ جن پر دیوتاؤں کی رحمت نازل ہوتی ہے اور جن کا جانور، جو خدا کی روح ہے، ان کے لئے روشنی لے کر آیا ہے"۔

ایک اور آدمی نے کہا

"ہاں رعموس آ گیا۔ جو فرعون کے نطفہ سے ہے اور ایک روز خود بھی فرعون ہو سکتا ہے۔"

"ایسا ہی ہوگا" "کوئی تیسرا چیخا" ورنہ آبیس ان کے فارم میں کیوں پیدا ہوتا۔ یہ نشان ہے۔ اشارہ ہے"۔

رعموس کا جی چاہا کہ زمین پھٹ جائے اور وہ اس میں سما جائے اور اس کے ساتھ آبیس بھی....

وہ سائبان میں اس بچھڑے کے پاس پہونچے جوان نشانوں کے علاوہ عام بچھڑے کی طرح تھا لیکن وہ نشان اس پر تھے اور بنائے نہیں گئے تھے۔ جب اس نے اپنے منہ کو کھول کر جسم چاٹنے کے لئے زبان باہر نکالی تو اس کی زبان پر سیاہ گبریلے کی شکل صاف اور واضح دکھائی دے رہی تھی۔ دیوتا فتاح کے مندر کے کاہن وہاں پہلے سے موجود گھٹنوں کے بل بیٹھے پھول چڑھاتے ہوئے عبادت میں مصروف تھے۔

مائرہ نے آگے بڑھ کر آبیس پر ہاتھ پھیرنا چاہا مگر ایک کاہن نے اچھل کر اس کو پرے ہٹایا اور کہا۔

"آبیس کے قریب کسی عورت کا جانا غیر قانونی ہے۔ اگر تم اس کے عذاب سے بچ گئی تو بڑی خوش قسمت ہو"۔

کچھ دیر تک وہاں رہنے کے بعد وہ واپس گھر کو روانہ ہو گئے اور کاہن اس بچھڑے کو نجانے کہاں لے گئے کہ اسے حفاظت سے رکھیں جب تک کہ وہ پرانے آبیس کی جگہ نہ لے لے۔ پرانے آبیس کی موت اس قدر قریب تھی کہ اس کے مقبرے کا نشان بھی اس خاص قبرستان میں تیار ہو چکا تھا جہاں آبیس دفن کئے جاتے تھے۔

ستارے بولتے ہیں!

امانسس، جو اب مصر کا فرعون تھا، تک بھی بچھڑے کی خبر پہونچی۔ اس کی وجہ سے اس نے ممفس تک کا سفر طے کر لیا تاکہ نئے آپیس پر بھینٹ چڑھا دے۔ اس کے علاوہ اس نے اپنے دربار کے عالموں سے یہ بات بھی معلوم کرنے کی کوشش کی کہ آخر وہ کون شخص ہے جسے لوگ ہوفرا کے بیٹے کی حیثیت سے جانتے ہیں۔ کیونکہ وہ یہ فراموش نہیں کر سکا تھا کہ اس نے اصلی فرعون کو موت کے گھاٹ اتار کر تخت حاصل کیا ہے۔ اس لئے اسے اس بات کا خوف تھا کہ کوئی بھی شخص جس کے جسم میں شاہی خون دوڑ رہا ہو، تخت کا دعویٰ کر سکتا ہے۔ اپنے درباری عالموں سے امانسس کچھ بھی معلوم نہ کر سکا۔

آپیس پر نذر چڑھانے سے زیادہ اسے اسی شخص کی فکر تھی جسے لوگ پسرِ فرعون کہتے تھے۔

دریائے نیل کے راستہ سے وہ اپنی پوری شان و شوکت کے ساتھ ممفس پہنچ گیا۔ جہاں امراء، آفیسر اور عوام اس کے پُر جوش خیر مقدم کے لئے تیار تھے۔

رعموسس بھی ان میں سے ایک تھا جو امانسس کو دیکھنے کے لئے جمع ہوئے تھے۔ رعموسس نے دیکھا کہ وہ لیبی امانسس بہت بدل چکا تھا۔ اب وہ، وہ امانسس نظر نہیں آرہا تھا جس نے کئی

برس پیشتر ہوفرا کے غصہ سے ٹکرا کر رعموس کی جان بچائی تھی اور جس کے زیر ماتحت رہ کر رعموس نے بابلیوں کا مقابلہ کیا تھا۔ وقت اور حکومت کی ذمہ داریوں اور کثرت شراب نوشی نے اس کے چہرے پر اب لکیریں پیدا کر دی تھیں۔ بال سفیدی کی طرف مائل تھے۔ آنکھیں پہلے ہی کی طرح تھیں لیکن اب ان میں ایک خوف، ایسا خوف جھلک رہا تھا۔ جو عام طور پر ان لوگوں کی آنکھوں میں دیکھنے کو ملتا ہے جنہوں نے طاقت کے ذریعے کسی دوسرے کا حق مارا ہو۔

سواری سے اتر کر اس نے لوگوں سے مخاطب ہو کر کہا کہ وہ کئی سال بعد پھر ممفس واپس آکر اپنی رعایت اور آفیسروں سے مل کر بہت خوش ہوا ہے۔

اس کے بعد اسے رتھ پر سوار کرا کے فرعون کے پرانے محل کی طرف لے جایا گیا۔ جہاں اس کے ٹھہرنے کا انتظام پہلے ہی سے کیا جا چکا تھا۔ اس جگہ اس نے اپنا دربار لگایا۔ جہاں ایک کے بعد ایک شہری کاؤنسل کے ممبر کی حیثیت سے رعموس وغیرہ کا تعارف کرایا گیا۔ جب رعموس کی باری آئی تو وہ بڑی بے خوفی سے اس کے پاس گیا۔ اس کا نام سن کر وہ چونک سا پڑا تھا پھر جب اس نے اسے بیکس کے ساتھ اپنے سامنے کھڑا پایا تو دونوں پر نظریں گاڑتے ہوئے کہنے لگا۔

"کاؤنٹ رعموس اور تم ڈاکٹر بیکس! ہم پہلے بھی مل چکے ہیں"۔

"ہاں فرعون" بیکس نے آگے بڑھتے ہوئے کہا" حالانکہ اسے کافی عرصہ گزر چکا ہے"۔

"کاؤنٹ رعموس! کیا یہ سچ ہے کہ آئیس کو تمہاری گائے نے جنم دیا ہے"؟ اماسس نے رعموس سے پوچھا

"ہاں یہ سچ ہے اور خداؤں نے مجھے عزت بخشی ہے"۔

"کہاں رہتے ہو"؟

"چونکہ میں نے شادی نہیں کی ہے اس لیے اپنی ماں کے ساتھ ہی اس کے مکان پر

رہتا ہوں۔ جو فرعون ہوترا کے ایک مشہور ساتھی تو یرٹ کی بیوہ ہے"۔

"اگر ایسی بات ہے کاؤنٹ! تو فرعون تمہارے گھر ضرور آئے گا۔ شاید تمہاری ماں اور تم مجھے کھانے کی دعوت دو گے۔ اس میں کسی طرح کی رسمی باتیں نہیں ہوں اور نہ ہی مکان میں رہنے والوں کے علاوہ اور کسی دوسرے شخص کو مدعو کیا جائے گا"۔

رعوس نے جھک کر اس کی تعظیم کی اور کہا

"یہ میری عزت افزائی ہوگی"۔

پھر اپاسس نے دونوں کو جانے کا اشارہ کیا اور اپنے ایک آدمی کے ساتھ رازدارانہ انداز میں باتیں کرنے لگا۔

فرعون کے محل سے نکل کر جب وہ گھر پہونچے تو رعوس نے بلیس سے کہا

"بلیس! میری سمجھ میں نہیں آرہا کہ فرعون میرے گھر کیوں آنا چاہتا ہے"؟

"میں خود حیران ہوں" بلیس پُرسوچ انداز میں بولا۔ "شاید ہم سے آپیس کے بارے میں بات کرے یا یہ دریافت کرے کہ اپنی نوجوانی کے دنوں میں اس سے الگ ہونے کے بعد تم پر کیا گزری تھی۔ لوگوں کا کہنا ہے کہ اس کی یادداشت کمزور ہو چکی ہے۔ لیکن وہ ان دنوں کو فراموش نہیں کر سکا ہے جب وہ جنرل تھا۔ لیکن یقین سے کون کچھ کہہ سکتا ہے"۔

"میری دعا ہے کہ وہ اس سے زیادہ کچھ معلوم نہ کرے جتنا ہم بتانا چاہتے ہیں"۔

اس کے بعد رعوس نے اپنی ماں کو فرعون کی آمد کی اطلاع دی تو وہ خوشی سے چیخ اٹھی

"فرعون اس گھر میں آرہا ہے۔ اس نے ہماری عزت افزائی کی ہے۔ مجھے فوراً تیاری کرنی چاہیئے"۔

"لیکن ماں! تم یہ بھول رہی ہو۔ جو شخص ہمارے گھر آرہا ہے۔ اُس نے میرے باپ اور تمہارے مالک کو قتل کر دیا تھا"۔

"مالک .... ہاں جو جلد ہی مجھ سے پریشان ہو گیا تھا۔ کیونکہ اس کے پاس اور

بھی عورتیں تھیں اور اس نے مجھے ایک دوسرے کی گود میں پھینک دیا تھا ... تمہارا باپ ....
ہاں جس نے ایک معمولی عورت کی خاطر تمہاری جان لینی چاہی تھی .... اور اسی شخص نے
جو آج ہمارے گھر آرہا ہے، تمہاری جان بچائی تھی۔ اس کے علاوہ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ
ہوتسراکوا ماکس نے نہیں بلکہ مصریوں نے ہلاک کر دیا تھا۔ اب مجھے جانا چاہئیے کیونکہ وقت
بہت کم رہ گیا ہے اور مجھے بہت انتظام کرنا ہے" کہہ کر قاٹلو چلی گئی۔
رعوس نے حیرت سے بیلس کی طرف دیکھا۔ اس کی حیرت کو بیلس نے بھانپ لیا۔
اپنے چہرے پر مسکراہٹ پھیلا کر وہ کہنے لگا۔
"عورتیں ایسی ہی ہوتی ہیں بیٹے رعوس! ایک شخص، جس نے اس کے مالک اور
لڑکے کے باپ کو موت کے گھاٹ اتار کر تخت پر زبردستی قبضہ کیا، اب اس کی نظر میں کچھ اور
بن گیا ہے کیونکہ اب وہ فرعون ہے"۔
اپنے کمرے میں جا کر رعوس دن بھر آرام کرتا رہا۔ جب وہ اپنے کمرے سے نکلا تو اسے
مکان کا ہر فرد مصروف دکھائی دیا۔ اس نے مارہ کو پڑھانے کے لئے تلاش کیا تو وہ بھی نہیں
ملی۔ پھر بیلس کو تلاش کرنے جب وہ اس کے کمرے میں جا پہنچا تو اس وقت بیلس ہمیشہ کی
طرح اطمینان سے ایک نقشہ، جو ستاروں کا تھا اور ایک بڑی گیند کو جس کے گرد چھوٹے گیندیں
تار کے ذریعے گردش کر رہی تھیں جو بیلس کے کہنے کے مطابق سورج اور دیگر ستاروں کی شکل پیش
کرتی تھیں، بڑے انہماک سے پڑھ رہا تھا۔ ایک گیند کی حرکت بند کر کے اس نے رعوس سے کہا
"تم پریشان نظر آرہے ہو رعوس"
"اور تم مطمئن نظر آرہے ہو" رعوس نے غصہ سے کہا
"ہاں رعوس! تم نے ٹھیک کہا"۔ بیلس نے ایک گہری سانس چھوڑتے ہوئے کہا
"کیونکہ میں ان ستاروں کا مطالعہ کرتا ہوں جو ہم سے دور بہت دور پر سکون حالت میں ہیں
جبکہ تم زمین کو دیکھتے ہو جو بہت ہی نزدیک ہے اور آج تو اس جگہ کافی شور ہے۔ اگر تمہیں

سکون کی تلاش ہے تو زمین کو چھوڑ کر ستاروں کی طرف توجہ دو"۔

"تمہارے یہ ستارے آج کیا بتاتے ہیں"؟

"بہت کچھ..... لیکن ابھی میں ان کا مطلب نہیں نکال سکا ہوں۔ لیکن اتنا ضرور معلوم ہوا کہ جلد ہی ہم دونوں ایک لمبے سفر پر روانہ ہوں گے۔ میرے خیال میں یہ وہی سفر ہوگا جس کا میں بہت سالوں سے انتظار کر رہا تھا"..... بلقیس کی آواز خوفناک حد تک سرد تھی۔

"تمہارا مطلب موت سے ہے"..... رعوس کی آواز حلق میں پھنسنے لگی

"نہیں نہیں..... میرا خیال ہے کہ"....

اسی وقت ایک ملازم دوڑتا ہوا اندر داخل ہوا اور رعوس سے کہنے لگا

"جناب! خاتون قائلو کا کہنا ہے کہ آپ اپنا بہترین لباس زیب تن کریں اور اُس سنہری زنجیر کو پہننا فراموش نہ کریں جو مرحوم فرعون نے آپ کو عطا کی تھی۔ اس کے ساتھ ہی اپنے دوسرے عہدوں کے نشان بھی پہنیں"۔

"مرحوم فرعون..... جسے نیل پر حلال کر دیا گیا تھا"۔ رعوس بڑبڑایا۔

"لیکن بعد میں تو موجودہ فرعون نے اس کی شان کے مطابق اسے اس کی دولت کے ساتھ دفن کر دیا تھا"۔ بلقیس کا لہجہ طنز آمیز تھا۔

چلتے چلتے رعوس نے کہا

"بلقیس! کسی ایسے مکان کو تلاش کرو جس میں میں تم اور سائرہ سکون کے ساتھ رہ سکیں۔ وہ مکان یہاں سے بہت دُور ہونا چاہیئے"۔

"اس کی ضرورت نہیں ہے بیٹے! کیونکہ ستارے بتا رہے ہیں کہ ہمیں جلد ہی کہیں دُور جانا پڑے گا۔ ہم یہاں زیادہ دنوں تک نہیں رہ سکیں گے۔ پھر بھی میں تمہارے کہنے کے مطابق مکان تلاش کروں گا"۔

غروبِ خاور کے وقت فرعون اماسس صرف اپنے دو محافظوں کے ساتھ قائلو کے مکان میں داخل ہوا۔ اس نے جنرل کا لباس پہن رکھا تھا اور سر پر تاج کے علاوہ کوئی شاہی نشانی اس کے جسم پر نہ تھی۔ مکان میں داخل ہونے کے بعد اس نے اپنے دو محافظوں کو بھی رخصت کر دیا۔ پھر خوشی کے انداز میں وہ رعوس اور بلیس کی طرف بڑھا جو اسی کے منتظر تھے۔

"دیکھا رعوس!" وہ کہنے لگا "میں اس حالت میں بھی تم پر کتنا اعتبار کرتا ہوں۔ جبکہ میرے اور تمہارے درمیان خون کا جھگڑا موجود ہے۔ یہ اس لئے ہے کہ ہم پرانے دوست ہیں۔ اور شانہ بشانہ جنگ میں شامل ہوئے تھے... اٹھو، اٹھو... اس جگہ میں فرعون اور تم رعایا نہیں ہو... بلکہ دو سپاہی ایک ساتھ جام پینے کے لئے جمع ہوئے ہیں"۔ پھر وہ قائلو کی طرف متوجہ ہوا۔ اس کے ہاتھ کا بوسہ لیتے ہوئے اس سے کہنے لگا "خاتون قائلو! اتنے عرصہ بعد بھی میں نے تمہیں پہچان لیا ہے۔ کیوں خاتون! کیا تم نے الیفر ڈو ڈیٹ سے کوئی معاہدہ کیا ہے جواب بھی پہلے کی طرح جوان اور حسین نظر آ رہی ہو"... اسی طرح جنرل کے انداز میں وہ نجانے کیا کیا کہتا گیا۔ جس سے قائلو کا چہرہ سرخ ہو گیا۔ یکایک وہ خاموش ہو کر قائلو کے عقب میں دیکھنے لگا جہاں مائرہ اپنی تمام تر حشر سامانیوں کے ساتھ کھڑی تھی۔ کچھ دیر تک اماسس پھٹی پھٹی آنکھوں سے اس معصوم قیامت کو دیکھتا رہا۔ پھر قائلو سے پوچھنے لگا۔

"خاتون قائلو! یہ حسین لڑکی کون ہے"؟

"مائرہ۔ میرے بیٹے رعوس کی لڑکی"...

"اس طرح یہ اپنے میں شاہی خون رکھتے ہوئے عظیم ہوفرا کی پوتی ہے"۔ اماسس نے جیسے خود کو مخاطب کرتے ہوئے کہا "بہرحال یہ بہت حسین ہے۔ اتنی حسین کہ اگر میں جوان ہوتا تو ضرور ہی اسے اپنے ساتھ مصر کے تخت پر بیٹھنے کی دعوت دیتا۔ لیکن اب ایسا نہیں کر سکتا

یہ تو ایک بادشاہ کے قابل ہے"۔

اس وقت رعموس نے یہ بتانے کی کوشش کرنی چاہی کہ مائرہ اس کی بیٹی نہیں ہے۔ اور یہ وہی لڑکی ہے جسے اس نے اماسس کے سامنے میدانِ جنگ میں پایا تھا اور جسے وہ فراموش کر چکا ہے۔ لیکن ابھی اس نے منہ کھولا ہی تھا کہ کمرے کے داہنے طرف کا پردہ ہٹا اور ایک ملازم نے پیخ کر اطلاع دی کہ سب کچھ تیار ہے۔

"ٹھیک ہے" اماسس نے کہا" اب ہمیں کھانے کی طرف توجہ دینی چاہیئے۔ آج میں شاہی تقریبات میں حصّہ لینے کی وجہ سے صبح سے کچھ نہیں کھا سکا ہوں"۔ یہ کہتے ہوئے وہ قائلو کا ہاتھ پکڑ کر اس بڑے ہال کی طرف بڑھا جہاں دعوت کا انتظام کیا گیا تھا۔

اس جگہ ایک بڑی میز پھولوں اور چاندی اور سونے کے برتنوں سے سجائی گئی تھی۔ میز کے دائیں بائیں کرسیاں سلیقے سے رکھی گئی تھیں۔ اماسس کو سرے والی کرسی پر بٹھا کر باقی لوگ اس کے عقب میں کھڑے ہو گئے۔ یہ دیکھ کر اماسس نے چیختے ہوئے کہا

"یہ کیا؟ کیا مجھے جیل کے قیدی کی طرح تنہا کھانا کھانا پڑے گا؟ نہیں نہیں ... میں یہ چاہتا ہوں کہ کچھ دیر کے لیئے یہ فراموش کر دیا جائے کہ میں فرعون ہوں۔ آؤ بیٹھو .... ہمیں ایک دوسرے کے ساتھ دوستوں کی طرح پیش آنا چاہیئے"۔

اس کے کہنے پر قائلو اس کے داہنے، مائرہ بائیں اور رعموس اور بیکس ان دونوں کے پہلو میں بیٹھ گئے۔

دعوت شروع ہوئی۔ فرعون چونکہ بھوکا تھا اس لیئے وہ کھانے کے برتنوں پر ٹوٹ پڑا۔ کھانے سے فارغ ہونے کے بعد جب شراب کا دور چلا تو پرانی قبرصی شراب کے گھونٹ لیتے ہوئے اماسس، رعموس سے کہنے لگا۔

"تم کہاں رہے تھے رعموس؟ مجھے یاد آرہا ہے مردوخ کو شکست دینے کے بعد

(پچھلے صفحے کا حاشیہ) الیغرڈ ڈویٹ حسن کی دیوی تھی مگر اس کی پرستش محدود پیمانے پر ہوتی تھی۔

ہم علیحدہ ہو گئے تھے اس واقعہ کو کافی عرصہ گزر چکا ہے ۔ ہاں کافی عرصہ گزر چکا ہے کیونکہ مردوخ تھوڑے ہی بابل کے تخت پر بیٹھا تھا اور اُس جگہ چلا گیا تھا جہاں بابلی مرنے کے بعد چلے جاتے ہیں اس کے بعد دو اور بھی اس کے پیچھے گئے ہیں ۔ جن میں سے ' جہاں تک مجھے معلوم ہوا ہے ' ایک بچہ تھا جس نے صرف تین ماہ حکومت کی اور پھر قتل کر دیا گیا تھا ۔ اب وہاں کے عوام نے بینونا ئیڈس نامی ایک شخص کو اپنا حکمران اس لیے منتخب کیا ہے کہ وہ تلوار کی صورت سے نفرت کرتا ہے " ۔

" یہ بینونا ئیڈس کون ہے فرعون " ؟ رعموس نے پوچھا

" جہاں تک مجھے معلوم ہوا ہے پیدائش کے لحاظ سے وہ شاہی خاندان کا نہیں ہے ۔ کچھ دوسرے لوگوں کی طرح " . . . کہہ کر اماسس نے ہنستے ہوئے اپنی طرف اشارہ کیا

" اگر فرعون اجازت دے تو میں بتاؤں ۔ کیونکہ میں اس کے بارے میں کچھ جانتا ہوں " بلکس نے پہلی بار گفتگو میں حصہ لیتے ہوئے کہا " کیونکہ جوانی کے دنوں میں ہم دونوں دوست تھے وہ ایک دولتمند تاجر خاندان سے ہے اور فطرتاً رحم دل اور شریف واقع ہوا ہے ۔ اسے تعلیم حاصل کرنے کا بہت شوق تھا اور خاص طور سے وہ گزرے ہوئے بادشاہوں اور قدیم مندروں کے حالات معلوم کرنا پسند کرتا تھا ۔ مجھے اطلاع ملی ہے کیونکہ بابل میں میرے اب بھی چند دوست موجود ہیں اور مجھے خط لکھتے رہتے ہیں کہ وہ اب بھی اپنا زیادہ وقت ان گزری ہوئی پرانی باتوں کو معلوم کرنے اور دیوتاؤں کی قدیم عبادت گاہوں کی مرمت کرانے میں صرف کرتا ہے ۔ حکومت کے معاملات میں زیادہ دلچسپی نہیں لیتا اور زیادہ تر کام اس کا بیٹا بلیشفر[1] کرتا ہے " ۔

" بلیشفر " اماسس چونکا " کیا وہ بھی عالم اور شریف طینت ہے " ؟

---

[1] ہیگرڈ بابل کے جس دور کی کہانی بیان کر رہا ہے اس دور میں بینونا ئیڈس نامی کوئی بادشاہ نہیں گزرا ہے ۔ ہیگرڈ نے محض کہانی اور واقعات کو طول دینے کے لئے بینونا ئیڈس پیدا کیا ہے ۔ اس کی یہ بات بھی محض داستان تراشی ہے کہ (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

"نہیں فرعون" بلیکس نے گہری سانس لیتے ہوئے کہا" میں اسے اس کی جوانی کے دنوں سے جانتا ہوں جب ... جب اس نے میرے ایک دوست کے ساتھ بُرا سلوک تھا وہ ایک ظالم، کینہ، غصہ ور اور جذباتی شخص ہے جسے شراب اور دوسری تفریحی کاموں سے کم ہی فرصت ملتی ہے"۔

"یہی میں نے بھی سُنا ہے۔ اس کے علاوہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ اس کا بوڑھا احمق باپ ہر اس شے پر آنکھ بند کر کے دستخط کر دیتا ہے جو اس کے سامنے اس کا بیٹا بلیشزر لا کر رکھ دیتا ہے اور اس حالت میں بھی کر رہا ہے جبکہ اسے شاہِ ایران کی طرف سے دھمکیاں مل رہی ہیں۔ مجھے بلیشزر کی طرف سے بینونائیڈس کے نام سے ایک عرضی ملی ہے جس میں مصر کی مدد حاصل کرنے کی درخواست کی گئی ہے اس مصر سے جس کے بارے ہم جانتے ہیں کہ نبوکدنضر برابر جنگ کیا کرتا تھا۔ اس درخواست کے ساتھ ہماری دوستی کو مضبوط کرنے کے لئے اس نے اپنی بہن کی شادی میرے ساتھ کرنے کی پیشکش کی ہے اور یہ بھی اس کے ساتھ تحریر کیا ہے کہ مصر کی شاہی خاندان کی کسی لڑکی کے ساتھ اس کے باپ نائیڈس کی بھی شادی کر دی جائے۔ اس طرح وہ اپنے ساتھ مصر کی دوستی کا جہیز لا کر بابل کی ملکہ بن جائے گی۔ لیکن میرے پاس کوئی شہزادی نہیں ہے جو میں اس کے پاس بھیج دوں ... اور ہوفرا بھی اپنے پیچھے ایک لڑکی چھوڑ گیا ہے لیکن اس کی شادی ہو چکی ہے" مائرہ کی طرف دیکھتے ہوئے، جو اس کے ساتھ ہی

(بقیہ حاشیہ) بلیشزر، بینونائیڈس کا بیٹا ہے۔ بائبل کے بیان کے مطابق بلیشزر بابل کے سب سے بڑے بادشاہ نبوکدنضر کا بیٹا تھا۔ کتاب "دانی ایل" کے پانچویں باب کی دوسری آیت میں ہے کہ "بلیشزر نے مے سے مسرور ہو کر حکم کیا کہ سونے اور چاندی کے ظروف، جو نبوکدنضر اس کا باپ یروشلم کی ہیکل سے نکال لایا تھا، لائیں"۔ یہ بات بھی قابلِ ذکر ہے کہ ان دونوں باپ بیٹوں یعنی نبوکدنضر اور بلیشزر کی تباہی کی پیش گوئی یہودیوں کے پیغمبر دانی ایل نے کی۔ دانی ایل کو نبوکدنضر یروشلم پر حملے کے دوران پکڑ کر بابل لایا تھا جہاں کر (بقیہ حاشیہ)

بھجی تھی، وہ بڑبڑایا "حسین ... بہت ہی حسین"... پھر یکایک کسی نئے خیال کے تحت اس نے مائرہ سے کہا کہ وہ محل میں رہ کر خوش ہے یا نہیں۔ اور کیا اسے کسی حکومت کے تحت پر بیٹھ کر خوشی ہوگی؟

جواب میں مائرہ بولی

"نہیں فرعون! میں یہاں ہیلیس سے تعلیم حاصل کرتے ہوئے بے حد خوش ہوں۔ میرے پاس پڑھنے سے جو وقت بچتا ہے میں اسے چھوٹے چھوٹے کاموں میں صرف کرتی ہوں"۔

"کس چیز کی تعلیم حاصل کر رہی ہو؟ کسی دوسرے ملک کی زبان؟"

"ہاں، میں یونانی، عبری اور ایرانی زبان اچھی طرح سمجھتی ہوں اور انھیں تحریر میں بھی لا سکتی ہوں"...

"محبت، حسن اور علم کے دیوتا ضرور تمہاری پیدائش کے وقت تمہارے پاس موجود رہے ہوں گے"۔ اماسس کا لہجہ اُس شخص کا سا تھا جو بہت زیادہ شراب پی چکا ہو۔ پھر اس نے مائرہ کے ہاتھ کو تھپتھپایا۔

رعوس نے اس خیال سے کہ کہیں اماسس کوئی حرکت نہ کر بیٹھے، اپنی ماں کی طرف دیکھا تافو اس کا مطلب سمجھتے ہوئے اٹھ کھڑی ہوئی اور مائرہ کا ہاتھ پکڑ کر کمرے سے چلی گئی۔ اماسس اس وقت تک مائرہ کی پُشت کو دیکھتا رہا جب تک کہ وہ پردہ اٹھا کر غائب ہو گئی پھر اس نے کمرے میں چاروں طرف دیکھا تو کمرے میں صرف ہیلیس اور رعوس ہی اسے نظر آگئے۔ باقی تمام ملازم رعوس کا اشارہ پاکر چلے گئے تھے۔

(بقیہ حاشیہ) پیچھے کسی جگہ اس کی وضاحت کی گئی ہے۔ میں نے ہیئونا یڈس کے قصے کو جوں کا توں رکھا ہے۔ میں اس میں کسی قسم کی تبدیلی لانے کی کوشش کرتا تو پوری کہانی ایک نیا رُخ اختیار کر جاتی۔ جو ہیگرڈ کی کہانی سے قطعی مختلف ہوتا۔

ابنِ اسماعیل

"رعوس! اب جبکہ عورتیں اور ملازم چلے گئے ہیں میں تم سے وہ باتیں کرنا چاہتا ہوں۔ جس کے لئے میں یہاں آیا ہوں۔ نہیں بلیس! بیٹھے رہو۔ ایک گواہ کا رہنا بہترین ثابت ہوتا ہے۔" اماسس کا لہجہ حد درجہ سنجیدہ تھا۔ "رعوس! میرے لئے عقل مندی کی بات یہی ہوگی کہ میں تمہیں ہلاک کردوں"....

"لیکن فرعون ایسا نہیں کریں گے" رعوس نے پُرسکون آواز میں کہا "کیونکہ انھوں نے میرا نمک کھایا ہے.... اور وہ مجھے کیوں ہلاک کرنا پسند کریں گے جبکہ کسی وقت انھوں نے میری جان بچائی تھی"۔

"اس لئے رعوس کہ تمہارے جسم میں شاہی خون ہے جبکہ میرے جسم میں اس کا ایک قطرہ بھی نہیں۔ اس کے علاوہ میری بیویاں بھی پیدائشی شاہی خاندان کی نہیں ہیں۔ مصر کے عوام جیسا کہ میرے جاسوسوں نے مجھے اطلاع دی ہے، تمہارے ساتھ شہزادوں جیسا سلوک کرتے ہیں اور یہ کہتے ہیں کہ ایک دن وہ بھی آئے گا جب تم میری جگہ فرعون کے تخت پر جلوہ افروز ہوگے۔ اور آخر میں اس لئے کہ آپیس کو تمہاری گائے نے پیدا کیا ہے جسے عوام اور کاہنوں نے ایک نشان سمجھ لیا ہے۔ اب میرے لئے کیا عقل مندی اس میں نہیں ہوگی کہ میں تمہیں مُردہ حالت میں دیکھ کر اطمینان کروں۔ جبکہ میری خواہش ہے کہ سینکڑوں سال بعد بھی میرا نام حکمران خاندان کے بانی کی حیثیت سے زندہ رہے"۔

"فرعون کا مجھ پر اختیار ہے" اس بار رعوس کی آواز سرد تھی۔ "اس کی خواہش کو پورا کرنے کے لئے اس کے حکم پر ہزاروں آدمی تیار ہو سکتے ہیں۔ جبکہ مجھے بچانے والا کوئی نہیں۔ اگر فرعون اپنی شراب کے ساتھ میرا خون ملانا چاہتا ہے تو میں حاضر ہوں۔ باپ کو قتل کرنے والا بیٹے کو بھی ہلاک کرکے معاملہ صاف کردے"۔

"ضرور، ضرور۔ اس سے مجھے کئی مصیبتوں اور شبہات سے نجات مل جائے گی۔ اس جگہ رہ کر بلیس یہ گواہی دے گا کہ ہمارے درمیان جھگڑا ہو گیا تھا.... اور میں نے اپنی حفاظت

کرنے کے لئے تمہیں ہلاک کیا ہے" یہ کہہ کر فرعون اٹھ کھڑا ہوا اور میان سے تلوار نکالنے لگا۔

بلیس بھی بڑی تیزی کے ساتھ اٹھا اور فرعون کے پاس گیا اور آہستہ آہستہ اس کے کان میں کہنے لگا۔

"فرعون یہ بھول رہے ہیں کہ اس محل میں ان کی فوجیں مدد کو نہیں آسکتی ہیں۔ اس جگہ دوسرے آدمی کی طرح وہ بھی مر سکتے ہیں ..... دیکھو" ..

فرعون نے گردن گھما کر اپنے شانے کے اوپر سے دیکھا تو اسے بلیس کے ہاتھ میں ایک خنجر دبا نظر آیا جس کی نوک چمک رہی تھی۔

"اگر فرعون مر جاتا ہے تو اسے یہاں چھپا کر یہ اعلان کر دینا بہت آسان ہوگا کہ اسے اوسائرس[1] نے اپنی آغوش میں لیا ہے اور رعموس کو اس کے یہاں خداؤں نے آپیس کو پیدا کر کے فرعون مقرر کر دیا ہے۔ اگر یہ اعلان کر دیا جائے تو کیا مفس اس پر اعتبار نہ کرے گا۔ کیا تمام مقر اور ساری فوج رعموس کے آگے سر خم نہ کرے گی" بلیس کا لہجہ حد درجہ خوفناک تھا۔

"شاید تم ٹھیک کہتے ہو" فرعون نے دھیرے سے کہا اس کی آنکھیں خوف سے پھٹ گئی تھیں" رعموس! تمہیں معلوم ہونا چاہیئے کہ میں تمہیں ہلاک نہیں کرنا چاہتا تھا۔ جب فوج نے مجھے میری مرضی کے خلاف فرعون منتخب کیا تھا تو میں نے تمہارے باپ کو اپنے ساتھ لے کر حکومت کرنے کی کوشش کی تھی لیکن اس نے بغاوت کر دی تھی اور آخر میں اپنے انجام کو پہونچ گیا تھا۔ لوگوں کا کہنا ہے کہ تم بھی اسی کی طرح کر رہے ہو ... اور اب جبکہ آپیس کی پیدائش تمہارے

---

[1] "OSIRIS" مرے ہوئے لوگوں کی نیکی وبدی کا فیصلہ کرنے والا مصری اسطور کا سب سے بڑا دیوتا۔ اسے زراعت اور روئیدگی کا نگہبان بھی سمجھا جاتا تھا۔ بعد میں مصریوں نے حسب عادت وروایت اسے دوسرے قبیلوں کے دیوتاؤں سے ملا دیا۔ چنانچہ دیوی آئی سس اس کی بیوی اور دیوتا حورس اس کا بیٹا بن گیا۔

ابن اسماعیل

یہاں ہوئی عوام اسے ایک نشان سمجھ رہے ہیں۔ مجھے اس پر کس طرح یقین آئے کہ میں تمہیں معاف کردوں گا تو تم میرے خلاف تخت حاصل کرنے کے لئے سازش نہ کرو گے"۔

"اس طرح فرعون کہ میرے دل میں تخت حاصل کرنے کی کوئی خواہش نہیں ہے۔ میرے پاس اپنی ضروریات کو پورا کرنے کے لئے ہر شے موجود ہے.... میں ایک عالم کی سی پُرسکون زندگی کا خواہش مند ہوں۔ اگر آپس میرے یہاں پیدا ہوا ہے تو اس میں میری کیا غلطی"؟

"ٹھیک ہے رعمسس! لیکن یہ خداؤں کی طرف سے بھیجا ہوا نشان ہے۔ عوام بھی یہی سمجھتے ہیں۔ جہاں تک میرا سوال ہے میں نے بادشاہ بننے کی کبھی خواہش نہیں کی تھی۔ میرے سر پر زبردستی تاج رکھا گیا تھا۔ اگر ہوفرا نے عقلمندی سے کام لے کر مجھے ہلاک کرا دیا ہوتا۔ جیسا کہ وہ کرسکتا تھا تو آج میں وہ نہیں ہوسکتا تھا، جو ہوں۔ بہرحال! تم شروع سے ہی ایماندار ہو۔ اس لئے میں تم سے اس بارے میں حلف نہیں لینا چاہتا کہ تم میرے خلاف کوئی سازش نہیں کرو گے۔ مجھے تم پر اعتبار ہے۔ ابھی تک جو گفتگو میں نے تم سے کی تھی وہ تمہیں آزمانے کے لئے تھی۔ اس لئے اسے بھول جاؤ..... لیکن بلکیس نے مجھے خنجر دکھا کر دھمکی دی ہے...... مجھے، یعنی فرعون کو..... جس کا رتبہ خداؤں کے برابر ہے.... اس لئے اسے کیوں نہ ہلاک کردیا جائے"....

"میرا خیال ہے اس کا جواب میں فرعون کو مصر کی سرحد پر ایک خیمہ میں اُس وقت دے چکا ہوں جب وہ بابل کی فوج سے مقابلہ کرنے گیا تھا" بلکیس کا لہجہ بے خوف تھا۔

"ہاں مجھے یاد ہے۔ تم نے کہا تھا ستارے بتلاتے ہیں میں فرعون بن جاؤں گا، جو صحیح ثابت ہوا ہے"۔

اُس کے علاوہ بھی میں نے کچھ کہا تھا فرعون"۔ بلکیس سرد آواز میں بولا "کیوں کہ اُس وقت بھی میری زندگی آج کی طرح خطرے میں تھی۔ میں نے کہا تھا کہ اگر تم مجھے ہلاک کردو گے تو ستارے یہ بھی بتلاتے ہیں کہ میرا خون تمہارے خون کے لئے پہنچے گا.... اور....

تم بھی ہلاک کر دیئے جاؤ گے۔ میں پھر وہی کہتا ہوں کیونکہ ستارے اپنی بات تبدیل نہیں کرتے اگر تم زندگی اور حکومت سے بیزار ہو گئے ہو تو مجھے ہلاک کر سکتے ہو"۔۔۔۔

فرعون کانپ سا گیا

"میرے خیال میں تم میں کچھ طاقت ہے بابلی ساحر، گو کہ وہ میری طاقت سے مجدا ہے۔ تمہیں ڈرنے کی ضرورت نہیں۔ تم اس وقت تک محفوظ ہو جب تک میرے خلاف کسی قسم کی سازش میں حصہ نہیں لو گے"۔

"فرعون عقل مند ہے" بیکس کا لہجہ پہلے سے بھی زیادہ سرد تھا" اب میں ایک ایسی بات بتانے جا رہا ہوں فرعون جو ابھی تک راز ہے"۔

"وہ کیا؟"

"وہ یہ کہ فرعون اپنی زندگی اطمینان و سکون سے گزارے گا۔ لیکن اس کے بعد جب اس کے بیٹے تخت پر آئیں گے تو ایسا نہ رہے گا۔ کیونکہ مشرق میں طوفان کے بادل جمع ہو رہے ہیں"۔

"اب خاموش رہو بابلی ساحر" فرعون کے لہجہ میں غراہٹ تھی" اب میں تمہاری پیشین گوئیاں سننا نہیں چاہتا۔ ہمارے درمیان میں جو معاہدہ ہو گیا ہے وہ کافی ہے"۔

"جیسی فرعون کی مرضی" بیکس نے جھکتے ہوئے کہا

اب فرعون، رعوس کی طرف دیکھ کر کہنے لگا

"رعوس! مجھ سے جدا ہونے کے بعد کئی برس پیشتر تم پر کیا گزری تھی؟ مجھے یاد ہے جب تم گئے تھے تو اس وقت ایک چھوٹی سی لڑکی بھی تمہارے ساتھ تھی۔ جس کے بارے میں تم نے ایک عجیب سی کہانی سنائی تھی۔ جبکہ وہ تمہاری ہی بیٹی تھی اور آج بھی تمہارے ساتھ اس جگہ موجود ہے"۔

"فرعون! وہ میری بیٹی نہیں ہے اور"۔۔۔۔

"ہا ہا ہا" اماسس نے فوجی انداز میں ایک قہقہہ لگایا اور پھر کہا

"رعوسس! انکار کرنے سے کیا فائدہ۔ ہم نے اس شامی ملکہ کے بارے میں بہت کچھ سُن رکھا ہے جس سے تمہیں محبت ہو گئی تھی اور جس نے تمہاری قسمت کو پلٹ دیا۔ لیکن تم اس کے لئے کچھ نہیں کر سکے تھے۔ کیا اس وقت کیمپ کے تمام آدمیوں کو اس کا یقین نہیں ہو گیا تھا کہ اسی ملکہ سے پیدا ہونے والی لڑکی کو تم اپنے ساتھ لائے ہو اور یہ کہ آج بھی وہ تمہاری بیٹی ہی کی حیثیت سے مشہور ہے۔ میں تو یہاں تک کہتا ہوں کہ اس کے چہرے پر یہ لکھا ہوا دیکھا جا سکتا ہے کہ وہ تمہاری بیٹی اور ہوفرا کی پوتی ہے.... نہیں میرے سامنے انکار کر کے مجھے غصّہ نہ دلاؤ رعوسس! مجھے جھوٹوں سے نفرت ہے۔ اچھا یہ بتاؤ جب تم ہوفرا کے غصّہ سے بچ گئے تھے تو کیا ہوا تھا؟"

رعوسس کو عقلمندی اسی میں دکھائی دی کہ فرعون کی بات پر اعتراض نہ کیا جائے۔ اس نے اسے بتایا کہ جُدا ہونے کے بعد وہ کس طرح سائپرس پہنچا تھا اور تجارت کر کے دولت مند بن گیا تھا۔

"تم سائپرس میں کیوں نہیں رہے؟" فرعون کا لہجہ مشکوک تھا۔

"اس لئے کہ میں اپنی ماں کو دیکھنا چاہتا تھا جس سے جُدا ہوئے کافی عرصہ گزر چکا تھا۔ اس کے علاوہ مجھے اس کا بھی یقین ہو گیا تھا کہ اب میرا دوست فرعون ہے اور میں مصر میں رہ کر محفوظ رہوں گا پھر بلیس نے بھی مجھے آگاہ کیا تھا کہ سائپرس پر تباہی آنے والی ہے۔ وہاں ہم جس مکان میں رہتے تھے ایک زلزلہ کی وجہ سے اب تباہ ہو چکا ہے"۔

"پھر بلیس"..... فرعون نے تیزی سے کہا" خداؤں کی قسم! میں اسے اپنا منجم ضرور مقرر کر لیتا اگر مجھے اس کا یقین نہ ہوتا کہ یہ مجھے اچھی خبروں کے مقابلے میں بُری خبریں زیادہ سنائے گا۔ اس لئے بلیس میں تمہیں رعوسس کے ساتھ رہنے کے لئے یہ کہتے ہوئے چھوڑتا ہوں کہ اس کی حفاظت اچھی طرح کرنا جس کی موت میری موت سے زیادہ دُور نہیں ہے۔ سچ بات تو یہ ہے کہ میں اپنے سے پہلے اسے مرتے ہوئے دیکھنا نہیں چاہتا۔ ہاں رعوسس!

تم بلیس کے ساتھ رہ کر اس وقت تک آرام سے رہ سکتے ہو جب تک تم فرعون کو بھی آرام سے رہنے دو گے۔ اگر تمہاری گائیں ہر سال آپس میں جنم دینا چاہیں تو دے سکتی ہیں مجھے اس پر بھی کسی طرح کا اعتراض نہ ہوگا۔ اب جبکہ معاملہ طے ہو چکا ہے ہمیں ایک دوسرے کی صحت کا آخری جام پینا چاہیئے۔ میں سوچ رہا ہوں رعوس! کہ تمہیں کسی جگہ کا سفیر مقرر کر کے روانہ کر دوں کیوں کہ.... جانوروں کی تجارت کرنا تمہارا کام نہیں ہے۔ تم جنگ میں اپنی بہادری کا مظاہرہ کر سکتے ہو اور فرعون کو اس کے تخت پر مضبوط بنا سکتے ہو۔" کہہ کر فرعون نے ایک ہی سانس میں سارا جام خالی کر دیا۔ پھر اس کمرے کی طرف، جہاں قانکو بیٹھی تھی، لڑکھڑاتے قدموں سے بڑھنے لگا۔ دروازے کے قریب پہونچ کر اس نے رعوس اور بلیس کو یہ معلوم کرنے کے لئے باہر بھیجا کہ اس کے محافظ اور اس کا رتھ آگیا ہے یا نہیں۔ اور اگر نہیں آیا ہے تو ٹھہر کر اس کے آنے کا انتظار کریں۔ جب تک وہ قانکو سے گفتگو کرے گا اور اس کا شکریہ ادا کرے گا۔

چونکہ اس طرح کے معاملوں میں فرعون کی مرضی کے خلاف کچھ نہیں کہا جا سکتا تھا اس لئے بلیس اور رعوس خاموشی سے باہر گئے اور کافی دیر تک انتظار کرتے رہے۔ آخر فرعون کے محافظ اور اس کا رتھ آگیا۔

فرعون کو اطلاع دینے کے لئے جب وہ دونوں کمرے میں چلے گئے تو دونوں نے دیکھا کہ فرعون، قانکو کے ساتھ ایک صوفہ پر اس کے پہلو میں بیٹھا ہے...... اور قانکو کے کان میں کچھ کہہ رہا تھا۔ قانکو بار بار اپنے سر کو اس انداز میں ہلا رہی تھی جیسے اس کی بات سے اتفاق کر رہی ہو۔

قانکو کی نظر رعوس پر پڑی۔ تو اس نے اس طرح لب پر انگلی رکھی جیسے فرعون سے خاموش رہنے کے لئے کہہ رہی ہو۔ پھر رعوس کو اندر آنے کے لئے کہا۔ اندر داخل ہو کر اس نے فرعون کو بتایا کہ اس کے محافظ اس کے منتظر ہیں۔

چلتے چلتے فرعون کہنے لگا۔

”چلو اطمینان کے لمحات ختم ہوئے۔ اب پھر مجھے اپنے کاموں کی طرف توجہ دینا ہوگی۔ شاید مجھے پھر یہاں آیبیس کو دفن کرنے کے لئے واپس آنا پڑے۔ جب تک کے الوداع دوستو! اور اس خوب صورت لڑکی کو بھی الوداع جو دخترِ رعموس ہے۔ جس کی خوب صورتی دنیا میں طوفان پیدا کر سکتی ہے۔ الوداع ساحر بلکیس! اس بلکیس کو جو اپنی عقل کے ساتھ ساتھ خنجر بھی مہارت سے استعمال کرتا ہے... الوداع“....

فرعون کے چلے جانے کے بعد رعموس اور بلکیس نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا۔ مگر دونوں خاموش رہے۔ پھر رعموس اپنی ماں قانکو کی طرف مڑا۔ لیکن وہ بھی جا چکی تھی۔

روح کی باتیں

"تم نے مجھ سے ایک مکان خریدنے کے لئے کہا تھا اسے میں نے تمہاری اس رقم سے، جو میرے پاس تھی، خرید لیا ہے۔ اس کے علاوہ میں نے ماثرہ کی مدد سے اسے سجا بھی لیا ہے اب چل کر تم اپنے نئے مکان کو دیکھ لو۔"

بلقیس کی یہ بات سن کر رعوس نے حیرت زدہ ہو کر پوچھا

"کیا میری ماں کو اس کا علم ہے"؟

"میں نے اسے بتایا نہیں۔ لیکن میرا خیال ہے اس نے اندازہ لگا لیا ہے۔ اس نے مجھ سے کل ہی یہ بات بھی کہی تھی کہ شاید تمہارے لئے یہی بہتر ہو گا کہ تم کہیں اور جا کر قیام کرو۔ کیوں کہ تمہارے درمیان نا اتفاقی پیدا ہو گئی ہے"۔

رعوس اس مکان کو دیکھنے گیا۔ یہ شہر کی دیوار کے باہر ایک بہت ہی خوب صورت مکان تھا جس کے چاروں طرف باغ لگے ہوئے تھے۔ مکان اندر سے بہت بڑا تھا اور اس کے جتنے بھی کمرے تھے۔ سب پُر آسائش اور قیمتی چیزوں سے بھرے ہوئے تھے۔ بلقیس، رعوس کو اس کمرے میں لے گیا جو خاص اس کے لئے ماثرہ نے سجا رکھا تھا۔ کمرہ دیکھ کر رعوس کی آنکھیں پھیل گئیں اور اس کے منہ سے کلمۂ حیرت ادا ہوا

"یہ کیا ہے؟ ...... میرا کمرہ تو فرعون کے کمرے کی طرح سجا ہوا ہے"۔

پھر جب وہ مائرہ کے ساتھ اُس کمرے میں داخل ہوا جو مائرہ نے اپنے لئے پسند کیا تھا تو کمرے کی حالت دیکھ کر وہ مائرہ سے کہنے لگا

"تمہارا کمرہ تو کسی دیہاتی امیر کی لڑکی کے کمرے کی طرح ہے"

"میری بھی پسند ہے"۔ وہ مسکرائی

بالآخر رعوس، بلیس اور مائرہ کے ساتھ نئے مکان میں رہنے لگا۔ ایک روز اس کی ماں تائکو ایک پالکی میں بیٹھ کر اس کا مکان دیکھنے آئی۔ اسے جب معلوم ہوا کہ مکان کی سجاوٹ میں مائرہ کا ہاتھ ہے تو اسے اس میں بہت سے نقص نظر آئے اور وہ بولی

"رعوس بیٹے! تمہیں اس معاملے میں مجھ سے مشورہ لینا چاہیئے تھا .... خیر! مکان اچھا ہے۔ جہاں تک اس کی سجاوٹ وغیرہ میں کمی کا سوال ہے وہ اس وقت پوری ہو جائے گی جب تمہاری بیٹی مائرہ شادی کر کے کسی دوسرے شخص کے گھر چلی جائے گی"۔

"ماں! میں تمہارا مطلب نہیں سمجھا" رعوس بولا "مائرہ اس گھر سے جانا نہیں چاہتی اور وہ میری بیٹی نہیں ہے"۔

"اگر وہ تمہاری بیٹی نہیں تو تم اسے اپنی بیوی کیوں نہیں بنا لیتے؟" کہہ کر تائکو جواب کا انتظار کئے بغیر تیزی سے چلی گئی

"اس کا مطلب کیا تھا بلیس"۔ رعوس نے بلیس سے پوچھا جس نے ان کی باتیں سن لی تھیں

"میرے خیال میں اس کا مطلب ہے کہ کوئی سازش ہو رہی ہے۔ میں کہہ نہیں سکتا وہ کیا ہو گی لیکن اس کا تعلق ضرور مائرہ سے ہو گا۔ اگر تم اسے اپنے پاس ہی رکھنا چاہتے ہو تو اسے اپنی بیوی بنا لو۔ تمہاری ماں کا کہنا بھی ٹھیک ہے۔ اگر تم اسے اپنی بیٹی ظاہر کر کے اس کی بوڑھی مائی کے ساتھ تیار ہو گئے تو اس کے نام پر دھبہ آئے گا"۔

"کیا پاگل ہو گئے ہو بیکس" رعوس پریشانی سے بولا "کیا ہم تینوں ہمیشہ سے ایک ساتھ نہیں رہ رہے ہیں۔ کیا تمہارے خیال سے میرا اس سے شادی کر لینا اس حال میں بہتر ہوگا جبکہ میں عمر میں اس کے باپ کے برابر ہوں۔ اور یہ بھی کہ میں نے عورتوں کے ساتھ تعلقات قائم نہ کرنے کا عہد کیا ہے"۔

"کیا اس سے شادی کر کے تمہیں افسوس ہوگا؟" بیکس نے سنجیدہ لہجے میں پوچھا

"نہیں ایسی بات نہیں ہے۔ حقیقت میں دیکھا جائے تو اس سے مجھے سب سے زیادہ خوشی ہوگی لیکن میں اپنے بارے میں نہیں اس کے بارے میں سوچ رہا ہوں۔ اگر میں اس سے کہوں گا تو وہ ، اسے اپنا فرض سمجھتے ہوئے مجھ سے فوراً شادی کرنے کو تیار ہو جائیگی۔ اسی وجہ سے میں اس معاملہ میں اس سے بات نہیں کرتا"۔

"میرا خیال ہے وہ کسی اور سے شادی کرنا چاہتی تو بہت پہلے کر چکی ہوتی"۔ بیکس نے کہا

"ٹھیک ہے لیکن اس کا مطلب یہ تو نہیں کہ اگر ایک لڑکی کسی مرد سے شادی کرنے کو تیار نہیں ہوتی تو وہ کسی سے بھی شادی کرنے کو تیار نہ ہوگی۔ اس کے علاوہ وہ کاؤنٹ جس نے مارٹہ سے شادی کرنا... چاہی تھی، معمولی حیثیت کا تھا۔ ممفس میں اس سے اچھے آدمی موجود ہیں"

"رعوس! یہ کس قدر حیرت کی بات ہے کہ ایک شخص نو معاملوں میں صحیح ہوتا ہے۔ لیکن دسویں میں غلطی کر جاتا ہے۔ ایک شخص جو اپنے مکان میں ایک چھوٹی چھپکلی کو تو دیکھ لیتا ہے لیکن راہ میں آنے والے گھڑے یا پتھر کو نہیں دیکھ پاتا جس سے ٹھوکر کھا کر وہ منہ کے بل گرتا ہے۔ اس طرح کا معاملہ تمہارا بھی ہے.... رعوس! اب میں تم سے کہتا ہوں کہ تم میری بات کو غلط ثابت کر کے دکھاؤ"....

"وہ کس طرح؟"

"مارٹہ سے پوچھ کر کہ وہ تمہاری بیوی بن کر خوش رہے گی یا نہیں۔ اس سے جلدی ہی دریافت کرنا۔ کل فرعون ممفس[1] سے یہاں آپیس کو دفن کرنے آ رہا ہے جو مر چکا ہے۔ پھر فرعون یہاں

---

[1] موجودہ "مکر رکرناک"۔ اس شہر کی تاریخ کا صرف ۲۱۰۰ قبل مسیح (باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر)

سے سیزر کو روانہ ہو جائے گا۔"

"لیکن اس سے میرا اور سائرہ کا کیا تعلق ہے؟" رعوس کی آواز میں غصّہ کی لہر موجود تھی

"اس سے بھی کہیں زیادہ جتنا تم سوچتے ہو" بیکس نے کہا "کیا تم میری بات کو غلط ثابت

(بقیہ حاشیہ) سے پتہ لگتا ہے جب گیارہویں خاندان کے فراعنہ بڑی شان سے حکومت کر رہے تھے۔ اور سلطنتِ متوسط کا ہکسوس کے زمانے تک دارالخلافہ رہا۔ بعدازاں ۱۵۵۰ تا ۱۰۹۵ قبل مسیح اسے پھر عروج ملا۔ اور اٹھارہویں اور انیسویں خاندانوں کے معروف فراعنہ کا پایۂ تخت رہا۔ اسی زمانے میں جب فرعون اخناتون نے سارے بتوں کی پرستش ترک کرا کے ایک واحد لاشریک کی عبادت کرنے پر لوگوں کو آمادہ کرنا چاہا تو اس کے ساتھ ہی اس نے تھیبز کو چھوڑ کر تل العمارنہ شہر آباد کیا۔ مگر فرعون اخناتون کی جوان مرگی کے بعد فرعون توتخامن نے دیوتا آمن کی پرستش دوبارہ زندہ کی اور تھیبز کو اپنا دارالخلافہ بنایا۔ یہ شہر اسی دیوتا کے لئے مخصوص تھا۔ اسی شہر میں فرعون رامسس ثانی نے آمن دیوتا کا ایک عالی شان مندر تعمیر کرایا اور اس کے در و دیوار پر اپنی فتوحات کے مرقع بنوائے تھے۔ اس معبد کے کھنڈرات آج بھی موجود ہیں اور رامسیم کے نام سے مشہور ہیں۔

۶۶۱ قبل مسیح میں آشور کے بادشاہ بنی پال نے تھیبز پر حملہ کر کے اس کی اینٹ سے اینٹ بجادی۔ کچھ عرصہ بعد یہ شہر پھر بسا مگر ۵۲۵ قبل مسیح کبوجیہ (کمبی سس) کے ہاتھوں پھر تباہ ہوا۔ غرضکہ ۷۵ قبل مسیح تک اس کا بالکل خاتمہ ہو گیا۔ اس شہر میں بڑے بڑے مندر تھے جن میں بتوں کی بھر مار تھی۔ انہی میں فرعون آمن ہوتپ سوم اور اس کی ملکہ "تیا" کے ستر ستر فٹ بلند بت تھے۔ مشہور تھا کہ صبح کے وقت ان دونوں بتوں کے منہ سے آوازیں نکلتی تھیں۔ بعد میں ایک رومی بادشاہ نے ۱۹۳ء میں جب یہ بت شکستہ ہو گئے تھے، ان کی مرمت کا حکم دیا۔ اس کے بعد سے ان کی آوازیں بند ہو گئیں۔ یہ بت آج بھی موجود ہیں اور کلوسی ممانی کے نام سے مشہور ہیں۔

شہر تھیبز بہت بڑا مذہبی مرکز بھی تھا جس کی وجہ سے اسے "پُراسرار شہر" "شہر اسمِ مخفی" اور "شہر مالک ابدی" کے ناموں سے پکارا جاتا تھا۔ بائبل میں اسے (باقی حاشیہ اگلے صفحے پر)

ثابت کرنے کو تیار ہو.... اگلے سال نہیں ....آج"....

"یہ کیسے ممکن ہے۔ مجھے اس وقت چند ایسے کاموں کے لئے شہر جانا ہے جو ملتوی نہیں کئے جا سکتے۔"

"شام کو تو کھانا کھانے ضرور ہی آؤ گے اور کھانے کے بعد تم نائرہ کے ساتھ پڑھنے کے لئے بیٹھتے ہو۔ مجھ سے وعدہ کرو کہ تم اُس وقت اس سے بات کرو گے"

"اچھی بات ہے میں وعدہ کرتا ہوں۔ لیکن میری سمجھ میں نہیں آرہا کہ تم میرے لئے شرمندگی اور نائرہ کے لئے تکلیف کا باعث کیوں بننا چاہتے ہو؟"

"یہ تمہیں شاید جلد ہی معلوم ہو جائے گا۔ بہر حال میرے لئے اتنا ہی کافی ہے کہ تم نے وعدہ کر لیا ہے اور میں نے تمہیں کبھی اپنے وعدے سے پھرتے نہیں دیکھا۔" کہہ کر بلیس، رعوس کی جانب دیکھے بغیر چلا گیا

رعوس نے پریشانی کے عالم میں اپنا سر دونوں ہاتھوں سے پکڑا اور نائرہ کے بارے

(بقیہ حاشیہ) نو آموں کے نام سے یاد کیا گیا ہے۔ چنانچہ بنی اسرائیل کے ایک پیغمبر حضرت ناحوم ؑ نے جب اشور کے دارالخلافہ نینوا کے زوال کی پیش گوئی کی تو فرمایا

"کیا تو نو آموں سے بہتر ہے جو نہروں کے درمیان آباد تھا اور پانی اس کے چاروں طرف تھا جس کی شہر پناہ دریائے نیل تھا اور جس کی فصیل پانی تھا۔ کوش (حبش) اور مصر اس کی بے انتہا توانائی تھے تو بھی وہ جلا وطن اور اسیر ہوا۔ اس کے بچے سب کوچوں میں پٹخ دیئے گئے اور ان کے شرفا پر قرعہ ڈالا گیا اور اس کے سب بزرگ زنجیروں سے جکڑے گئے۔" (کتاب "ناحوم" ب۔ آیت ۸-۹)

اس شہر کے اب بھی بکثرت آثار لکسر کے نزدیک، جو قاہرہ سے چار سو پچاس میل کے فاصلہ پر ہے، موجود ہیں۔

(ابن اسماعیل)

میں سوچنے لگا۔

شام کا کھانا کھانے کے بعد جب مائرہ رعوس کے کمرے میں داخل ہوئی تو رعوس نے اس کو بہت خوش دیکھا۔ وہ بلیس سے ہنس ہنس کر باتیں کر رہی تھی۔ رعوس نے اس سے اس کی اس خوشی کا سبب پوچھا تو اس نے جواب دیا

"بہت سی باتیں ہیں رعوس! لیکن خاص وجہ یہ ہے کہ میں آج کی رات محسوس کر رہی ہوں کہ جیسے میں پہلے غلام تھی اور اب میرے آقا نے مجھے آزاد کر دیا ہے"۔

"لیکن تم غلام کب تھی مائرہ؟"

"کل تک تمہاری ماں کے مکان میں۔ تمہیں اس کی خبر ہو یا نہ ہو لیکن میری نگرانی ہر وقت کی جاتی تھی۔ یہاں میں آزاد ہوں... آزاد... بلیس! اپنے ہنر سے میری قسمت کا حال بتاؤ۔ یہاں پانی موجود ہے جس میں تم دیکھ سکتے ہو اور باہر ستارے ہیں۔ دیکھو میری ہتھیلی پر سینکڑوں لکیریں ہیں۔ میرے گوشت پر تحریر شدہ پیدائشی نشانوں کو دیکھ کر میری قسمت کا حال بتاؤ۔ مجھے بتاؤ اس مکان میں کیا میں کافی عرصہ تک ہنسی خوشی زندگی گزاروں گی"۔

بلیس نے غور سے مائرہ کو دیکھا کچھ دیر تک سوچتے رہنے کے بعد اس نے کہا

"اچھی بات ہے مائرہ۔ اپنے سینہ پر لگا ہوا پھول مجھے دیدو"۔

مائرہ نے اسے پھول دیا جو اس کے جسم کی گرمی سے گرم ہو رہا تھا۔ بلیس نے اسے لے کر ایک بڑے رنگین شیشے کے برتن میں ڈال دیا جس میں پانی بھرا ہوا تھا۔ پھول کو پانی میں ڈالنے کے بعد وہ کچھ بڑبڑایا جسے رعوس اور مائرہ سمجھ نہ سکے۔ وہ کافی دیر تک پھول کو دیکھتا رہا۔

رعوس اور مائرہ کی نظریں پھول پر، جو پانی میں تیر رہا تھا، جم گئیں۔ کیونکہ اب ایسا نظر آرہا تھا جیسے پھول کو کسی نے مٹھی میں لے کر کچل دیا ہو.... اور پھر ساتھ ہی اس کی سفیدی بھی غائب ہونے لگی۔ پانی کا رنگ تیزی سے بدلنے لگا۔ پانی پہلے سیاہ ہو گیا اور پھر گہرا سرخ جیسے خون۔

رغوس نے اس پر سے نظر ہٹا کر بلیس کی طرف دیکھا تو کانپ کر رہ گیا۔

بلیس کا چہرہ اس شخص جیسا نہیں تھا جو ایک لڑکی کو خوش کرنے کے لئے شعبدہ بازی سے کام لیتا ہے۔ اس کے چہرے پر پریشانی کے اثرات تھے اور ماتھے پر پسینے کے قطرات چمک رہے تھے۔ وہ یک ٹک پھول کو دیکھ رہا تھا۔ پھر یکایک اس کے چہرے سے پریشانی ہٹنے لگی اور اب وہاں سے اطمینان جھلکنے لگا۔ اس کے منہ سے اس شخص کی طرح اطمینان کی ایک لمبی سانس خارج ہوئی جو خطرے کی زد سے نکل کر پُر سکون مقام پر پہنچ گیا ہو۔

رغوس نے پھر پانی کی طرف دیکھا مگر اب پانی اپنی اصلی حالت میں آ گیا تھا اور اس کی سطح پر سفید پھول پُر سکون انداز میں تیر رہا تھا۔

بلیس نے پھول نکال کر سارہ کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا

"سارہ! اس پھول کو دو تختیوں کے درمیان دبا کر سحری قوتوں سے بچنے کی تعویز کی طرح اسے اپنے پاس رکھو۔"

"اوہ میرا پھول! کس قدر خوب صورت اور خوشبودار ہے... رغوس! یہ کام تمہیں کرنا ہوگا اسے جوہری کے یہاں لے جانا تاکہ وہ اسے ایک خوب صورت تعویز میں، جس میں سونے کی زنجیر لگی ہو، رکھ کر میرے قابل بنا دے... لیکن میں تو بھول ہی گئی بلیس! یہ بتاؤ میرے پھول سے تم نے کون سی بات معلوم کی ہے مجھ سے سچ بات کہنا۔ میں تمہیں اس سچ کی قسم دیتی ہوں۔ جس کی ہم عبادت کرتے ہیں"۔

"جب مجھے قسم دے دی گئی ہے تو میرے لئے سچ بولنے کے علاوہ کوئی چارہ نہیں ہے" بلیس نے آہستہ سے کہا "تمہارے اس پھول کے ذریعے مجھے معلوم ہوا ہے کہ تمہاری خواہش پوری ہوگی اور اس مکان میں رہتے ہوئے تم ایک لمبا عرصہ خوش رہ کر گزارو گی"۔

"یہ تو بہت اچھی خبر ہے"۔ سارہ کا چہرہ کھل اٹھا

"لیکن سارہ میں نے ابھی پوری بات نہیں بتائی ہے۔ تم نے مجھ سے سچ بولنے کو کہا

ہے اس لئے میں سچ بول رہا ہوں کہ آج کی خوشیوں اور آنے والی خوشیوں کے درمیان جو وقفہ ہے اس میں تکلیفیں اور مصیبتیں ہیں۔ مارُہ! ان سے مقابلہ کرنے کے لئے تیار ہو جاؤ۔ اور وہ بھی جو تم سے محبت کرتے ہیں۔ کیونکہ مجھے برتن کے اندر سفید پھول سفید سے سیاہ اور پانی خون کے رنگ میں تبدیل ہوتا ہوا نظر آیا تھا۔ لیکن کتنی ہی مصیبت کیوں نہ آئے اس بات کو فراموش نہ کرنا کہ پھول پھر سیاہ سے سفید اور خون پھر پانی میں تبدیل ہو گیا تھا۔"

"کبھی فراموش نہیں کروں گی بلیس" مارُہ نے سنجیدہ ہو کر کہا۔ وہ سمجھ گئی تھی کہ یہ مذاق نہیں ہے بلکہ ایسی باتیں ہیں جو بلیس نے اپنے علم کے ذریعے سے معلوم کی ہیں۔

بلیس اٹھ کر چلا گیا۔ اس کے چلے جانے کے بعد رعوس نے مارُہ سے جو عجیب نگاہوں سے اسے دیکھ رہی تھی، کہا

"آج بہت گرمی ہے۔ چلو ہم باغ میں بیٹھ کر نیل سے چاند کو ابھرتے دیکھیں"...

ایک چمک سی مارہ کی سیاہ آنکھوں میں لہرائی

"چلو" اس نے جلدی سے کہا

کمرے سے نکل کر وہ مکان کے اس حصّہ کی طرف بڑھے جو نیل کی سمت واقع تھا۔ اس جگہ سنگ مرمر کی بنچیں رکھی ہوئی تھیں اور مکان کے ایک گوشے کی طرف دیوار سے لگی ایک چھوٹی چھت باہر کو نکلی ہوئی تھی۔ وہاں پہنچ کر وہ اس کے سائے میں بیٹھ گئے۔

"رعوس! بلیس کا کیا مطلب تھا؟" مارہ نے بیٹھتے ہوئے پوچھا "کیا تمہیں اس کی پیشین گوئیوں پر اعتبار ہے؟"

"میں یقین سے نہیں کہہ سکتا۔ کبھی یقین آتا ہے اور کبھی نہیں۔ لیکن اس میں شک نہیں ہے کہ وہ عالم ہے۔ اگر اس کی کہی ہوئی بات سچ ثابت ہوئی تو کوئی حیرت کی بات نہیں ہے۔ بہرحال آج کی بتائی ہوئی بات ہمارے لئے دل خوش کن ہے۔ اس لئے ہمیں اسے قبول کر لینا چاہیئے"۔

"رعوس! اس مکان میں رہتے ہوئے میں خوش ہوں۔ تمہاری ماں کے مکان میں، میں بالکل خوش نہ تھی۔ اس جگہ میری حالت پنجرے میں بند پرندے کی سی تھی"۔

"آخر میری ماں تمہاری نگرانی کیوں کراتی تھی؟"

"میں نہیں جانتی۔ شاید اس لئے کہ وہ مجھ سے جلتی تھی۔ شاید اس لئے کہ وہ تمہاری اور اپنی قسمت چمکانا چاہتی تھی۔ کیونکہ ادھر کچھ دنوں سے وہ مجھے تمہاری بیٹی کہتی تھی اور یہی اس نے فرعون پر بھی ظاہر کیا تھا۔ میں تم سے سچ کہتی ہوں اگر ماٹی کپ درمیان میں نہ آئی ہوتی تو تمہاری ماں نے مجھے یہاں نہ آنے دیا ہوتا"۔ کچھ دیر ٹھہر کر "میں آج بہت خوش ہوں... میں ہمیشہ تمہارے نزدیک رہنا چاہتی ہوں"...

"تم کو یہ بات معلوم ہے کہ تم میری بیٹی نہیں ہو اور نہ ہی تمہارا مجھ سے کوئی اور رشتہ ہے"۔

"ہاں مجھے معلوم ہے"۔

"کیا تمہیں یہ بھی معلوم ہے کہ ایک شخص کا اس لڑکی کے ساتھ جو اس کی بیٹی نہیں ہے، رہنا بہت مشکل ہے؟"

مارہ نے ترچھی نظر سے اسے دیکھا اور آہستہ سے بولی

"مشکل کیوں ہے؟ تمہارا مطلب کیا ہے رعوس؟"

رعوس نے اس کے چہرے کی طرف دیکھا جو چاندکی مدھم روشنی میں ایک عجیب جوش سے دمک رہا تھا۔ اس کی سانسوں میں بے ترتیبی آگئی تھی اور ہونٹ لرز رہے تھے۔ اسے دیکھ کر اب رعوس کے دل میں اسے لڑکی یا دوست بنانے کی خواہش نہ رہی۔ وہ اسے مجسم اپنا بنانا چاہتا تھا۔

"میرا مطلب ہے.... میں... میں تم سے محبت کرتا ہوں مارہ"۔ رعوس کو اپنی آواز دور سے آتی محسوس ہوئی۔

"تم شروع سے ہی مجھ سے محبت کرتے آ رہے ہو"۔ مائرہ نے بظاہر لاپرواہی سے کہا

"لیکن.... لیکن مائرہ میری محبت بدل گئی ہے... کیا تم اب بھی نہیں سمجھیں"؟ رعوس

کی دھڑکن تیز ہو گئی تھی"۔ میرا خیال ہے مائرہ ایسا بہت پہلے سے ہے۔ مجھے اس پر شرمندگی

سی محسوس ہو رہی ہے کہ میں تم سے اس طرح کی باتیں کر رہا ہوں ایسی حالت میں جبکہ تم اس وقت

بھی چھوٹی سی تھی جب میں جوان ہو چکا تھا۔ میں نے ابھی تک تم سے یہ بات اس لئے نہیں کہی تھی

کہ تم میری اس بات کو حکم سمجھتے ہوئے خود کو میرے حوالے کر دو گی.... اور اس پر بالکل توجہ نہ دو گی

کہ میرے بالوں کی رنگت تک بدلنا شروع ہو گئی ہے"۔ رعوس اپنے دل کی دھڑکن سن رہا تھا۔

مائرہ مسکرائی۔ اس کے ہونٹ آپس میں ملے۔ پھر کھلے اور ان سے سریلی آواز نکلی

"رعوس! تم عقلمند ضرور ہو۔ لیکن کچھ سالوں میں تم بے وقوف ہو"۔

"مائرہ! اس وقت میری عمر اڑتیس سال کی ہو رہی ہے۔ کیا تم مجھے اپنے..... شوہر

کی حیثیت سے قبول کرو گی"؟

مائرہ کے رخسار اور زیادہ سرخ ہو گئے۔ اس کی آنکھوں میں نمی تیرنے لگی۔ اس نے جواب

دینے کی کوشش کی مگر ناکام رہی۔ آخر اس نے اظہار کا دوسرا راستہ اختیار کیا۔ رعوس کی طرف

جھکتے ہوئے اس نے اپنے پیاسے لب اوپر اٹھائے۔

رعوس نے اپنے لرزتے ہونٹ ان پر رکھ دیئے۔ پھر مائرہ کا سر اس کے سینے سے لگ

گیا تھا۔

"اوہ رعوس!" مائرہ کے منہ سے سسکی نکلی"اتنی مدت تک تم کس طرح اندھے رہے تھے"!

رعوس نے جواب میں لب آہستہ سے بھینچ لیا۔

اس رات رعوس کو معلوم ہوا کہ مائرہ اس وقت سے' جب سے وہ جوان ہوئی تھی' اس

کی وہ سب کچھ بننے کی خواہشمند تھی جو ایک عورت کسی مرد کے لئے ہوتی ہے۔ لیکن مائرہ نے

اس بات کو اس سے اس طرح پوشیدہ رکھا تھا کہ رعوس اس کا اندازہ تک نہیں لگا پایا تھا۔

ان دونوں کے درمیان جو پردہ تھا وہ اب ہٹ چکا تھا۔ اب وہ ایک دوسرے کے دلوں سے اور دلوں کے راز و نیاز سے بخوبی واقف ہو گئے۔ باغ سے نکل کر جُدا ہونے سے پہلے ان دونوں نے یہ طے کیا کہ اب فوراً شادی کر لینی چاہیئے اور ممکن ہو تو کل ہی ..... لیکن ایسا ہونا مشکل ہی نظر آرہا تھا کیونکہ رعوس جیسے شخص کی شادی میں جس پر عوام کی نظریں تھیں اور جس کے جسم میں شاہی خون دوڑ رہا تھا، کچھ نہ کچھ رسومات کا ہونا ضروری تھا اور اس کے علاوہ جس سے اس کی شادی ہونے والی تھی اسے عام طور پر اس کی بیٹی کی حیثیت سے جانا جاتا تھا۔ اس لئے اس کو اور جلیس اور مائی ٹپ کو شہر کے افسروں کے سامنے اس بات کا ثبوت پیش کرنا تھا کہ وہ رعوس کی بیٹی نہیں ہے۔

پھر اس معاملے میں تین دن لگ گئے کیونکہ اس معاملے میں ایک خاص افسر کی گواہی، جو باہر گیا ہوا تھا، ضروری تھی کہ مائرہ، رعوس کی بیٹی نہیں ہے۔

تمام انتظامات مکمل ہوئے۔ فارم پُر کئے گئے اور دیوی تھوتھ[1] کے مندر کے کاہن وکیل نے ان کی شادی کا معاہدہ تیار کیا جس میں رعوس نے اپنی نصف جائداد مائرہ کے نام کر دی۔ چونکہ مائرہ کے والدین یا کوئی ایسا رشتہ دار موجود نہیں تھا جس کے یہاں رعوس رسم و رواج کے مطابق جا کر اسے اپنی دلہن کی حیثیت سے لے آتا۔ اس لئے اسے ہاتھر کے مندر میں مائی ٹپ اور دوسری ملازماؤں کے ساتھ پہونچا دیا گیا تھا۔ طے یہ ہوا کہ دوسرے دن سورج طلوع ہوتے مندر پہنچ کر ہاتھر کے پروہتوں[2] کے سامنے رعوس مائرہ کو بیوی بنا کر لے آئے گا۔

---

[1] مہر و الفت کی دیوی۔ جس کی خاص موقعوں پر عبادت کی جاتی تھی

[2] دیوتاؤں کے مندروں کے بڑے پجاریوں کو "پروہت" یا "کاہن" کہا جاتا تھا۔ یہ فرقہ نہایت متموّل تھا اور یہ سب سے زیادہ اقتدار بھی رکھتے تھے اس لئے کہ وہ بڑے بڑے دیوتاؤں کے خود مختار لوگ تھے۔ ان پروہتوں سے فرعون تک ڈرتا تھا۔ آپ آج کے مولویوں اور مفتیوں سے ان پروہتوں کا موازنہ کر سکتے ہیں۔ جس طرح (باقی حاشیہ اگلے صفحے پر)

رعموس نے سوچا کہ اپنی ماں قائلو کو بھی شادی میں شرکت کرنے کے لئے کہے۔ اس کا ارادہ پہلے ہی اس بارے میں اس سے گفتگو کرنے کا تھا۔ لیکن جب مائرہ کو معلوم ہوا تو اس نے اس درخواست کی کہ وہ ایسا نہ کرے۔ اسی لئے رعموس نے اپنی ماں کو ابھی تک اپنی شادی کی اطلاع نہیں دی تھی۔ مائرہ کا خیال کرکے ہی اس نے یہ مناسب سمجھا تھا۔ لیکن جب مائرہ مندر کی پجارنوں کے ساتھ چلی گئی تھی۔ تو رعموس یہ سوچتا ہوا کہ اگر شادی میں وہ موجود نہیں رہے گی تو یہ ایک عجیب بات ہوگی، قائلو کے مکان پر پہنچ گیا۔

وہ اندر داخل ہوا تو وہاں ملازموں کے سوا کوئی نہ تھا۔ دریافت کرنے پر پتہ چلا کہ قائلو کہیں چلی گئی ہے۔ لیکن کہاں؟ یہ اسے معلوم نہ ہو سکا۔ مگر جب اس کی ڈبھیڑ اس بوڑھی ملازمہ سے ہوئی جو قائلو کے پاس کئی برسوں سے کام کرتی تھی تو رعموس نے اس سے پوچھا

"تمہاری مالکن کہاں ہے؟"

"مجھے معلوم نہیں جناب" ملازمہ نے آنکھیں چراتے ہوئے کہا" لیکن چند دن ہوئے خاتون قائلو اپنے دیگر ملازموں کے ساتھ نیل سے کشتی کے ذریعے کہیں چلی گئی ہیں"۔

"کب؟ کہاں؟ کس لئے؟"

"مجھے معلوم نہیں"....

"سچ بتاؤ" رعموس نے غصہ سے کہا تھا۔ نوکرانی کے انداز نے اسے مشکوک بنا دیا تھا "مجھے بتاؤ میری ماں کہاں گئی ہے۔ ورنہ تمہارے لئے بہت برا ہوگا"۔

"غصہ میں آنے کی ضرورت نہیں جناب! میں تو نوکرانی ہوں اور اپنی مالکن کے کہنے پر

(بقیہ حاشیہ) مولوی اور مفتی لوگ مسلمانوں کی بے مغز عبادات اور غلط عقائد مثلاً "قبر پرستی، رسول پرستی، اولیاء پرستی، موئے پرستی وغیرہ کے ذمہ دار ہیں۔ اسی طرح یہ پروہت بھی مصریوں کی بت پرستی کے مکلف تھے۔

(ابن اسماعیل)

نہ چلوں گی تو میری حالت اور بھی بُری ہوگی"۔

"میں کہتا ہوں مجھے سچ سچ بتاؤ۔ ورنہ میں تمہیں ان لوگوں کے حوالے کر دوں گا جو صحیح بات معلوم کرنا جانتے ہیں"۔

"سرکار" اس بار ملازمہ کے لہجہ میں خوف کی جھلک نمایاں تھی۔ "میں آپ کو سچ بات بتاتی ہوں جو بہت ہی معمولی ہے۔ دو دن پہلے خاتون قاتکو اپنے ملازموں کے ساتھ فرعون سے ملاقات کرنے گئی ہیں۔ جنہوں نے انہیں طلب کیا تھا اور ساتھ ہی کشتیاں بھی بھیجی تھیں وہ فرعون سے ملاقات کیوں کرنے گئی ہیں میں نہیں بتا سکتی خواہ آپ میری جان ہی کیوں نہ لے لیں"۔

اس کا اندازہ لگا کہ اب اس عورت سے کچھ بھی معلوم نہ ہو سکے گا۔ رعوس نے دوسری نوکرانیوں کو تلاش کیا لیکن پھر یہ معلوم ہوا کہ ان کو اتنی بات بھی معلوم نہیں ہے جتنی اس بوڑھی ملازمہ کو معلوم تھی۔

آخر حیران و پریشان سا واپس ہو کر رعوس گھر پہنچا جہاں اس کی ملاقات بلیس سے ہوئی۔ اس نے بلیس کو تمام باتوں سے آگاہ کرتے ہوئے پوچھا کہ وہ اس سلسلے میں کوئی اندازہ لگا سکتا ہے۔ جواباً بلیس کہنے لگا

"یہ تو صاف ظاہر ہے کہ تمہاری ماں فرعون سے کسی نجی معاملے پر گفتگو کرنے گئی ہے۔ وہ معاملہ کیا ہے وہ تو دیوتا ہی بہتر جانتے ہوں گے"۔

"تم تو اندازہ لگا سکتے ہو بلیس"

"ہاں میرا اندازہ ہے کہ اس کا تعلق مارزہ سے ہوگا۔ رعوس یہ نہ بھولو کہ تمہاری ماں اور فرعون کو مارزہ کے بارے میں تمہاری بیٹی کی حیثیت سے گفتگو کرنے میں خوشی حاصل ہوتی ہے"۔

"اس سے کیا ہوتا ہے"؟

"یہی کہ وہ ایک لڑکی ہے جو کسی کی شادی میں دی جا سکتی ہے"۔

"نہیں بیلیس! اگر وہ میری بیٹی ہے تو مجھے ہی اس کا حق حاصل ہے کہ اس کی شادی کسی کے ساتھ کر دوں"

"لیکن فرعون تمام رعایا کا باپ ہے اور وہ کسی کو بھی کسی کی شادی میں دے سکتا ہے مگر اسے چھوڑ کر بس کی شادی ہو چکی ہو...... اور کل مائرہ کی شادی ہو جائے گی۔ کاش یہ شادی آج سے ایک قبل ہوئی ہوتی تاکہ اس وقت اس کی گود میں ایک بچہ بھی ہوتا۔ رعوس! تم نے اس معاملے میں بہت آہستگی سے کام لیا ہے...... اور جو وقت گزر جاتا ہے وہ واپس نہیں آتا۔ خیر ڈرنے کی کوئی بات نہیں۔ کل سب ٹھیک ہو جائے گا۔"

اس رات رعوس ٹھیک طرح سے سو نہیں سکا۔ اسے اپنی روح پر خوف کا ایک بڑا سایہ پڑتا محسوس ہو رہا تھا۔ تمام رات وہ بُرے خواب دیکھتا رہا۔ جو ایک ہی طرح کے تھے۔ آنکھیں بند ہونے پر وہ خود کو تنہا ایک ویران وادی میں بھٹکتا مائرہ کو پکارتا پاتا تھا اور اسے اپنی آواز پہاڑوں کی چوٹیوں سے ٹکرا کر واپس آتی سنائی دیتی تھی۔

صبح ہونے سے پیشتر بیدار ہو کر اس نے شادی کا لباس پہنا اور اپنے دو ملازموں اور بیلیس کے ساتھ اپنے رتھ پر سوار ہو کر ہاتھر کے مندر کی سمت روانہ ہوا۔ اس جگہ موجود پروہت جو اس کے انتظار میں کھڑے تھے، اسے مندر کے اندر لے گئے۔ جہاں تھوڑی دیر تک کھڑے رہنے کے بعد اسے چند عورتیں اور کچھ موسیقار آتے دکھائی دیئے۔ ان کے درمیان اپنے چہرے پر نقاب ڈالے اور ہاتھوں میں پھول لئے مائرہ موجود تھی جسے دیکھتے ہی رعوس کے دل کی دھڑکن تیز ہو گئی۔

مائرہ آ کر اس کے پہلو میں کھڑی ہو گئی۔ بڑے پروہت نے ان سے کچھ سوال پوچھے۔ اس کے بعد رعوس نے پروہت کے کہنے پر مائرہ کا ہاتھ پکڑتے ہوئے اس کی انگلی میں سونے کی ایک انگوٹھی پہنائی۔ اس کے بعد پروہت نے ہاتھر اور دوسرے دیوی دیوتاؤں کے نام پر رعوس اور مائرہ کو دعا دی جبکہ ایک دوسرا پروہت مندر کے اوپر آسمان سے چیخ کر یہ کہنے

چلا گیا کہ رعوس اور مائرہ کی شادی ہو چکی ہے۔

ان تمام کارروائیوں کے بعد مائی ٹپ، مائرہ کو لے کر ایک دوسرے کمرے میں چلی گئی جبکہ رعوس پروہتوں اور دیگر لوگوں کا شکریہ ادا کرنے کے لئے اپنی جگہ پر کھڑا رہا۔ پھر جب اس سے کبھی فرصت ملی تو وہ دونوں یعنی رعوس اور بیلیس پروہتوں کی تعظیم کرتے ہوئے مائرہ سے ملنے کے لئے واپس ہوئے۔

مائرہ، مائی ٹپ کے ساتھ مندر کے پھاٹک پر کھڑی ان کی منتظر تھی۔ اس نے مسکرا کر ان کا استقبال کیا۔ لیکن اس کے چہرے پر عجیب سے اثرات پھیلے ہوئے تھے۔ جنہیں محسوس کر کے رعوس نے قریب آکر پوچھا

"کیا بات ہے"؟

"کچھ نہیں میرے سرتاج! شاید ہماری جدائی کا وقت آگیا ہے۔ باہری پھاٹک پر فرعون کے محافظ کھڑے ہیں اور مائی ٹپ نے یہ معلوم کر لیا ہے کہ وہ تمہاری تلاش میں ہیں"۔

"اس میں گھبرانے کی کیا بات ہے" کہہ کر رعوس، مائرہ کو ساتھ لے کر رتھ پر سوار ہوا اور پھاٹک کی طرف بڑھا جو ان کے لئے کھلا تھا۔

بیلیس رتھ کے پہلو میں چل رہا تھا۔ پھاٹک کے باہر ایک طرف فرعون کے محافظ کھڑے تھے۔ ان میں سے ایک نے آگے بڑھ کر رعوس کی تعظیم کی اور کہا

"کاؤنٹ رعوس! میں تمہارے گھر گیا تھا جہاں مجھے معلوم ہوا کہ تم صبح ہی اپنی بیٹی کے ساتھ ہاتھر کے مندر میں عبادت کرنے کے لئے گئے ہو"۔ محافظ نے مسکرا کر مائرہ کی طرف دیکھا رعوس نے کچھ کہنا چاہا کہ اس محافظ نے اسے خاموش رہنے کا اشارہ کرتے ہوئے کہا

"معاف کرنا کاؤنٹ رعوس! میرا کام اس قدر ضروری ہے کہ اس میں تاخیر نہیں کی جا سکتی۔ فرعون ممفس واپس آگیا ہے چونکہ میرٹس اسے کئی ضروری کام سنبھالنے ہیں اس لئے اس کے پاس وقت کی کمی ہے اس وقت وہ آبیس کو دفن کرنے کے لئے چلا گیا ہے۔ جہاں

سے آج ہی رات وہ تھیبز کے لئے روانہ ہو جائے گا۔ لیکن روانہ ہونے سے پہلے وہ بلیس اور تم سے چند ضروری معاملات پر مشورہ کرنا چاہتا ہے۔ میں تم دونوں کے لئے اپنے ساتھ گھوڑے لے آیا ہوں۔"

"لیکن میں اس وقت نہیں جا سکتا قاصدِ فرعون" رعوس نے تیز لہجہ میں کہا

جواب میں محافظ نے ایک انگوٹھی نکال کر رعوس کو دکھاتے ہوئے کہا

"کاؤنٹ رعوس! تم اس پر مصری تحریر پڑھ سکتے ہو۔ اس انگوٹھی پر کس کا نام اور خطاب تحریر ہے؟"

رعوس نے دیکھا وہ فرعون کی انگوٹھی ہے۔ اس نے کہا

"فرعون کی انگوٹھی ہے"۔

"ٹھیک یہی نا۔ کیا یہ بھی بتا سکتے ہو کہ یہ میرے پاس کس طرح آئی جبکہ میں ایک معمولی محافظ ہوں؟ .... میں بتاتا ہوں۔ یہ مجھے اس لئے دی گئی ہے تاکہ معلوم ہو سکے کہ میں فرعون کی زبان ہوں۔ تم کو اور بلیس کو اسی وقت میرے ساتھ چلنا ہوگا"۔

رعوس نے بلیس کی طرف دیکھا جس کی آنکھیں سکڑ گئی تھیں۔

"جلدی کرو کاؤنٹ"! محافظ نے کہا "مجھے فرعون کی طرف سے حکم ملا ہے کہ بلیس کے ساتھ تمہیں زندہ یا مردہ حالت میں کسی بھی طرح حاضر کروں"۔

مائرہ جو ابھی تک خاموش بیٹھی تھی، رعوس سے بولی

"جاؤ رعوس۔ کہیں تم پر کوئی مصیبت نہ آجائے۔ میں تمہارا انتظار کروں گی"۔

رعوس سوچنے لگا کہ فرعون نے ایسا سخت حکم کیوں دیا ہے۔ کہیں وہ اسے قتل تو نہیں کرانا چاہتا۔ ایک سرد سی لہر رعوس کے جسم میں دوڑ گئی۔ اس کے برعکس بلیس پرسکون نظر آرہا تھا۔ اس نے محافظ سے کہا

"کوئی قسمت سے مقابلہ نہیں کر سکتا اور فرعون کا حکم بھی قسمت کی آواز ہے ہم

اکثر مصیبتوں کے راستوں سے گزر کر اپنے انجام کو پہنچ جاتے ہیں" پھر مائرہ کی طرف مڑتے ہوئے" مائرہ! تمہیں گھبرانے کی ضرورت نہیں۔ تمہیں یاد ہو گا چند روز قبل شیشے کے برتن میں پھول ڈالا میں نے اپنی روح سے کیا بات معلوم کی تھی۔ شاید اب اس کے پورا ہونے کا وقت آگیا ہے۔ دیکھو! تعویز میں پھول سفید نظر آرہا ہے حالانکہ ایک وقت وہ بالکل سیاہ ہو گیا تھا۔ اب یہ ہمیشہ تمہارے جسم اور تمہاری روح کی طرح سفید رہے گا۔ کیا تم سمجھ گئی"؟

مائرہ نے اپنے تعویز کی طرف، جو اس کے گلے میں لٹک رہا تھا، دیکھا۔ پھر بلیس کی طرف دیکھ کر کہا

"ہاں بلیس! میں سمجھ گئی"۔

رعوس نے مائرہ کا بوسہ لیا اور آہستہ سے اس سے کہا

"ہماری ملاقات پھر ہو گی کیونکہ دیوتا ہم پر مہربان ہیں اور .... بلیس جھوٹ نہیں بول سکتا... الوداع"...

اس کے بعد مائی ٹپ سے یہ کہہ کر کہ وہ دن رات مائرہ کی نگرانی کرے گی، رتھ سے نیچے اتر آیا۔

نفرت کی دیوی

محافظوں کے درمیان گھوڑوں پر سوار ہو کر ممفس کے باغ سے نکل وہ صحرا میں اُس طرف بڑھے جہاں ہزاروں سال سے مصر کی عظیم ہستیاں دفن ہوتی چلی آ رہی تھیں۔ ان کے مقبروں کے درمیان ہی سڑک پر چلتے ہوئے آخر وہ اس مندر کے قریب پہنچے۔ جہاں آپیس دفن کیا جانے والا تھا اور جہاں فرعون کا جھنڈا لہرا رہا تھا۔ جس کی حفاظت کے لیے اس کے گرد محافظ کھڑے تھے۔

رعوس اور بلیس کو مندر کے اندر لے جایا گیا جہاں مندر کے پروہت عبادت کے کچھ رسوم ادا کر رہے تھے۔ یہ رسومات کافی لمبی تھیں اور ان میں بہت وقت صرف ہوا۔ جب تمام رسومات ختم ہوئیں تو رعوس نے سوچا کہ اب فرعون سے بات کرنے کے بعد وہ واپس روانہ ہو جائیں گے۔ لیکن ایسا نہیں ہوا کیونکہ جلدی ہی ایک جلوس کی شکل تیار کی گئی۔ جس میں رعوس کو خداؤں کا پیارا ہونے کی حیثیت سے خاص جگہ دے دی گئی کیونکہ آپیس اسی کے ہاں پیدا ہوا تھا۔

بلیس اس کے ساتھ ہی ساتھ جلوس میں چلتا رہا جس کے آگے فرعون، اس کے اعلیٰ امیر اور مندر کے پروہت چل رہے تھے۔

کچھ فاصلہ طے کرنے کے بعد وہ ایک غار میں داخل ہوئے۔ جس میں سخت گرمی تھی اور وہاں کے اندھیرے کو دُور کرنے کے لیے مشعلیں کام میں لائی جارہی تھیں۔ یہ غار پتھر کو کاٹ کر بنایا گیا تھا۔

غار کے کئی کمروں کے پاس سے گزرنے کے بعد آخر وہ اس کمرے میں داخل ہو گئے جس کا در کھلا تھا۔ اس جگہ آپیس کی ممی¹ ایک چبوترے پر رکھی ہوئی تھی۔ اس جگہ دوبارہ..... رسومات کا سلسلہ شروع ہوا۔ پھر یہ رسومات بھی ختم ہو گئیں۔ اس کے بعد فرعون کو ایک خصوصی کمرے کی طرف لے جایا گیا۔

یعوس کو پورا یقین تھا کہ اب فرعون اس سے ضرور بات کرے گا مگر جب اس نے محافظوں سے کہا کہ اسے فرعون کے روبرو حاضر کیا جائے تو جواب ملا کہ یہ ناممکن ہے کیونکہ فرعون آرام کر رہا ہے۔ اس کے کچھ دیر بعد بتایا گیا کہ فرعون کھانا کھا رہا ہے۔ آخر میں جواب دیا گیا کہ فرعون

---

¹ مصریوں کا عقیدہ تھا کہ جب کوئی جاندار مر جاتا ہے تو اس کے جسم میں سے ایک چیز "کا" یعنی روح خارج ہو جاتی ہے۔ وہ خیال کرتے تھے کہ "یہ کا" جو زندہ شے ہوتی ہے، بدن کے مشابہ ہے ظاہری لحاظ سے جسم کی طرح اور باطنی لحاظ سے خیال کی طرح، اور یہ کہ اسے چھونا ممکن نہیں۔ ان کا اعتقاد تھا کہ مرتے وقت یہ کا جاندار کے منہ سے نکلتی ہے اور ایک بار پھر بدن کی محتاج ہوتی ہے۔ چنانچہ ان کے عقیدے کے مطابق اگر بدن محفوظ نہ رکھا جاتا تو یہ کا آوارہ اور پریشانی پھرتی رہتی۔ اس لئے ان کے نزدیک مُردے کی سب سے بڑی اور کا کے ساتھ بڑی نیکی یہ تھی کہ جسم کو سڑنے سے محفوظ رکھا جاتا۔ تاکہ "کا" دوبارہ اپنے بدن کی محتاج ہو تو اسے صحیح وسلامت پائے۔ چنانچہ مصریوں نے لاش کو محفوظ کرنے کا ایک نرالہ طریقہ ایجاد کیا تھا جسے "حنوط کرنا" کہا جاتا تھا۔ اسی حنوط کی گئی لاش کو "ممی" کہا جاتا ہے۔ موجودہ ہندوؤں کا عقیدہ تناسخ یعنی مرکر آدمی کا دوبارہ دنیا میں آنا مصریوں کے اسی قدیم عقیدے کی جدید شکل ہے۔ (ابن اسماعیل)

تکان اور زیادہ شراب پینے کی وجہ سے سو رہا ہے۔

رعوس اور ہلیس کو ایک خیمہ میں لے جایا گیا جہاں ان کے لئے کھانا موجود تھا۔ لیکن انہوں نے مشکل سے ہی کچھ کھایا۔ رات آگئی تو انھیں باہر صحرا میں ایک خیمہ سونے کے لئے دے دیا گیا مجبور ہو کر وہ اس جگہ پڑے رہے کیونکہ چاروں طرف وہ پہریداروں کے قدموں کی آوازیں اچھی طرح سن رہے تھے۔ فرار کی کوئی راہ نہ تھی۔

رعوس کے دل میں بے شمار شبہات پیدا ہو رہے تھے اور وہ دل ہی دل میں آبیس کو بھی گالیاں دے رہا تھا۔

صبح ہوئی لیکن انھیں خیمہ چھوڑنے کی اجازت نہ ملی۔ آخر ایک پیغامبر نے آکر انھیں بتایا کہ فرعون صبح ہونے سے پہلے ہی سورج کی گرمی اور دھول وغیرہ سے بچنے کے لئے روانہ ہو گیا ہے اور اس نے ان دونوں کو اپنے پیچھے آنے کا حکم دیا ہے۔

اس وقت ان دونوں نے یقین کر لیا کہ وہ کسی نامعلوم وجہ سے قیدی ہیں۔ مجبوراً وہ محافظوں کے ساتھ فرعون کے پیچھے روانہ ہو گئے۔ آخر ایک لمبا سفر طے کرنے کے بعد وہ فرعون کے پاس پہونچنے میں اس وقت کامیاب ہوئے جب وہ سیئر پہنچ گئے۔ اس جگہ محل کے ایک ایسے کمرے میں انھیں پہونچا دیا گیا جس سے ہلیس اور رعوس دونوں واقف تھے۔

رعوس کے سرد پسینے چھوٹ گئے

یہ وہی کمرہ تھا جس میں کئی سال قبل ملکہ اطیرا کو اس نے ایک سوفہ پر مُردہ حالت میں دیکھا تھا۔ خوف زدہ نظروں سے رعوس نے اس کھڑکی کی طرف دیکھا جس سے اس نے نائی تر کو باہر پھینک دیا تھا۔

رعوس کا سر چکرا یا اور بے اختیار اس کے ذہن میں خیال آیا کہ اس جگہ وہ اس لئے لایا گیا ہے تاکہ وہ بھی یہاں اسی طرح آخری سانس لے جس طرح اس کی جوان محبوبہ نے لی تھی۔ اس کے چہرے کا رنگ تیزی کے ساتھ بدلنے لگا۔

بلیس نے اس کی یہ حالت دیکھی تو آہستہ سے اس نے کہا

"ہوش میں آؤ کاؤنٹ رعوس! یہ کمرہ وہی ہے جس کی تباہی سے نکل کر تم ایک بار آزاد ہوئے تھے اور اب بھی ایسا ہی ہوگا۔ چلو فرعون ہمارا انتظار کر رہا ہے"۔

بلیس کی آواز نے اسے سہارا دیا۔ اس کا ذہن غبار سے صاف ہوگیا

پھر وہ دونوں فرعون کے کمرے میں پہنچا دیئے گئے

کمرے کی اس کھڑکی کے پاس، جو باغ کی طرف کھلتی تھی، فرعون امالسس ایک کرسی پر براجمان تھا۔ اس کے سامنے ایک میز تھی جس پر کچھ تحریریں، شراب کا برتن، پیالے اور ایک تلوار رکھی تھی۔ وہ تنہا نظر آرہا تھا لیکن کمرے کی فضا بڑی کشیدہ محسوس ہو رہی تھی۔

"آؤ کاؤنٹ! آؤ ساحر!" فرعون نے خوشگوار انداز میں کہا "آؤ بیٹھو اور میرے ساتھ شراب کا پیالہ اٹھاؤ۔ کیونکہ میں سمجھ رہا ہوں میرے پیچھے اس گرمی میں تمہیں ایک لمبا سفر طے کرنا پڑا ہے"۔

انھوں نے اس کی تعمیل کی اور اس کے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے ان دو کرسیوں پر بیٹھ گئے جو میز سے کچھ فاصلے پر ان کے لئے پہلے سے ہی رکھی گئی تھیں۔

فرعون نے شراب کے تین پیالے بھرے۔ دو پیالے رعوس اور بلیس کی طرف بڑھائے جبکہ تیسرا پیالہ اٹھا کر اس نے شراب کی چسکی لی اور کہا

"کاؤنٹ رعوس! میرا خیال ہے تم مجھ سے ناراض ہوگئے کہ تمہیں میں اتنے لمبے سفر پر گھسیٹ کر لایا ہوں لیکن میں ایسا کرنے پر مجبور تھا۔ میں اس جگہ آکر مصر اور اس کے باہر کی تمام حالات سے واقف ہو جانے کے بعد تم سے اور بلیس سے ضروری معاملات پر بات کرنا چاہتا تھا۔ مجھے جو اطلاعیں ملی ہیں وہ بہت ہی بُری ہیں۔ شاہِ فارس نے لیدیہ[1] کو فتح کر لیا ہے اور

---

[1] لیدیہ۔ جغرافیہ قدیم میں ایشیائے کوچک کے ایک ضلع کا نام لیدیہ تھا جس کی حدود مقرر کرنا مشکل ہے کیونکہ مختلف زمانوں میں اس کی حدود مختلف رہیں (باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر)

اب وہ بابل کو دھمکیاں دے رہا ہے جہاں کا بوڑھا بادشاہ بینو نائیڈس اپنا تمام وقت پرانے مندروں کی مرمت اور ٹوٹے ہوئے مجسموں کو جوڑنے میں صرف کرتا ہے۔ پھر بھی بابل طاقت ور ہے۔ کیونکہ حکومت کے معاملات بینو نائیڈس کا تند خو بیٹا بلیشفر دیکھتا ہے۔ اس طرح بابل مصر کے لئے شاہ فارس کے لئے ایک محافظ دیوار ہے۔ اب میرے لئے یہ بہت ضروری ہو گیا ہے کہ میں بینو نائیڈس کی خواہش کے مطابق اس سے دوستی کر لوں۔ میں نے اس کے لئے ایک ایسا تحفہ روانہ کیا ہے جسے وہ ضرور پسند کرے گا۔"

یہ سن کر بلیس کا چہرہ نجانے کیوں سُرخ ہو گیا۔ اس نے تیز آواز میں فرعون سے کہا "کیا فرعون یہ بتانے کی زحمت کریں گے کہ انھوں نے کونسا تحفہ روانہ کیا ہے؟"

"میرے خیال میں اسے ظاہر کرنا مناسب نہیں اور ایسی حالت میں جب کہ ہمارے سامنے دوسرے بڑے سوالات موجود ہیں۔" فرعون رسان سے بولا "بس اتنا ہی کہنا کافی ہو گا کہ بینو نائیڈس کے لئے وہ تحفہ شاندار ثابت ہو گا..... اب میں بڑے معاملے کی طرف آتا ہوں۔ شاہ فارس بابل فتح کرکے ایک طاقت ور حکمران بن سکتا ہے پھر وہ مصر کو بھی فتح کرنے کی دھمکی دے سکتا ہے۔ اس یہ ضروری ہو گیا ہے کہ میں اس کے خیالات اور اس کے ارادوں سے واقف ہو جاؤں۔ کیا تمہارے خیال میں یہ ضروری نہیں ہے رعموس؟"

رعموس نے اثبات میں سر ہلایا

"مجھے بڑی خوشی ہوئی۔" فرعون نے کہا "میرا ارادہ تمہیں شاہ فارس کے دربار میں بھیجنے کا ہے تاکہ تم اس کا ارادہ معلوم کرکے مجھے رپورٹ دو۔"

"کیا میں وہاں سفیر کی حیثیت سے جاؤں گا یا دوسری اور حیثیت سے؟"

(باقی حاشیہ) تاریخ میں اس کا نام ۶۸۵ قبل مسیح سے نظر آتا ہے جبکہ اشوربنی پال بادشاہ تھا۔ پھر ہیومر اس کا ذکر کرتا ہے۔ یونانی مورخوں میں سب سے پہلے ہمزموس نے اس کا ذکر کیا ہے یہاں کا بڑا دیوتا میڈیوس تھا (ابن اسماعیل)

"میرا ارادہ تمہیں سفیر کی حیثیت سے بھیجنے کا نہیں ہے"۔ رعوسس کے سوال کا جواب دیتے ہوئے فرعون نے کہا "کیونکہ اس طرح وہ مشکوک ہو جائے گا۔ اس کے علاوہ سارا مصر جانتا ہے کہ تم میں یونانی خون ہے اس لئے بھی سفیر کی حیثیت سے تمہارا جانا مناسب نہیں ہے۔ تم کسی فرضی نام سے ایک سوداگر کی حیثیت سے سفر کرو گے جس کا کاروبار مصر اور سائپرس کے درمیان پھیلا ہوا ہے اور شاہ فارس سے جا کر شکایت کرو گے کہ قبرص پر مصر کے قبضہ کی وجہ سے تمہیں کافی نقصان ہوا ہے اور یہ کہ جب ایرانی سائپرس اور مصر پر قابض ہو جائیں گے تو تم اس سے اپنے نقصان کی تلافی چاہو گے۔ لیکن یہ صرف خاص اشخاص سے کہنا ہوگا۔ عوام میں تم یہی ظاہر کرو گے کہ فرعون نے تم کو مصر اور ایران کے درمیان تجارت کا سلسلہ شروع کرنے کے لئے بھیجا ہے۔ اس کے لئے تمہیں ضروری کاغذات اور احکامات وزیر سے مل جائیں گے۔ اس طرح ممکن ہے کہ شاہ فارس دھوکا کھا جائے اور تم پر اپنے راز کو ظاہر کر دے۔ جسے واپس آکر تم مجھے بتاؤ گے۔ سمجھ گئے"؟

"ہاں.... لیکن فرعون سے معافی چاہتے ہوئے عرض کروں گا کہ چند خاص وجوہات کی بنا پر میں اس کام پر نہیں جانا چاہتا اور کم سے کم میں ایک سفیر نہ ہو کر ایک جاسوس کی حیثیت سے نہیں جانا چاہتا"۔

رعوسس کی یہ بات سن کر فرعون ایک جھٹکے کے ساتھ کھڑا ہو گیا اور اس پر قہر آلود نگاہیں ڈالتے ہوئے کہنے لگا

"کاؤنٹ رعوسس! میں سمجھتا تھا تم بے وقوف نہیں ہو۔ لیکن شاید میں غلطی پر تھا۔ تمہیں یہ معلوم نہیں ہے کہ میرے حکم کی تعمیل نہ کرنے کی سزا کیا ہوتی ہے۔ میرے علم میں آیا ہے کہ تم نے ممفس میں ایک عالیشان مکان خریدا ہے...... کاؤنٹ رعوسس! کیا تم میرا کام کر کے اپنے اس نئے مکان میں آرام و سکون سے رہنا چاہتے ہو یا انکار کر کے اسی جگہ فرعون کے محل میں ہمیشہ کے لئے سونا چاہتے ہو"؟

اب رعوس کے سامنے دو راستے تھے کہ حکم کی تعمیل کر کے اپنی جان بچائے یا انکار کر کے موت کے گھاٹ اتر جائے۔ اس نے کچھ سوچ کر جواب دیا

"فرعون کی خواہش میری خواہش ہے اور میں وہی کروں گا جو مجھ سے کہا جائے گا۔ لیکن روانہ ہونے سے قبل میں ممفس جا کر اپنی ماں سے ملاقات کرنا اور دوسرے چند معاملات طے کرنا چاہتا ہوں"۔

"اجازت ہے۔ میرے وزیر تمہیں دوسرے احکامات کے ساتھ تمہارے دوسرے انتظامات بھی مکمل کر دیں گے اور اس کے علاوہ شاہِ فارس کے لئے ایک خط بھی دیا جائے گا جو تمہیں اس کے حوالے کرنا ہے۔ یاد رکھنا کاؤنٹ! اگر اس میں تم نے ہوشیاری سے کام لیا تو تمہارے برابر کا کوئی شخص مشکل سے ہی مصر میں ملے گا۔ تمہیں میرے تخت کے پاس بیٹھنے کی جگہ ملے گی"۔

"بیکس کا کیا ہو گا؟" رعوس نے پوچھا

"میں نے جو کچھ کہا ہے تم دونوں کے لئے کہا ہے۔ میں جانتا ہوں تم دونوں کافی عرصے سے ساتھ رہ رہے ہو اور دونوں مل کر ہی ایک بنتے ہو۔ اس کے علاوہ اگر دو آدمی ایک کام پر روانہ ہوتے ہیں تو ایک کے مرنے کے دوسرا اپنا کام جاری رکھ سکتا ہے"۔

اتنا کہہ کر فرعون نے اپنا بایاں ہاتھ بلند کیا جس کا مطلب تھا کہ اب وہ تنہائی چاہتا ہے

فرعون سے رخصت ہو کر وہ فوراً ممفس کو روانہ ہوئے۔ اپنے مکان کی طرف قدم بڑھاتے ہوئے رعوس نے بیکس سے پوچھا کہ فرعون نے اسے ہی کیوں اس کام کے لئے منتخب کیا؟

جواب میں بیکس کہنے لگا

"رعوس! میرا خیال ہے کہ فرعون تم سے کسی وجہ سے خوف زدہ ہے اور اب نجات حاصل کرنا چاہتا ہے۔ اسی وجہ سے اس نے یہ خطرناک کام تمہارے سپرد کر دیا ہے"۔

"لیکن وہ مجھے بھی مصر میں ہلاک کرا سکتا تھا۔"

"نہیں وہ ایسا نہیں کرا سکتا۔ کیونکہ لوگوں کو معلوم ہے کہ تم کون ہو۔ تمہاری ہلاکت کی خبر سے اس کے لئے مصر میں بُرے حالات پیدا ہو سکتے ہیں۔ لوگ یہی کہیں گے کہ فرعون نے تخت پر قابض رہنے کے لئے تمہیں اپنے راستے سے ہٹا دیا ہے ..... لیکن سفر کے دوران کئی واقعے پیش آسکتے ہیں اور اگر تم کسی فرضی نام سے مار بھی ڈالے گئے تو مصر پر اس کا اثر نہ پڑے گا۔ ذرا غور کرو۔ اس معاملے میں تمہیں دو رول ادا کرنے ہیں۔ اوّل تو یہ ظاہر کرنا ہے کہ تم فرعون کی طرف سے مصر اور فارس کے درمیان تجارت کا سلسلہ شروع کرنے آئے ہو۔ دوم تمہیں شاہِ فارس کے سامنے پہنچ کر یہ ظاہر کرنا ہے کہ تمہیں مصر سے عداوت ہے اس لئے سائپرس پر قبضہ کرنے کی وجہ سے تمہاری تجارت کو کافی نقصان پہنچا ہے۔ اب یہ بات اگر شاہِ فارس معلوم کر لیتا ہے یا اسے کسی پیغامبر کے ذریعے معلوم ہو جاتی ہے تو وہ مشتبہ ہو جائے گا اور اس حالت میں تمہیں قید یا قتل کر سکتا ہے۔"

"میرا بھی یہی خیال ہے۔"

"ایسا ہی ہے رعموس! لیکن میں کہتا ہوں کہ تمہیں خوف زدہ نہیں ہونا چاہیئے۔ کیونکہ مجھے یقین ہے کہ تم ان تمام مشکلات سے اس طرح محفوظ بچ کر نکل آؤ گے جس طرح دوسروں سے محفوظ رہے ہو۔"

"یہ تو ٹھیک ہے لیکن میں مائرہ کو ممفس میں تنہا کس طرح چھوڑ دوں گا؟"

"وہ ہمارے ساتھ ہی بھیس بدل کر رہے گی۔ ایک بار ہم مصر سے نکل جائیں تو بہت سے مقام رہنے کے لئے مل جائیں گے۔"

مکان کے پھاٹک سے گزر وہ بند دروازے کی طرف بڑھے۔ قریب پہنچ کر رعموس نے دروازے پر دستک دی۔ جلدی دروازہ ان کے قبرصی ملازم نے کھول دیا۔

"خاتون مائرہ کہاں ہے؟ مجھے اس کے پاس لے چلو۔" رعموس نے ملازم سے کہا

"لیکن مالک ..... وہ ..... وہ تو چلی گئی ہیں"۔

"چلی گئی"۔ رعوسں نے حیرت سے دہرایا "کہاں چلی گئی ؟"

"مجھے نہیں معلوم مالک۔ جس دن آپ صبح ہی صبح یہاں سے گئے تھے اسی دن وہ مائی ٹپ کے ساتھ یہاں آئی تھیں اور کہا تھا کہ آپ فرعون کے پاس چلے گئے ہیں۔ اسی دن دوپہر کو خاتون قانکو کے ساتھ فرعون کا نشان پہنے چند مرد اور عورتیں اس جگہ آئی تھیں آپ کی ماں اور ان آدمیوں نے خاتون مائرہ سے تنہائی میں گفتگو کی تھی۔ اس لئے مجھے اس بارے میں کچھ نہیں معلوم کہ ان کے درمیان کیا باتیں ہوئیں۔ آخر میں خاتون مائرہ کو شاید ان کی مرضی کے خلاف، کیونکہ وہ رو رہی تھیں، یہاں سے ایک رتھ پر سوار کرا کر مائی ٹپ کے ساتھ لے جایا گیا تھا۔ مجھے اور آپ کے تمام ملازمین کو اس پر کافی غصہ آیا تھا اور ہم طاقت استعمال کر کے انھیں روکنا چاہتے تھے۔ لیکن آپ کی ماں نے کہا کہ یہ آپ کا ہی حکم ہے اور اس طرح وہ یہاں سے لے جائی گئیں۔ ان کے جانے کے کچھ دیر بعد ہمیں اطلاع ملی کہ وہ فرعون کی ایک کشتی پر نیل کے راستے کہیں چلی گئی ہیں۔ پھر اس کے بعد ایک لڑکے نے آ کر مجھے ایک خط یہ کہتے ہوئے دیا کہ یہ خط مائی ٹپ نامی عورت نے یہ کہہ کر دیا ہے کہ جب آپ واپس آ جائیں تو وہ آپ کو دے دیا جائے" کہہ کر ملازم نے اپنی عبا سے ایک خط نکالا جو کھجور کے پتوں میں لپٹا ہوا تھا۔

بوکھلائے ہوئے رعوسں نے اس خط کو لے کر کھولا۔ جس کی تحریر یونانی تھی اور ایسا لگتا تھا کہ کسی نے بڑی عجلت میں اسے لکھا ہے۔ تحریر یوں تھی

"میرے پیارے شوہر رعوسں

میرے خیال میں مجھے فرعون کے حکم سے کسی دوسرے ملک تک نیل کے راستے سے لے جایا جا رہا ہے۔ تمہاری ماں نے یہ بات قسم کے ساتھ کہی ہے کہ ایسا ہی کرنے کا تمہارا حکم ہے اور اسی میں میری بھلائی ہے۔ اور یہ کہ تم دوسری جگہ میرے منتظر ہو۔ لیکن مجھے اس کی

بات پر یقین بالکل نہیں ہے۔ اگر بلیکس نے یہ نہ بتایا ہوتا کہ تمام مشکلات کے بعد مجھے پھر خوشیاں ملیں گی تو میں نے اپنے آپ کو ہلاک کر لیا ہوتا۔ تمہیں گھبرانے کی ضرورت نہیں رعوس۔ کیونکہ میں اپنا عہد پورا کرنے کے لئے موقع آنے پر ضرور اپنے آپ کو ہلاک کر لوں گی۔ تاکہ موت کے بعد ہماری ملاقات پھر ہو سکے۔ میرے پیچھے آنا رعوس۔ بلیکس کا علم تمہیں بتائے گا کہ تم مجھے یا میری ہڈیوں کو کس جگہ پا سکو گے۔ میں یہ خط جہاز کی روانگی سے قبل تحریر کر رہی ہوں۔ مائی ٹپ نے ایک پیغامبر تلاش کر لیا ہے۔ الوداع پیارے رعوس! اب اور کچھ تحریر کرنے کا وقت نہیں رہ گیا ہے۔ الوداع

"مائرہ"

رعوس نے خط بلیکس کی طرف بڑھاتے ہوئے ملازم سے کہا

"تم اس مکان کے نگراں ہو اور تمہیں اس کی نگرانی کرنی ہے۔ کیونکہ مجھے ایک لمبے سفر پر روانہ ہونا ہے۔ خرچ کے لئے تمہارے پاس میری رقم موجود ہے۔ اس کے علاوہ میرے قرضداروں اور کرایہ داروں سے بھی تمہیں برابر رقم ملتی رہے گی۔ اسے تم میری اجازت سے خرچ کر سکتے ہو۔ مجھے تم پر اعتبار ہے لیکن اگر تم نے مجھے دھوکا دیا تو تم زندہ نہیں بچو گے"۔

"میں آپ کو دھوکا دوں گا مالک"؟ ملازم کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ کیونکہ وہ ایک ایماندار اور وفادار ملازم تھا۔ "لیکن اگر مجھے ساتھ لے چلتے"

"اس کا فیصلہ ابھی نہیں ہو سکتا"۔ کہہ کر رعوس پھاٹک کی طرف مڑا۔

"کہاں جا رہے ہو رعوس"؟ بلیکس نے پوچھا

"خاتون تانلو کے گھر"... رعوس کا لہجہ حد درجہ خوفناک تھا

طوفانی رفتار سے گھوڑوں کو دوڑاتے ہوئے وہ وہاں پہنچ گئے۔

"کیا تم اپنی ماں سے تنہائی میں ملاقات کرو گے"؟ بلیکس نے اس خیال سے کہ رعوس

وہاں نہ جانے کیا کر بیٹھے" پوچھا

"نہیں مجھے اس عورت پر قطعی اعتبار نہیں ہے اس لئے ایک گواہ کا موجود رہنا بہتر ثابت ہوگا۔"

وہ دورانہ اس کمرے میں داخل ہوئے جہاں قاتلو ایک بڑی کرسی پر شاہانہ لباس پہنے بیٹھی تھی۔ اس کے انداز سے ظاہر ہو رہا تھا کہ وہ کسی کی منتظر ہے۔ رعوس اور بلیس کو دیکھ کر اس کے چہرے کا رنگ اڑ گیا۔

"خو... خوش آمدید رعوس!" وہ ہکلائی "میں تو یہ سمجھی تھی کہ تم فرعون کے کسی کام سے کہیں لمبے سفر پر گئے ہو۔" کہتے ہوئے وہ اس انداز سے آگے بڑھی جیسے رعوس کو آغوش میں لینا چاہتی ہو۔ رعوس کے چہرے پر دوبارہ دیکھتے ہی وہ ڈر کر پیچھے ہٹ گئی۔ رعوس اسے انتہائی سرد نگاہوں سے گھور رہا تھا۔

"تم... تم مجھے اس طرح کیوں دیکھ رہے ہو رعوس؟" قاتلو کی آواز کانپ رہی تھی۔

"میری بیوی کہاں ہے؟" رعوس نے حتی الامکان دھیمی آواز میں پوچھا

"تمہاری بیوی۔ کیا تمہاری بیوی بھی ہے؟ کیا تم نے مجھے بتائے بغیر شادی کر لی ہے رعوس؟"

"میری بیوی مائرہ کہاں ہے اور تم نے اسے کہاں بھیجی ہے؟"

"اوہ... تمہارا مطلب تمہاری بیٹی مائرہ سے ہے جسے تم غلطی سے اپنی بیوی کہہ رہے ہو مجھے معلوم ہوا ہے کہ وہ ملکہ بننے کے لئے مصر چھوڑ کر چلی گئی ہے۔ تمہیں فخر کرنا چاہیئے کہ تمہاری بیٹی ملکہ بنے گی۔"

"کس کی ملکہ؟"

"ایک عظیم بادشاہ کی ملکہ۔ شاید دنیا میں فرعون کے بعد سب سے طاقتور بادشاہ

بینونائیڈس بابل کے حکمران کی ملکہ"...

"لیکن تم نے اس کام میں حصہ کیوں لیا۔ جبکہ تم کو معلوم تھا کہ وہ میری بیٹی نہیں ہے

تو تم نے اسے اس بوڑھے بادشاہ کی شادی میں کیوں دے دیا؟ جلدی بتاؤ"

"یہ فرعون کی مرضی تھی۔ تم نے تو یہ سنا ہی ہوگا کہ بینونائیڈس نے اپنی ایک لڑکی

فرعون سے شادی کرنے کے لئے بھیجی ہے جس کے عوض اس نے مصر کی ایک شہزادی کو

اپنی شادی میں مانگا ہے تاکہ اس طرح مصر اور بابل کے تعلقات مضبوط ہوجائیں اور وہ

شاہِ فارس کے مقابلے میں کندھے سے کندھا ملا کر جنگ کرسکیں۔ جو دونوں ہی ملکوں

کے لئے خطرہ بنا ہوا ہے"۔

"اور اس طرح سے تم نے مارٓہ کو مجھ سے جدا کر دیا"۔ رعوس نے زہریلی آواز میں کہا

"تمہیں معلوم تھا کہ وہ میری بیٹی نہیں ہے۔ تم نے فرعون کے کتوں کو اس بے بس لڑکی کے

پیچھے چھوڑ دیا۔ کیونکہ تم اس سے نفرت کرتی تھی اور تم ہی نے اسے فرعون کی کشتی میں لے

جاکر سوار کرایا"۔

"میں اس سے انکار کرتی ہوں"۔ قانکو چیخی

"تمہارا انکار فضول ہے قابلِ نفرت عورت! تمہارے جاسوس مارٓہ کی نگرانی

ٹھیک طرح سے نہیں کرسکے تھے۔ یہ دیکھ۔ اس کے خط میں ساری کہانی موجود ہے"۔ رعوس

نے قانکو کو مارٓہ کا خط دکھایا۔ جسے دیکھ کر قانکو نے ہاتھوں سے اپنا چہرہ چھپا لیا۔

اور خاموشی سے رعوس کی باتیں سننے لگی۔

"اس طرح وہ چلی گئی۔ میری بیوی، جس کی پرورش میں نے بچپن سے کی تھی، جسے

میں دنیا کی تمام چیزوں بلکہ اپنی زندگی سے بھی زیادہ چاہتا تھا۔ اب وہ موت کے منہ میں

چلی گئی ہے۔ تم نے اسے قتل کیا ہے خاتون قانکو اور تم میری بھی قاتل ہوگی۔ کیونکہ اس کے

بغیر میں زندہ نہیں رہ سکتا۔ میں اس کے پیچھے اسے پانے یا دائمی نیند حاصل کرنے جارہا ہوں"۔

"مجھے معاف کر دو رعوس! میں نے جو کچھ کیا اس لڑکی کی بھلائی کے لئے ہی کیا۔ میں نے سوچا تھا کہ وہ ملکہ بن کر فخر محسوس کرے گی۔۔۔۔ اور سب سے بڑی بات یہ کہ میں اُس سے نجات حاصل کرنا چاہتی تھی کیونکہ اس نے میری محبت تم سے چھین لی تھی۔ کیا اس نے تمہیں میرا گھر چھوڑنے پر مجبور نہیں کیا تھا تاکہ وہ تمہارے ساتھ تنہا رہ سکے؟ اس نے میرے اور تمہارے درمیان ایک ایسی دیوار کھڑی کر دی تھی کہ کئی سال تک تم سے دُور رہنے کے بعد بھی میں تمہیں سامنے پا کر بھی تم سے دُور ہی رہی تھی اور تم تک نہیں پہنچ پا رہی تھی"۔

"اگر ایسی بات تھی تو تم نے اب اپنی نفرت اور ناپاک سازش سے اس دیوار کو اتنا بلند کیا ہے کہ وہ آسمان تک پہنچ گئی ہے۔ جو کچھ تم نے کیا ہے میرے لئے نہیں اپنے لئے کیا ہے۔ تمہیں فرعون نے اس سازش کے سلسلے کیا دیا ہے میں نہیں جانتا اور نہ ہی جاننا چاہتا ہوں۔ شاید اس نے تمہیں فرعون کی بیوی ظاہر کرنے کی اجازت دے دی ہے۔ جبکہ تم شاہی خاندان سے نہیں ہو۔ یا پھر اس نے تمہیں دولت اور دوسرے خطابات سے نوازا ہو۔ خیر مجھے اس سے کوئی غرض نہیں ہے۔ لیکن یہ سمجھ لو کہ جو کچھ تم نے حاصل کیا ہے! اس کے عوض تم نے اپنے بیٹے سے ہاتھ دھو لئے ہیں۔ میں تمہیں زندہ چھوڑ کر شرمندگی اور ضمیر کی ملامت کے ہاتھوں مرنے کے لئے چھوڑتا ہوں۔ میں تمہیں کسی قسم کی بددعا نہیں دونگا کیونکہ کوئی شخص اسے بددعا نہیں دے سکتا جس سے اسے زندگی ملی ہو۔ میں تم کو تمہارے حال پر چھوڑ کر جا رہا ہوں اور پھر کبھی تمہارا چہرہ دیکھنے کی خواہش نہیں رکھتا۔ اس زندگی میں اور آنے والی تمام دوسری زندگیوں میں، میں تم سے علاحدہ ہو رہا ہوں"۔ رعوس کی آواز سے نفرت ٹپک رہی تھی۔

خداوند خدا کا مقدس پیغمبر

"بلیس! اب ہمیں کیا کرنا چاہیئے؟" مکان پر پہنچ کر عتوس نے پریشانی سے پوچھا
"میں نے یہ بات معلوم کرلی ہے کہ مائرہ، نیل کے راستے سے انہی بابلیوں کے ساتھ بابل کی طرف گئی ہے جو بابلی بینونائیڈس کی بیٹی یا پوتی کو اپنے ساتھ فرعون کی شادی میں دینے کے لئے آئے تھے۔ ان کے ساتھ ایک بھی مصری نہیں ہے۔ اس کی کیا وجہ ہو سکتی ہے۔ اس کا اندازہ آسانی سے لگایا جا سکتا ہے۔ مصریوں کی باتوں سے بابلی شکوک میں مبتلا ہو سکتے تھے کہ مائرہ واقعی شاہی خاندان سے تعلق رکھنے والی شہزادی ہے یا کوئی اور لڑکی ہے"۔

"یہ تم نے غلط نہیں کہا بلیس! لیکن مائی ٹپ تو بتا سکتی ہے اور خود مائرہ اس کو ظاہر کر سکتی ہے"۔

"اس عورت سے کسی کو کیا خطرہ ہو سکتا ہے جس کی گردن آسانی سے کاٹی جا سکتی ہے۔ جہاں تک مائرہ کا سوال ہے۔ سازشیوں نے اس کا اندازہ لگایا ہوگا کہ وہ ملکہ بننے کی خوشی میں خاموش رہے گی یا یہ کہ وہ خوف سے زبان بند رکھے گی کہ اگر حقیقت ظاہر ہو گئی تو اسے زندہ نہیں چھوڑا جائے گا"۔

"لیکن بلیس وہ خاموش نہیں رہے گی"۔

"یقیناً خاموش نہیں رہے گی اور جو کچھ کہے گی اس کا ثبوت بھی پیش کرے گی اور اس میں اس کی یا پھر اماسس کی تباہی ہے کیونکہ نائیڈس حقیقت جاننے کے بعد کافی غضب ناک ہو جائے گا۔"

"خداؤں نے ہمارا مذاق اڑایا ہے"۔ رعوس نے ہاتھ ملتے ہوئے شکایت کی

"خدا جس کام کو بگاڑتے ہیں اسے سنوارنا بھی جانتے ہیں۔ ہمیں ان پر ہی بھروسہ رکھنا چاہیئے کیونکہ ہمارے سامنے اور کوئی دوسرا راستہ نہیں ہے۔ میری روح اس وقت سے خاموش ہے جب سے میں نے مائرہ کے سفید پھول کو سیاہ ہوتے دیکھا تھا۔ اس وقت اس نے مجھ سے کہا تھا کہ انجام اچھا ہو گا۔ اس لئے رعوس میری رُوح کی باتوں پر یقین کرو۔ ورنہ تم پاگل ہو جاؤ گے۔ آؤ ہم اپنا منصوبہ مرتب کریں۔ مائرہ کو بچانے کے لئے صرف ایک طریقہ ہے کہ ہم بھی وہیں چلیں جہاں وہ گئی ہے۔ ایسا کرنے کے لئے ہمارے پاس مواقع ہیں۔ کیونکہ ہمارے پاس دولت کی کمی نہیں اور فرعون کا ایک حکمنامہ بھی موجود ہے جس میں ہمارے فرضی نام درج ہیں۔ اس حکمنامہ کے ذریعے ہمیں شاہ فارس کے دربار میں جانے کا حکم دیا ہے اور اس کے دارالسلطنت سوسا[1] تک پہونچنے کے لئے بابل سے گزرنا ہے۔ ہم اماسس سے کوئی شکایت نہ کرکے کہ اس نے مائرہ کے ساتھ کیا کیا ہے"، ہم یہ ظاہر کرتے ہوئے کہ فرعون کے ہی کام سے جا رہے ہیں، فوراً روانہ ہو جائیں"

ان کے تمام انتظامات چند دنوں میں مکمل ہو گئے۔ پھر وہ دونوں سوداگروں کے

---

[1] اسے "شوش" بھی کہتے ہیں۔ یہ قدیم شہر چار ہزار برس قبل مسیح سے لے کر چھ سو پچاس برس بعد مسیح تک آباد رہا۔ یعنی یہ دنیا کا سب سے زیادہ عمر کا شہر ہوا ہے۔ اوائل ایام سے یہاں تمدن کے آثار پائے جاتے ہیں۔ یہاں سب سے پہلے حبشی اور تورانی اقوام آباد تھیں پھر سامی قوم آگئی۔ بعد ازاں اشور کی حکومت ہوئی۔ ایران کی تہذیب و تمدن کی ابتدا یہیں سے ہوئی۔ یہ شہر کئی بار برباد ہوا اور پھر بنا۔ لیکن پھر (باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر)

روپ میں سفر پر روانہ ہو گئے ۔

انھوں نے طے کر لیا تھا کہ مارکہ جہاں کہیں بھی ہو گی وہاں جا کر اسے حاصل کرنے کی کوشش کریں گے ۔ ان کے سامنے سب سے بڑا سوال یہ تھا کہ وہ کہاں لے جائی گئی ہو گی ؟ انھوں نے معلوم کیا کہ وہ بابلی جن کے حوالے مارکہ کر دی گئی تھی ۔ دمشق کی طرف گئے ہیں ۔ کیونکہ کہا جاتا تھا کہ بینو نائیڈس اسی جگہ موجود ہے اور وہاں کی قدیم اشیاء اور مذہب کا مطالعہ کر رہا ہے جبکہ حکومت کی تمام ذمہ داریاں وہ اپنے بیٹے بلیشضر کے سپرد کر گیا ہے ۔

سوداگروں کے ایک گروہ کے ساتھ وہ دمشق کی طرف روانہ ہو گئے ۔

بلکیس خوش نظر آ رہا تھا ۔ رعوسی کو اس بے وقت کی خوشی کھلنے لگی تو وہ پوچھ ہی بیٹھا ۔

"بلکیس تمہیں کس بات کی خوشی ہے جبکہ میرا دل ٹکڑے ٹکڑے ہو رہا ہے" ۔

"تم جاننا چاہتے ہو تو سنو" اس نے کہا "میرا وہ بلاوا آ گیا ہے جس کے بارے میں کافی عرصہ پہلے میں نے تم سے کہا تھا ۔ بابل میں میرا ایک دشمن ہے جس نے مجھے ایسی اذیت دی تھی جس کے سامنے تمہاری اذیت کچھ بھی نہیں ہے ۔ اب کئی برسوں تک انتظار کرنے کے بعد خداؤں نے اسے میرے ہاتھ میں دے دیا ہے اور میں اس سے انتقام لینے جا رہا ہوں ۔ میں نہیں جانتا کس طرح ، لیکن میں اس سے انتقام لے کر ہی رہوں گا ۔ مجھ سے کچھ اور نہ پوچھنا رعوسی" ! بلکیس کے لہجہ میں نجانے کیا بات تھی کہ رعوسی کچھ اور پوچھنے کی جرأت نہ کر سکا ۔

کئی ہفتوں کے پریشان کن سفر اور گوناگوں حادثات و حالات کا مقابلہ کرتے ہوئے

(باقی حاشیہ) ایسا برباد ہوا کہ دوبارہ آباد نہ ہو سکا ۔ مغربی مورخوں کی تحقیق کے مطابق اس شہر کے آثار شستر اور اہواز (ایران) کے نزدیک اب بھی موجود ہیں ۔

(ابن اسماعیل)

آخر ایک روز وہ دمشق پہنچ گئے ۔ جہاں انھیں معلوم ہوا کہ بادشاہ بینونا ئیڈس ایک ماہ قبل ہی اس جگہ سے رخصت ہو گیا ہے ۔ ہوشیاری سے کام لیتے ہوئے انھوں نے یہ بات معلوم کرنے کی کوشش کی کہ کیا اس کے پاس مصر کے شاہی محل سے کوئی عورت اس کی بیوی بننے کے لئے آئی تھی ؟ مختلف لوگوں نے اس بارے میں مختلف باتیں بتائیں ۔ لیکن دمشق میں انھیں فرعون کے ایک ایجنٹ سے اتنا ضرور معلوم ہو گیا کہ مصر سے بابلی لوگوں کا ایک گروہ دمشق ضرور آیا تھا جس نے بینونا ئیڈس سے ملاقات کی ۔ لیکن عورت کے بارے میں وہ بھی کچھ نہ بتا سکا ۔

اس بات کو معلوم کرنے کے بعد کہ نا ئیڈس سلوسیا[1] چلا گیا ہے اور مصر سے آئے ہوئے بابلیوں کا گروہ بھی اس کے ساتھ ہی یا اس کے پیچھے اسی مقام کی طرف گیا ہے، وہ بھی سلوسیا کی طرف روانہ ہو گئے اور فرعون کو ایسا کرنے کی ایک جھوٹی رپورٹ بھیج دی ۔ لیکن دمشق سے پانچ دن کے سفر کے بعد یکایک ان کے قافلے پر ان لوگوں نے حملہ کر دیا جو عرب معلوم ہوتے تھے چونکہ انھوں نے رات کے اندھیرے میں حملہ کیا تھا ۔ اس لئے وہ کوئی بچاؤ نہ کر سکے ۔ اس افراتفری میں رعوس، بیلکس سے جدا ہو کر اس وقت قید کر لیا گیا جب وہ اپنی تلوار نکالنے جا رہا تھا ۔ اور پیچھے سے کسی نے اس کے سر پر کوئی شے پٹاک سے پھاڑ دی تھی ۔

"اسے باندھ لو" اس نے ایک شخص کو بابلی زبان میں کہتے سنا " اسے کوئی نقصان نہ پہنچنے پائے کیونکہ یہ وہی مصری جاسوس ہے جو سوداگر کے روپ میں سفر کر رہا ہے" ۔

فوراً ہی اس کی مشکیں کس دی گئیں .... اور رعوس نے اس بات پر خداؤں کا شکر ادا کیا کہ ان لوگوں نے اسے ہلاک نہیں کر دیا ۔

صبح کی روشنی جب پھیلی تو رعوس کو وہ حملہ آور ڈاکو اپنے لوٹ کے مال کے ساتھ دکھائی دیئے ۔ اس نے یہ بھی دیکھا کہ وہ سوداگر جو اس کے ہمسفر تھے اپنے بچے ہوئے سامان

---

[1] تاریخ کی کتابوں میں اس شہر کا ذکر بہت کم کیا گیا ہے جس کی وجہ یہی ہو سکتی ہے کہ یہ شہر کسی خاص اہمیت کا حامل نہیں رہا ہو گا ۔ (ابن اسماعیل)

کو لے کر چلے جا رہے ہیں۔ اس نے چاروں طرف نظر ڈالی لیکن اسے ایک بھی مُردہ دکھائی نہ دیا جس سے اس نے اندازہ لگایا کہ اس پر حملہ کسی خاص وجہ سے کیا گیا تھا۔ اس نے ہر طرف بلقیس کی تلاش میں نگاہیں دوڑادیں لیکن وہ اسے کہیں نظر نہ آیا۔

کچھ ہی دیر بعد رعوس کو ایک ایسے خیمہ میں لے جایا گیا جہاں ایک بابلی سردار ایک دوسرے شخص کے ساتھ جو کاہن یا کاتب معلوم ہوتا تھا، بیٹھا تھا۔ اس جگہ رعوس کا سامان بھی موجود تھا۔ جس کی دیکھ بھال ہو رہی تھی۔

بابلی سردار نے خوش اخلاقی سے رعوس کو خوش آمدید کہا

"مسافر تم اپنے ساتھ کافی دولت لے کر سفر کر رہے ہو" کہتے ہوئے اس نے سونے کی ان تھیلیوں کی طرف اشارہ کیا جو رعوس کے سامان سے برآمد کی گئی تھیں۔

رعوس نے اسی کی زبان میں اس طرح جواب دیا جیسے اس زبان کو اچھی طرح سے بول نہیں سکتا ہو:

"میں فارس جا رہا ہوں تاکہ وہاں سے تجارت کا سامان خریدوں"۔

"ہاں" بابلی سردار کے ہونٹوں پر عجیب سی مسکراہٹ ناچنے لگی" ہمیں معلوم ہوا ہے کہ تم فارسیوں سے سودا کرنے جا رہے ہو"۔ اس کے بعد اس نے ایک سپاہی کو اشارہ کیا کہ اس کے کپڑوں کی تلاشی لی جائے۔

"اس کی ضرورت نہیں" رعوس نے جلدی سے کہا" میں اقبال کرتا ہوں کہ میں سوداگر سے بھی زیادہ کچھ ہوں۔ میں فرعون کا قاصد بھی ہوں اور شاہِ فارس کے پاس جا رہا ہوں"۔

"اگر یہ بات ہے تو تم دمشق میں یہ معلوم کرنے کی کوشش کیوں کر رہے تھے کہ مصر کے فرعون نے شاہ بنوناید س کو کیا تحفہ بھیجا ہے۔ کیا فرعون نے جس کے تم قاصد ہو، تمہیں دمشق اور سلوسیا کے راستے سوسا تک سفر کرنے کا حکم دیا تھا اور وہ بھی اس حالت میں جبکہ بابل اور فارس کے درمیان جنگ ہو رہی ہے"؟

اس پر رعوس نے ایسا ظاہر کیا جیسے اس کا مطلب نہیں سمجھ سکا ہو۔ جس پر سردار نے سختی سے کہا

"تم شاہِ فارس کے نام کا خط ہمارے حوالے کر رہے ہو یا مرنا چاہتے ہو؟ تمہارے سامان سے ایک رسی برآمد ہوئی ہے اور باہر تمہیں لٹکانے کے لئے درخت بھی موجود ہے"۔

یہ سن کر رعوس کچھ دیر تک اپنی جگہ پر سوچتا رہا۔ پھر ایک گہری سانس لیتے ہوئے بابلی سردار کو بتایا کہ خط کہاں ہے۔ کیونکہ ہاتھ بندھے ہونے کی وجہ سے وہ خود خط نہیں نکال سکتا تھا۔ خط جو فارسی زبان میں تحریر تھا، اس کے نیچے کے کپڑوں میں سلا ہوا تھا اور مصر کے ایجنٹوں کے نام کے خطوط اس نے دوسری جگہ چھپا دیئے تھے۔

"یہ تھا مس مصری"۔ بابلی سردار نے رعوس کو اس نام سے مخاطب کیا جس نام سے وہ سفر کر رہا تھا۔ "اب تم پہلے کے مقابلے میں ہماری زبان اچھی طرح بول رہے ہو"۔

رعوس کے کپڑوں سے خط نکال کاہن کو دیا گیا تاکہ وہ خط پڑھ کر سنائے۔ لیکن کاہن نے اس پر ایک نظر ڈالتے ہوئے کہا

"میں اس خط کی تحریر نہیں پڑھ سکتا کیونکہ یہ فارسی میں ہے جس سے میں واقف نہیں ہوں۔ ہمیں قیدی کو ساتھ لے کر بابل چلنا ہوگا ... ہاں اگر یہ خود اس خط کو پڑھ کر سنا دے تو دوسری بات ہوگی"

اپنے سر کو نفی میں ہلاتے ہوئے رعوس نے کہا

"میں بھی اس زبان سے ناواقف ہوں۔ اگر تم میرے عالم دوست عزرا کو بلا دو تو وہ اس خط کو پڑھ کر سنا سکتا ہے کیونکہ وہ کئی زبانیں جانتا ہے"۔ رعوس نے یہ سب اس لئے کہا کہ معلوم ہو سکے بیلس کہاں ہے؟ ورنہ وہ اس خط کو آسانی سے پڑھ سکتا تھا۔

کاہن نے سردار کی طرف اس طرح دیکھا جیسے کچھ پوچھ رہا ہو۔ پھر اشارہ پا کر وہ رعوس سے کہنے لگا

"اگر تم اس بابلی کا ذکر کر رہے ہو جو تمہارے ساتھ سفر کر رہا تھا تو اس کے بارے میں ہم یہ بتا دینا چاہتے ہیں کہ اس نے اپنی جان کے خوف سے ہمیں ایک خاص نشان دکھایا تھا۔ جس سے یہ ظاہر ہوتا تھا کہ وہ ہمارے درمیان ایک اونچے عہدے کا مالک ہے حالانکہ وہ کافی دنوں تک بابل سے غیر حاضر رہا ہے۔ اس کے علاوہ وہ ایک ڈاکٹر اور ساحر بھی تھا اس لئے ہم نے اسے چلے جانے دیا۔ ہمیں یہ نہیں معلوم وہ کہاں گیا ہے شاید اپنے سحر کی وجہ سے کہیں غائب ہو گیا ہے"۔

رعوس نے سمجھ لیا کہ ان لوگوں سے بیلس کے بارے میں اب کچھ اور معلوم نہ ہو سکے گا وہ اس بات کا اندازہ نہیں لگا سکا کہ وہ بیلس سے خوف زدہ ہو کر اس کے بارے میں جھوٹ بول رہے ہیں یا پھر انھوں نے اس کو مار ڈالا ہے؟

کاہن نے اس کے سامان کی ایک فہرست مرتب کر لی جس کی ایک نقل اسے بھی دی گئی جس پر کاہن کی مہر کے علاوہ بابلی سردار کی مہر بھی لگی ہوئی تھی۔

اس کے بعد رعوس کے ہاتھ کھول دیئے گئے اور اسے کھانا دیا گیا جبکہ اس کے پیر بندھے ہی رہے۔ جب اس نے کھانے سے فراغت پائی تو ایک اونٹ لایا گیا جس پر دو بڑی ٹوکریاں رکھی ہوئی تھیں۔ ان میں سے ایک میں رعوس کا تمام سامان رکھا گیا اور دوسری ٹوکری میں خود رعوس کو بند کر دیا گیا۔

تین دن تک اسے اس ٹوکری میں سفر کرنا پڑا۔ جس سے اسے صرف رات کو اس وقت نکالا جاتا تھا جب کھانا دیا جاتا تھا۔ اس سفر سے نہ صرف اس کا جسم چور چور ہو رہا تھا بلکہ اس کا دل بھی بیٹھا جا رہا تھا۔ نارۂ اس سے چھین لی گئی تھی۔ بیلس اسے تنہا چھوڑ کر غائب ہو گیا تھا۔ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ اس کا اس پر یقین بڑھتا جا رہا تھا کہ فرعون اماسس نے اسے دھوکا دیا ہے وہ اب سمجھنے لگا کہ فرعون نے اپنے ایجنٹوں کو اطلاع دے دی تھی کہ وہ بابلی لوگوں کو اس کے شاہِ فارس کے پاس جانے کی اطلاع دے دیں۔ جس کے نتیجہ

بس وہ اسے جاسوس سمجھ کر قتل کر سکتے تھے۔

سفر کے چوتھے دن جب وہ اس ٹوکری میں جسمانی اور ذہنی تکلیف اور شدت حبس سے بے ہوش سا ہو رہا تھا آفیسروں نے اسے اس ٹوکری سے نکال کر گھوڑے پر سوار کرادیا پہلے تو اس نے یہی سوچا کہ شاید انھوں نے رحم کرکے اس کے ساتھ یہ سلوک کیا ہے کہ وہ کہیں دم گھٹ کر مر نہ جائے۔ لیکن بعد میں اس نے اندازہ لگایا کہ ان کا ارادہ کچھ اور ہی تھا۔ انھوں نے سوچا تھا کہ آزاد ہو کر چلنے کی صورت میں وہ فرار ہونے کی کوشش کرے گا اور اس طرح انھیں اسے ہلاک کرنے کا موقع مل جائے گا۔ اس کے دونوں طرف دو دو آدمی بھالے اور تلواریں لئے ہر وقت موجود رہتے تھے۔ حالانکہ رعوس کے ذہن میں فرار ہونے کا کوئی خیال نہ تھا کیونکہ اسے معلوم ہی نہیں تھا کہ فرار ہو کر جائے کہاں؟ اس کے علاوہ ان بابلیوں کی گفتگو سے اس نے معلوم کر لیا تھا کہ نائیڈس بابل واپس آگیا ہے اور رعوس یہ سوچ کر کہ ممکن ہے مائرہ بھی اس کے ساتھ ہو، بابل ضرور جانا چاہتا تھا۔

آخر ایک روز انھیں اس عظیم شہر کی اونچی دیواریں دکھائی دینے لگیں۔ جن کے گرد دریا کا پانی سورج کی روشنی میں چمک رہا تھا۔

کھیتوں اور باغوں کے درمیان سے سفر کرتے رہنے کے بعد وہ دریا کے کنارے پہنچے۔ جہاں سے وہ کشتیوں کے ذریعے اپنے گھوڑوں سمیت دوسری طرف پہونچے۔ دریا پار کرنے کے بعد چند باغوں کو طے کرتے ہوئے فصیل کے پاس وہ اس جگہ پہونچے۔ جہاں ایک بڑا پھاٹک تھا۔ اس سے بھی گزر کر وہ دوسرے پھاٹک پر پہونچے۔ اس جگہ انھیں کچھ دیر تک انتظار کرنا پڑا۔ پھر انھیں اپنے ساتھ لے جانے کے لئے چند سیاہ داڑھی والے آدمی نمودار ہوئے جو شاہ بابل کے خاص ملازم تھے۔

ان آدمیوں کے ساتھ وہ پُر ہجوم سڑکوں پر سے گزرتے ہوئے وہ ایک محل کے پاس پہونچے۔ اس جگہ رعوس اور اس کے سامان کو وہاں کے محافظوں اور غلاموں کے حوالے کردیا

گیا جو اسے کئی پُر پیچ راستوں سے گھما کر ایک ایسے کمرے میں لے گئے جو زیادہ بڑا تو نہ تھا مگر پھر بھی بستر اور ضروریات کی دوسری چیزیں وہاں موجود تھیں۔ اس جگہ ایک شخص اس کے لئے کھانا اور شراب لے آیا۔ واپس جاتے ہوئے اس آدمی نے باہر سے دروازے کو مقفل کر دیا۔ جس کے باہر پہریدار چکر لگا رہے تھے۔

رات رعوس نے کافی تکلیف میں گزاری کیونکہ صحرا کی ہوا کے مقابلے میں یہ کمرہ بہت ہی گرم تھا۔

دوسری صبح اس کے لئے پھر کھانا اور چند کپڑے لائے گئے جن میں اس کے اپنے کپڑوں کے علاوہ ایک لمبی سفید عبا تھی۔ جب اس نے پوچھا کہ یہ کیا ہے تو جواب ملا کہ ہر وہ شخص جو بادشاہ کے سامنے حاضر ہوتا ہے اس عبا کو ضرور پہنتا ہے۔

اس خیال سے کہ اب اسے بادشاہ کے سامنے حاضر کیا جائے گا، اس کا دل دھڑکنے لگا۔ جو اس سے سوالات کرے گا اور شاید آخر میں اسے جاسوس قرار دے کر پھانسی پر لٹکا دے گا۔

کچھ دیر بعد دروازہ کھلا اور رعوس کا نگران ایک حجام کے ساتھ اندر آیا۔ حجام نے اس کے بال تراشنے شروع کر دیئے جو دوران سفر کافی لمبے ہو گئے تھے۔ اس کے بعد حجام نے بابلی طرز پر اس کی داڑھی بنائی۔ جس کی نوک شروع ہی سے رعوس کو ناپسند تھی۔

آخر میں اسے غسل دے کر اس کے ناخن تراشے گئے جس پر وہ یہ دریافت کرنے پر مجبور ہو گیا کہ کیا اسے کسی دعوت میں شریک ہونا ہے؟ جواب ملا کہ نہیں بلکہ ہر وہ شخص جو بادشاہ کے سامنے حاضر کیے جاتا ہے اسی طرح پاک وصاف ہوتا ہے اور یہ کہ آج دربار میں ایک تہوار کا دن ہے۔ اس لئے اس کا پاک وصاف رہنا اور بھی زیادہ ضروری ہے۔

ایک آدمی اس کے جسم پر خوشبو لگا ہی رہا تھا کہ ایک موٹا غلام، جس نے قیمتی لباس پہن رکھا تھا، چند آدمیوں کے ساتھ آ کر اس طرح رعوس کا معائنہ کرنے لگا جیسے رعوس کوئی بکرا ہو اور وہ غلام قصائی۔

بالآخر اسے پوری طرح تیار کر کے شاہِ بابل بیونائیڈس کے سامنے حاضر کیا گیا۔

ستر سال کا بوڑھا اور کمزور بادشاہ بیونائیڈس، جس کی آنکھیں کسی چوہے کی آنکھوں کی طرح چمکدار تھیں اور جھریوں دار چہرہ رحم آمیز تھا، اس وقت شاہی لباس میں ملبوس تخت پر براجمان تھا۔ وہ ایک دبلے پتلے آدمی سے، جو نہ بابلی، نہ یونانی اور نہ ہی مصری معلوم ہوتا تھا، باتیں کر رہا تھا۔

"یہ بادشاہوں کے بادشاہ ہیں۔ ان کی تعظیم کے لئے سر خم کرو۔" اس غلام نے جو رعوس کے ساتھ تھا، رعوس کے کان میں کہا

"میں تعظیم کے لئے سر خم کرتا ہوں۔" بلند آواز میں کہتے ہوئے رعوس جھک گیا

لیکن بادشاہوں کے بادشاہ نے اس کی طرف کوئی توجہ نہ دی۔ وہ اس دبلے پتلے آدمی سے کہہ رہا تھا

"مقدس عبرانی! میں کہتا ہوں تم ایک اچھے پیغمبر ضرور ہو۔ لیکن جہاں خداؤں کا معاملہ آجاتا ہے تم کچھ نہیں سمجھتے۔"

"صحیح ہے عالی جاہ!" دبلے پتلے آدمی نے، جس نے ایک سیاہ عبا پہن لی تھی، نرم مگر پُراسرار آواز میں کہا "مجھے تو صرف ایک خدا کا علم ہے۔ یہ بُت"۔ اس نے سامنے میز پر رکھے ہوئے مجسمے کی طرف انگلی سے اشارہ کرتے ہوئے کہا۔" اس کے بارے میں، میں کچھ نہیں جانتا اور نہ ہی جاننا چاہتا ہوں۔ اب میں آپ سے ایک ضروری معاملے پر"۔ . . .

بادشاہ نے اس کی بات کاٹتے ہوئے کہا

"اس جگہ تم غلطی پر ہو پیغمبر دانی ایل[1] . . . . یہی تمہارا نام ہے نا . . . کیوں ؟ تم

---

[1] حضرت دانی ایل علیہ السلام (۵۳۰ قبل مسیح) اسرائیلیوں میں بحیثیت پیغمبر مبعوث کئے گئے تھے۔ نبوکدنضر نے یروشلم پر حملہ کر کے دوسرے اسرائیلیوں کے ساتھ حضرت دانی ایل کو بھی غلام بنا کر بابل لایا۔ باقی تفصیل آگے آجائے گی۔

جسے بُت کہتے ہو۔ اس میں بڑی طاقتیں پوشیدہ ہیں۔ اس مجسمہ کو دیکھو۔ یہ اُس مندر کی بنیاد میں سے ملا ہے جس کی میں مرمت کرا رہا ہوں۔ اب میں اسے اپنے ملک کے ان خداؤں کے ساتھ رکھنے کے لئے لے آیا ہوں جو میں نے جمع کئے ہیں.... جانتے ہو کیا ہوا ہے؟ جس صوبے سے یہ آیا ہے وہ بغاوت پر آمادہ ہے اور دھمکی دے رہا ہے کہ وہ شاہِ فارس سے مل جائے گا جو بابل کا دشمن ہے۔ یہ سب اس وجہ سے ہے کہ میں اس مجسمہ کو ان لوگوں کے درمیان سے اٹھا کر یہاں لے آیا ہوں جو اسے اپنا دیوتا مانتے ہیں اور نسل در نسل سے اسے دیکھ نہیں سکے ہیں۔ اس کے ساتھ جو پرانی تحریر ملی ہے اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ آج سے ہزاروں سال قبل ان کے اجداد نے خطرے کے وقت اسے مندر کی بنیاد میں رکھ دیا تھا وہ اس دیوتا کا نام نہیں جانتے۔ لیکن پشت در پشت سے ان کے یہاں یہ خیال چلا آ رہا ہے کہ اسے کہیں دفن کیا گیا تھا۔ اب وہ اس وجہ سے بغاوت پر تیار ہیں کہ میں اسے یہاں لے آیا ہوں اس پر بھی تم دانی ایل اسے بُت کہہ کر کسی دوسرے معاملے پر مجھ سے گفتگو کرنا چاہتے ہو۔ اس وقت تو میرے لئے یہی بہتر ہوگا بغیر کہ تمہاری روح مجھے اس دیوتا کا نام بتائے جس کو معلوم کرنے کے لئے میں بے چین ہوں۔"

دانی ایل نے مجسمہ کی طرف دیکھ کر نفرت سے منہ سکوڑا۔

"کیا کوئی مجھے اس کا نام نہیں بتا سکتا؟" نابیدکس دوسروں سے مخاطب ہوا "ان ساحروں کو رکھنے سے کیا فائدہ جو کچھ بھی نہیں جانتے۔ اگر کوئی مجھے اس کا نام بتا دے تو میں وعدہ کرتا ہوں کہ اس کے انعام و اکرام میں کسی طرح کی کمی نہیں رکھی جائے گی"۔

رغوس، نابیدکس کی یہ بات سن کر کہنے لگا

"بادشاہ کا سایہ سلامت رہے۔ اگر عالی جاہ میری بات سننا گوارا کریں تو میں کہوں گا کہ یہ مجسمہ دیوتا فتاح مصر کے ایک عظیم دیوتا کا ہے یا پھر شاہی دیوتا آنس کا ہے جس کی عبادت مصر میں آج سے قریباً ایک ہزار سال قبل شروع ہوئی تھی۔ اسے اچھی طرح سے

دیکھے بغیر میں وثوق سے نہیں کہہ سکتا کہ یہ سچ ہے یا فتاح ہے۔ لیکن اتنا ضرور جانتا ہوں کہ ایک زمانے میں یہ دونوں دیوتا مصر سے مشرقی کی سمت مشرقی بادشاہوں اور شہزادوں کی درخواست پر معجزے ظاہر کرنے کے لئے بھیجے گئے تھے"۔

"آہا"۔ نائیڈس نے اپنی ران پر ہاتھ مارتے ہوئے کہا۔" اب ایک عقل مند شخص نظر آرہا ہے۔ لیکن تم ہو کون ؟ جو خوب صورت ہونے کے ساتھ ساتھ یونانیوں کے بال اور آنکھیں رکھتے ہو"۔

اس کے کاتب نے جھک کر اس کے کان میں کچھ کہا جسے سن کر اس کے ہونٹ سیٹی بجانے والے انداز میں کھلے۔ پھر کہنے لگا

"اوہ... مجھے وہ مصری جاسوس یاد ہے جس کے بارے میں ایک خط کے ذریعے مجھے سب"... اچانک وہ خاموش ہو گیا۔ پھر بات بدلتے ہوئے" مجھے غور کرنے دو۔ یہ خود کو ہمارے دوست فرعون کا سفیر کہتا ہے جو ہمارے دشمن شاہ فارس کے پاس جا رہا تھا لیکن اگر اسے حقیقت مان لیا جائے کہ یہ سو سا جا رہا تھا جہاں اس وقت خطرناک شاہ فارس موجود تھا تو پھر اسے دمشق میں نہیں ہونا چاہیئے تھا۔ جہاں یہ ہمارے بارے میں معلومات حاصل کر رہا تھا۔ پھر اگر یہ سفیر ہے تو اسے محافظوں کے ساتھ سفر کرنا چاہیئے تھا نہ کہ ایک سوداگر کے بھیس میں۔ اور آخر میں ہمیں اس کی اطلاع ملی ہے کہ یہ مصر کا سب سے بڑا جھوٹا شخص ہے جس کی بات پر اس وقت بھی اعتبار نہیں کیا جا سکتا جب اس نے حلف کے ساتھ کہا ہو۔ اور یہ کہ یہ نسلاً نصف یونانی ہے جیسا کہ ظاہر ہو رہا ہے"۔ کہہ کر بادشاہ نے اپنے ایک وزیر کو پاس بلایا اور کہا" تم نے اس قیدی کے بارے میں مجھ سے کیا کرنے کو کہا تھا؟"

"یہ جاسوس ہے عالی جاہ اور جاسوسوں کا مرنا ہی بہتر ثابت ہوتا ہے"۔ وزیر نے سرد لہجہ میں کہا

"ہاں ٹھیک ہے۔ اسے دیوتاؤں کی سرزمین پر جاسوسی کرنے کے لئے بھیجنا چاہیئے

جہاں معلوم کرنے کے لئے بہت سی چیزیں ہیں مجھے اس شخص کو ہلاک کر کے افسوس ہوگا۔ یہ بیوقوف بھی نہیں معلوم ہوتا۔ ہم اس اطلاع کے شکر گزار ہیں جو ہمیں ہمارے دوستوں کی طرف سے ملی تھی اور جس کے ذریعے ہم اس خطرناک جاسوس کو گرفتار کرنے میں کامیاب ہوئے جو ہمارے ملک کے حالات شاہ فارس کو بتانے جا رہا تھا۔ اسے گرفتار کر لینے سے ہمیں وہ نقصان نہیں پہنچ سکا جو پہنچ سکتا تھا۔ نہیں وزیر اب ہم اس معاملے پر اور باتیں نہیں سن سکتے۔ ہم پہلے ہی بہت کچھ سن چکے ہیں۔ کیا شہزادہ بیلشفر موجود ہے۔ اوہ یہاں آؤ بیٹے اور مجھے مشورہ دو۔ تمہاری رائے کیا ہے؟ تم ہی بابل کے صحیح حکمران ہو۔ کیونکہ حکومت کے معاملات کو دیکھ کر تم مجھے فرصت کے اوقات میسّر کرتے ہو۔ تاکہ میں اسے دلچسپ اور ضروری موضوعات پر صرف کر سکوں۔ تمہیں بھی اس شخص کی قسمت کے بارے میں کچھ کہنا چاہیئے۔"

اس کے خاموش ہوتے ہی ان درباریوں کے گروہ سے جو تخت کے دائیں طرف موجود تھے، ایک لمبے قد کا تندرست مگر درمیانی عمر کا ایک شخص باہر نکلا۔ اس کی داڑھی اور آنکھیں سیاہ، ناک نوکدار اور چہرہ بے رحمی اور سنگدلی کا غماز تھا۔ بادشاہ کے قریب پہنچ کر وہ جھکا۔ پھر پلٹ کر اس نے ایک سرد نگاہ سے رعموس کے سراپا کا جائزہ لیا۔ دونوں کی آنکھیں ملیں اور رعموس نے بخوبی محسوس کیا کہ یہ شخص اس کا دشمن ہے۔ پہلی ہی نظر میں اسے دیکھ کر رعموس کو نفرت کا احساس بُری طرح ہونے لگا۔ وہ بے خوفی سے اس کی آنکھوں میں اس وقت تک آنکھیں ڈالے رہا جب تک خود بیلشفر نے مجبور ہو کر اپنی آنکھیں نہ ہٹا لیں۔ اسے اس بات کا پوری طرح احساس ہو گیا کہ مدمقابل کوئی معمولی آدمی نہیں ہے۔ پھر وہ بادشاہ کی طرف مڑا اور بھاری آواز میں کہنے لگا۔

"اگر عالی جاہ میرا مشورہ چاہتے ہیں تو میں وزیر کی رائے سے متفق ہوں۔ اس شخص کو فوری طور ختم کر دینا چاہیئے یا پھر اسے ایسی اذیتیں دینی چاہیئے جن سے یہ خود ہی جان چھوڑ جائے۔ ممکن ہے اذیتیں برداشت نہ کر سکنے کی وجہ سے یہ ہمیں اپنا اصلی نام اور کچھ ایسی باتیں

بتادے جو ہمارے لئے فائدہ مند ثابت ہو سکیں۔ اگر میں اس وقت انصاف کی کرسی پر بیٹھا ہوتا جیسا کہ طے تھا اور آپ یہاں ایک دوسرے معاملے کی وجہ سے نہ آ گئے ہوتے تو میں یہی سزا دیتا۔"

رعوس کی ریڑھ کی ہڈی میں سنسنی دوڑ گئی۔

"تم نے سن لیا مصری"۔ بادشاہ کی آواز گونجی "شہزادہ بلیشفر نے جو حقیقت میں اس طرح کے معاملات کا جج ہے تمہارا فیصلہ تمہیں سنا دیا ہے۔ اب ہمیں صرف اس کی تصدیق کر دینی ہے کیونکہ بابل کے قانون کے مطابق ہم اس وقت انصاف کی کرسی پر بیٹھے ہیں اور بادشاہ بھی قانون کا خادم ہوتا ہے۔ کیا تم کچھ کہنا چاہتے ہو؟"

"بہت کچھ عالی جاہ" رعوس بولا "اس سے بھی کہیں زیادہ جتنا آپ سننے کی تاب رکھتے ہیں۔ یہ سچ ہے کہ میں فرعون کی طرف سے روانہ کیا گیا فارس کے لئے ایک سفیر ہوں۔ کیوں کہ فرعون تمام ترقی یافتہ ممالک سے دوستی کرنا چاہتا ہے۔ لیکن جہاں تک میرے جاسوس ہونے کا سوال ہے۔ یہ بات کسی بھی طرح سے صحیح نہیں ہے"

"خاموش"۔ بادشاہ نابونڈس ہاتھ اٹھا کر بولا "آخر یہ سب کہنے کی کیا ضرورت ہے؟ جبکہ ہمارے آدمیوں نے تمہیں شاہ فارس کے لئے جاسوسی کرتے ہوئے پکڑا ہے۔ تمہارے پاس سے ہمیں جعلی خطوط ملے ہیں۔ جن میں تمہارا نام درج نہیں ہے۔ اس کے علاوہ ہمیں اپنے دوست اماسس فرعونِ مصر سے اس کی اطلاع مل چکی ہے کہ تم بہت بڑے جھوٹے ہو۔ اب اگر تم خاموش رہو تو ہم اس معاملے کو ختم کر دیں۔ کیونکہ ہمارے وزیر کا کہنا ہے کہ کچھ ضروری معاملات مصر سے متعلق ہمارے منتظر ہیں"۔

رعوس کا دل دھڑکا۔ پھر بادشاہ کا دھیان ٹھکانے کی غرض سے کہنے لگا

"مجھے افسوس ہے عالی جاہ۔ اس حالت میں مجھے اس مجسمہ کو دیکھنے کا موقع نہ مل سکے گا اور میں آپ کو یہ نہ بتا سکوں گا کہ وہ فتاح کا ہے یا بلس کا؟"

"ہاں ہاں... خوب یاد دلایا... تمہیں خداؤں کے بارے میں علم ہے؟"

"ہاں عالیجاہ۔ میں مصر کے تمام خداؤں اور ان کی خصوصیات سے واقف ہوں۔ ان کے علاوہ میں مشرقی، فارسی اور دوسری جگہوں کے خداؤں کے بارے میں بھی جانتا ہوں۔ اگر مجھے وقت دیا جائے تو میں ان کے بارے میں بہت کچھ بتا سکتا ہوں۔"

"ایسا ہی ہوگا۔ ٹھہرو وزیر۔ مجھے معلوم ہے خاتون انتظار کر رہی ہے۔ اسے انتظار کرنے دو۔ اب ہماری عمر ایسی نہیں رہ گئی ہے جس میں ہم شادی کے لئے جلد بازی سے کام لیں۔ شہزادے تمہارے چہرے کے ناگوار اثرات کا ہم پر کوئی اثر نہیں پڑے گا۔ ہم اب بھی شاہِ بابل ہیں اور اپنے ہاتھ میں زندگی اور موت کی طاقت رکھتے ہیں۔ ہم اس شخص ... کیا نام ... بیتھامس کو کسی قسم کی سزا نہیں دینا چاہتے۔ اسے باہر گیلری میں لے جاؤ اور اس کے ساتھ اچھا برتاؤ کرو۔ جب ہم دوسرے کاموں سے فراغت پا جائیں گے تو اس سے پھر بات کریں گے۔ اگر کسی نے ہمارے حکم کی تعمیل میں کوتاہی برتی تو اس کا سر تن سے جدا کر دیا جائے گا۔"

قانون کی دیواریں

شاہ بابل بینو نائیڈس کے حکم سے رگموس کو اُس گیلری میں پہونچا دیا گیا تھا جہاں سے وہ، ہال میں جو کچھ ہونے والا تھا، صاف دیکھ سکتا تھا۔ جبکہ باہری شخص گیلری کے اندر کی چیزیں نہیں دیکھ سکتا تھا۔

اُس غلام نے جو محافظوں کے ساتھ آیا تھا، رگموس کو بتایا کہ یہ گیلری کبھی شاہی خاندان کی عورتوں کے استعمال میں اس وقت آتی تھی جب نیچے ہال میں کوئی شاہی تقریب منائی جاتی تھی اس غلام نے اسے یہ بھی بتا دیا کہ اتفاق ہے یا ہُنرمندی ؟ یہ وہ نہیں جانتا۔ لیکن اس جگہ رہتے ہوئے نیچے ہونے والی تمام باتیں سنائی دیتی ہیں جب کہ اس جگہ کی آواز چیخنے پر بھی نیچے ہال میں نہیں پہونچ سکتی۔

غلام کا شکریہ ادا کرتے ہوئے رگموس اس سٹول پر بیٹھ گیا جو اس کے لئے لایا گیا تھا۔ پھر وہ نیچے ہال میں دیکھنے لگا۔

اب اس عظیم ہال کے تمام دروازے کھول دیئے گئے تھے اور ان میں سے قیمتی لباس والے مہمان اندر داخل ہو رہے تھے۔ گیلری کے ٹھیک نیچے وزراء اور درباری جمع ہو رہے

تھے۔ شہزادہ بیلشضر ان سب کے آگے نظر آرہا تھا۔

تھوڑی ہی دیر بعد چوبدار کی آواز گونجی

"دلہن آرہی ہے۔ خاتونِ حرم آرہی ہے"۔

یہ سن کر عوس پر لرزہ طاری ہونے لگا۔ اس کے دل میں بے اختیار یہ خیال آیا کہ کہیں خاتونِ حرم اس کی اپنی بیوی مارہ تو نہیں؟

اب کھلے دروازوں سے خوب صورت عورتیں گاتی ناچتی اندر داخل ہوگئیں۔ ان کے عقب میں موسیقار تھے اور ان کے پیچھے غلاموں کا ایک گروہ تھا جو تحفے کی چیزیں لئے ہوئے تھے اس کے بعد ایک پالکی سپاہیوں اور محافظوں کے درمیان آئی۔ پالکی رکھی گئی اور سپاہی اور محافظ دائیں بائیں ہٹ گئے۔ پھر شاہی نوکرانیوں نے آگے بڑھ کر پالکی کا پردہ ہٹا دیا اور اس میں بیٹھنے والی کو سہارا دے کر نیچے اتارا۔ ایک پستہ قد عورت، جو ایک عبا پہنے تھی، اسے پالکی کے پاس سے ایک ایسی کھلی جگہ پر لے آئی۔ جہاں ہر کوئی اسے بخوبی دیکھ سکتا تھا۔ کیونکہ اس جگہ اس کے چہرے پر روشنی پڑ رہی تھی۔

عوس نے بھی اسے دیکھا۔ دیکھتے ہی اس کی آنکھوں کے سامنے دھند سی چھاگئی۔ وہ کوئی اور نہیں اس کی بیوی مارہ ہی تھی اور وہ پستہ قد عورت مارہ کی نرس مائی ٹپ تھی۔

مارہ پوری طرح شاہی لباس میں ملبوس تھی اور اس کے جسم پر وہ تمام جواہرات چمک رہے تھے جو اسے اپنی ماں کی طرف سے ملے تھے۔ ان کے علاوہ اس کے گلے میں سفید پھول کا تعویز بھی لٹک رہا تھا۔ اس کے سینے پر وہ پلیٹ بھی لٹک رہی تھی جس پر اکجانی زبان میں کچھ تحریر تھا اور جو عوس کو مارہ کی ماں نے جواہرات کے ساتھ میدانِ جنگ میں مرتے وقت دی تھی۔ اس کے علاوہ اس کے سر پر بالوں میں پھنسا سونے کا ایک حلقہ بھی رکھا تھا جس کے اوپر مصر کا شاہی نشان سانپ کا سر اٹھا ہوا نظر آرہا تھا۔

حیرت کے آثار اپنے چہرے پر لئے ہوئے مارہ تخت کی طرف بڑھی اور قریب

جا کر رُکی۔

دربار میں جتنے بھی لوگ موجود تھے وہ آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر خوب صورت مائرہ کو دیکھ رہے تھے۔ خاص طور سے شہزادہ بیلشنر متاثر نظر آرہا تھا۔

بادشاہ بینو نائیڈس تخت سے نیچے اتر کر مائرہ کے قریب پہونچا اور اس کی پیشانی چوم لی۔ جس کے ساتھ ہی سارے درباری یہ چیخ اٹھے

"عظیم بادشاہ نے مصر کی شاہی حرم کی خاتون کو قبول کر لیا۔ خدا بادشاہ کو ہمیشہ سلامت رکھیں اور ان کی بیوی کو بھی"۔

مائرہ درباریوں کی یہ چیخ سن کر ایسے چونک پڑی جیسے خواب کی حالت میں رہی ہو۔ پھر سنبھل کر وہ بابلی زبان میں بادشاہ سے کہنے لگی

"عظیم بادشاہ! مجھے ہاتھ نہ لگا۔ میں آپ کے قابل نہیں"۔

"ایں... کیا مطلب"؟ نائیڈس نے حیرت سے کہا "ہمارے خیال میں تم خوب صورتی اور عہدے دونوں کے لحاظ ہمارے قابل ہو"۔

"میرا کوئی عہدہ نہیں ہے عظیم بادشاہ! کیونکہ میں مصر کے شاہی حرم میں پیدا ہی نہیں ہوئی۔ میں تو ایک ایسی لڑکی ہوں جسے مردود خ کے زمانے میں میدانِ جنگ سے ایک شخص نے میری مرتی ہوئی ماں سے حاصل کیا تھا۔ فرعون اماسس نے آپ کو دھوکا دیا ہے اپنا مقصد حاصل کرنے کے لئے۔ مجھے میرے گھر سے اغوا کرکے آپ کے آدمیوں کے ساتھ مصر کی شہزادی بنا کر بھیجی ہے۔ یہ تاج جو میرے سر پر ہے میرا نہیں ہے عظیم بادشاہ"! کہہ کر مائرہ نے اپنے سر پر رکھے شاہی تاج کو نوچ کر پھینک دیا۔ جس سے اس کے بال کھل کر بادلوں کی طرح دائیں بائیں بکھر گئے۔

اس انکشاف پر ہال میں حیرت و استعجاب کی چیخیں گونجیں۔ کیونکہ شاہ بابل کو اس طرح کا دھوکا دینا سراسر ناممکنات میں سے تھا۔

"خاتون!" ہال میں نائیڈس کی آواز گونجی " جو کچھ تم کہہ رہی ہو اگر صحیح ہے تو فرعون نے ہمارے ساتھ ایسا دھوکا کیا ہے جس کا دھبہ اس کے خون سے ہی صاف ہو سکتا ہے۔ لیکن کیا یہ سچ ہے؟ اگر سچ بھی ہے تو اب کیا ہو سکتا ہے۔ کیونکہ ہم نے تمہیں اپنی بیوی کی حیثیت سے قبول کر لیا ہے" وہ کچھ سوچنے لگا پھر بولا" یہ ایک پیچیدہ معاملہ ہے۔ کیا تم اسے ثابت کر سکتی ہو؟ ہمارے خیال میں تو اب تمہیں ہماری بیوی کی حیثیت سے ہمارے محل میں رہنا ہی پڑے گا۔ کیونکہ ہم تمہیں قبول کر چکے ہیں"۔

"ایسا نہیں ہو سکتا عظیم بادشاہ!" مائرہ کی آواز لرز رہی تھی

"کیوں نہیں ہو سکتا؟" نائیڈس نے سختی سے کہا" خاتون! بادشاہ اس طرح کے الفاظ سننے کے عادی نہیں ہوتے"۔

"عظیم بادشاہ! میری شادی ہو چکی ہے۔ اس لئے آپ کے محل میں رہنے کے قابل نہیں ہوں۔ مجھے جانے دیجئے"۔ مائرہ گھٹنوں کے بل بیٹھ گئی اور اپنے ہاتھوں کو التجائیہ انداز میں آگے پھیلا دیا۔

"شادی ہو چکی ہے"۔ دہرا کر نائیڈس حیرت کے عالم میں کئی قدم پیچھے ہٹا۔ درباریوں کے چہرے خوف اور نفرت کی آماجگاہ بن گئے۔

"اس عورت کو لے جاؤ" بادشاہ کا ایک وزیر چیخا

"نہیں" بادشاہ تیز آواز میں بولا" اگر اس کی کہانی صحیح ہے تو غلطی فرعون کی ہے اس کی نہیں اور ہم فرعون سے ہی اپنا معاملہ طے کریں گے۔ لیکن میں پھر کہتا ہوں۔ کیا یہ صحیح ہے؟ حالانکہ صحیح ہی نظر آتا ہے کیونکہ کوئی بھی عورت بابل کی ملکہ بننا فخر محسوس کرتی۔ ہاں اگر عشق وغیرہ کا چکر ہو تو دوسری بات ہے۔ خاتون کیا تم کوئی ثبوت پیش کر سکتی ہو؟"

"مائی ٹپ آگے بڑھو اور عالیجاہ کو بتاؤ کہ میں کون ہوں؟" مائرہ مائی ٹپ سے بولی

حیرت زدہ مائی ٹپ آگے آئی۔ بابلی زبان میں ہوئی بات چیت کا ایک بھی لفظ اس

کے پلے نہ پڑا تھا۔ یہ بات معلوم ہونے کے بعد کہ وہ صرف مصری زبان بول سکتی ہے، ایک ایسے

شخص کو لایا گیا جو مصری اور بابلی دونوں زبانوں سے واقف تھا اور مطلب واضح کر سکتا تھا۔

مائی ٹپ سے یہ دریافت کیا گیا کہ کیا اس کی مالکہ کی شادی ہو چکی ہے یا نہیں؟

"میری مالکہ کی شادی ہو چکی ہے اگر ہاتھر کے پروہت جھوٹے نہیں ہیں"۔ مائی ٹپ

نے مصری زبان میں کہا۔ پھر اس نے بتانا شروع کر دیا کہ کس طرح نارہ کو فرعون کے آدمیوں

نے اغوا کیا تھا۔

"یہ عورت بے وقوف ہے"۔ مائی ٹپ کے خاموش ہو جانے پر نابونائیڈس بولا "کیا کوئی

اور ایسا نہیں ہے جو اس معاملہ میں کچھ کہہ سکے؟ اگر نہیں ہے تو پھر اس عورت کو محل میں وہاں رکھا

جائے جہاں چھوڑی ہوئی عورتیں رکھی جاتی ہیں"۔

نابونائیڈس کے الفاظ گونج ہی رہے تھے کہ یکایک ایک شخص، جس نے بابلی منجموں کا سا

لباس پہن رکھا تھا جس پر ستارے اور دوسرے عجیب قسم کے نشان بنے ہوئے تھے، سامنے آیا

رعموس نے آنکھیں پھاڑ کر اس کی طرف دیکھا کیونکہ وہ اس کا دوست اور معلم بلیس بابلی تھا

"یہ کون ہے"؟ بلیس کو دیکھ کر نابونائیڈس نے تیز آواز میں پوچھا

"عالیجاہ" بلیس نے جھکتے ہوئے کہا "میں وہ شخص ہوں جسے عالیجاہ اس وقت

جانتے تھے جب بابل کے تخت پر نہیں بیٹھے تھے۔ میں شاہی دربار کا کاتب اور دیوتاؤں کا کاہن

تھا۔ ان دنوں میں عزار اور بلیس کے نام سے مشہور رہوں۔ جبکہ اس زمانے میں ایک دوسرے

نام سے پہچانا جاتا تھا۔ جو شاید عالی جاہ کو یاد بھی نہ رہا ہو۔ اگر یاد نہیں تو میں کان میں بتا دیتا

ہوں" کہہ کر بلیس آگے بڑھا اور بادشاہ کے کان میں اس نے نہ جانے کیا بات کہہ دی کہ اس

کی آنکھیں حیرت سے پھیل کر رہ گئیں۔

بلیس پھر بلند آواز میں کہنے لگا

"عالی جاہ کو میری کہانی یاد ہو گی۔ میری شادی ہوئی تھی۔ لیکن میری بیوی میرے لئے

ایک لڑکی چھوڑ کر فوت ہو گئی تھی۔ وہ لڑکی بہت حسین تھی اور اسے ایک شخص نے اغوا کیا تھا جس کا نام میں ظاہر نہیں کرنا چاہتا۔ چونکہ وہ لڑکی قسمت سے مقابلہ کرنے کے لئے تیار ہو گئی تھی اس لئے ہلاک کر دی گئی تھی۔ اس کی لاش کو دریا میں بہتے پایا گیا تھا اور ایک خط بھی اس کی عبا میں ملا تھا جس میں اس کی پوری حکایت درج تھی۔ اگر عالیجاہ وہ خط دیکھنا چاہتے ہیں تو دیکھ سکتے ہیں کیونکہ وہ میرے پاس اس وقت بھی موجود ہے۔ میں نے انصاف حاصل کرنے کی کوشش کی تھی مگر ناکام رہا۔ اس لئے ان لوگوں کو، جنہوں نے مجھے تکلیف پہنچائی تھی، بددعائیں دیتا ہوا بابل چھوڑ کر فرعون مصر کے پاس جا کر رہنے لگا۔ میں پھر بابل واپس نہیں آیا۔ حالانکہ اس جگہ میرے دوست موجود ہیں جن سے میری خط و کتابت ہوتی رہتی تھی۔ وہ میرے بارے میں گواہی دے سکتے ہیں کہ میں ساحر اور نجومی ہوں جو ستاروں کی زبان پڑھ سکتا ہے۔ اتنے عرصہ تک بابل نہ آنے کے باوجود بھی مجھے یقین تھا کہ ایک دن میں ضرور واپس آجاؤں گا اور کس کام سے آؤنگا اس سے بھی اچھی طرح واقف تھا۔ اگر عالیجاہ کو میری باتوں پر یقین نہ ہو تو میں اور ثبوت بھی پیش کر سکتا ہوں"۔

"مجھے تم پر یقین ہے میری جوانی کے دوست، اور تمہاری کہانی پر افسوس، جسے میں پہلے بھی سن چکا ہوں"۔ بادشاہ نے دھیرے سے کہا

"اب اگر عالیجاہ مجھے اجازت دیں تو میں اس لڑکی کے بارے میں کچھ عرض کروں۔ میں اس لڑکی کو اس کے بچپن سے جانتا ہوں۔ جیسا کہ اس نے کہا ہے کہ اسے اس کی مرتی ہوئی ماں نے مصر و بابل کی فوجوں کے درمیان ہونے والی جنگ میں اسے ایک شخص کے حوالے کیا تھا، صحیح ہے کیونکہ میں نے اُس مصری کپتان کو ان جواہرات کے ساتھ، جو اس وقت اس کے جسم پر ہیں، اسے خیمہ میں لاتے دیکھا تھا۔ اُس کپتان نے، جو میرا دوست ہے اور جس کے ساتھ میں رہتا تھا، اس کی پرورش اپنی بیٹی کی طرح کی تھی لیکن چند دن بیشتر اسے اپنی بیوی بنا لیا تھا۔ اس کے بعد فوراً ہی مصر کے فرعون نے اسے اغوا کر کے شہزادی کی شکل میں آپ سے شادی کرنے کے لئے اس جگہ بھیج دیا

کیونکہ یہ حسین اور سچ مچ شہزادی لگتی ہے"۔

"اس دھوکے کی سزا فرعون کو ضرور ملے گی اور خاص کر اس لئے کہ میں نے اس لڑکی کو اپنے لبوں سے چھو کر اپنی بیوی بنا لیا ہے۔ لیکن اب یہ ہمیشہ میری بیوی رہے گی کیونکہ بابل کے قدیم قانون کے مطابق بادشاہ اپنی کونسل کے سامنے جو کچھ کرتا ہے پھر اس سے پیچھے نہیں ہٹ سکتا"۔ نابونڈس کی یہ بات سن کر رعموس "جو اوپر گیلری میں موجود تھا" کی آنکھوں میں مایوسیوں کا اندھیرا چھا گیا۔ مائرہ پر بھی نابونڈس کی بات کا اثر پڑا اور اس نے مائی ٹپ کے شانے پر اس طرح ہاتھ رکھا جیسے خود کو گرنے سے بچا رہی ہو۔

بلیس دانت پر دانت جمائے کھڑا تھا۔ نابونڈس نے اس سے پوچھا

"بلیس، اس شخص کا نام اور عہدہ کیا ہے؟ جس سے اس لڑکی کی شادی ہوئی تھی"۔

"عالیجاہ اس کا نام رعموس ہے اور وہ ممفس کا ایک بڑا عہدیدار ہے۔ پیدائش کے لحاظ سے وہ مرحوم فرعون ہوفرا کی اولاد ہے۔ اس کی ماں یونانی ہے"۔

وزیر نے جھک کر نابونڈس کے کان میں کچھ کہا جسے سن کر وہ اپنا سر ہلاتے ہوئے کہنے لگا

"اسی لئے موجودہ فرعون، ہوفرا کا قاتل اس سے نجات حاصل کرنا چاہتا ہے۔ اوہ .... اب میں سب سمجھ گیا۔ اس لڑکی کے شوہر نے اپنی بیٹی کی طرح اس کی پرورش کی تھی۔ اس طرح پرورش کرنے کے نقطۂ نظر سے اسے شہزادی مان کر بابل کے بادشاہ کے لائق سمجھا گیا۔ مصر کے تخت پر بیٹھا ہوا لاولد فرعون اس طرح کے منصوبے بنا سکتا ہے"۔ نابونڈس کا چہرہ غصہ سے سرخ ہو رہا تھا" لڑکی! تمہارے ساتھ زیادتی ہوئی ہے۔ لیکن اب میں تمہارے لئے کیا کر سکتا ہوں؟"

"عالیجاہ! میں آپ سے التجا کرتی ہوں کہ مجھے میرے شوہر کے حوالے کر دیا جائے جس سے میں پیار کرتی ہوں اور جو مجھ سے محبت کرتا ہے"۔

"تمہارا شوہر کہاں ہے؟"

"میں نہیں جانتی عالیجاہ! جب میں آپ کے آدمیوں کے ساتھ مصر سے روانہ ہوئی تھی اس وقت فرعون نے اسے اپنے پاس طلب کر لیا تھا۔ ممکن ہے بلیس کو معلوم ہو جو ہمیشہ اسی کے ساتھ رہتا چلا آرہا ہے۔"

"اگر ایسا ہے تو بلیس کو یہ سوچ کر کہیں اس کا جواب فرعون تک نہ پہنچ جائے" خاموش ہی رہنا چاہیئے..... سنو لڑکی! ہمارے قانون کے مطابق تم ہماری بیوی بن چکی ہو۔ تم کیا ہو؟ اب اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ ہم نے تمہیں اپنے لبوں سے چھو لیا ہے اس لئے تم بابل کے بادشاہ کی بیوی بن گئی ہو۔ کیوں وزیر۔ کیا بابل کا یہی قانون نہیں ہے؟"

"یہی قانون ہے ہمارے ملک کا" وزیر نے جھک بلند آواز میں کہا" اب اگر اس عورت پر کوئی نظر اٹھائے گا خواہ وہ اس کا شوہر ہی کیوں نہ ہو' اس کی گردن مار دی جائے گی اور اس عورت کی بھی' اگر یہ اس کے جرم میں شریک رہی۔"

"تم نے سن لیا" نائیڈس' مارزہ سے بولا

"میں نے سن لیا" مارزہ ٹوٹی ہوئی آواز میں بولی۔

"تمہیں ہم سے خوف زدہ ہونے کی ضرورت نہیں" نائیڈس پھر کہنے لگا" کیونکہ ہم یہ گناہ کر کے خداؤں کو ناراض نہیں کرنا چاہتے۔ ہم تمہیں اپنے محل میں اپنے ساتھ نہیں رکھیں گے اور چند خاص وجوہات کی بنا پر خاص کر تمہاری بھلائی کے لئے تمہیں ہم واپس مصر نہیں بھیجنا چاہتے۔ کیونکہ فرعون اماسس تم سے اس کا انتقام ضرور لے گا کہ تم نے اس کا فریب ہم پر ظاہر کر دیا..... پھر تم کہاں جاؤ گی؟"

"قبر میں"..... مارزہ بولی" میرے خیال میں صرف وہی جگہ میرے لئے محفوظ و مامون ہے"۔

"ہیں..... تم ابھی خوب صورت اور جوان ہو" نائیڈس کا لہجہ ہمدردانہ تھا" اس بارے میں کون کچھ کہہ سکتا ہے کہ خداؤں نے تمہارے بارے میں کیا فیصلہ کیا ہے؟ لیکن ہم کیا کریں؟"

نورانی شکل وصورت اور خوابیدہ آنکھوں والا دانی ایل آگے بڑھا اور مائرہ کے نزدیک پہنچ کر اسے غور سے دیکھنے لگا۔ پھر اس کی تیز نظریں اس کے گلے پر پڑیں جہاں وہ چھوٹی سی پلیٹ موجود تھی جس پر انجانی زبان میں کچھ تحریر تھا۔ دانی ایل نے وہ پلیٹ غور سے دیکھی پھر بادشاہ کی طرف مڑ کر اپنے مخصوص بھاری اور پُراسرار آواز میں کہنے لگا

"بادشاہ سلامت رہے۔ مجھ پر یہ ظاہر ہوا ہے کہ یہ لڑکی ان مخصوص لوگوں میں سے ایک کے خون میں سے ہے جو اس حکومت میں رہتے ہیں۔ میرا مطلب عبرانیوں سے ہے جن میں سے میں بھی ہوں۔ عالیجاہ! آپ اور آپ سے پیشتر اس تخت پر بیٹھنے والے چند اور لوگوں نے مجھے عزت بخش کر مجھے بابل کا حکمران[1] سا بنا دیا ہے"

"ہمیں تمہاری کہانی معلوم ہے پُراسرار پیغمبر!" نائیڈس کی آواز میں خوف تھا "ہمیں یہ بھی معلوم ہے کہ تمہارا وہ خدا جس کی تم دن رات عبادت کرتے ہو، تمہاری حفاظت کرتا ہے۔ اگر تم اس عورت کے سلسلے کسی قسم کی درخواست کرنا چاہتے ہو تو تمہیں اجازت ہے۔ لیکن اسے فراموش نہ کرنا کہ ہمارے قانون کے مطابق جس میں تبدیلی نہیں ہو سکتی، اس حالت میں اسے کسی اور شخص کو نہیں دیا جا سکتا جبکہ ہم اسے قبول کر چکے ہیں"۔

"میں ایک درخواست ہی کرنے والا ہوں۔ عالیجاہ مجھے اور میری طرز زندگی سے واقف ہیں۔ اس خاتون اور اس کی ملازمہ کو اس وقت تک کے لئے میری حفاظت میں دے دیا جائے جب تک خدا کی مرضی نہیں ہو جاتی۔ میں وعدہ کرتا ہوں کہ اس دوران عالیجاہ کی زندگی میں اس سے نہ کوئی مل سکے گا اور نہ ہی گفتگو کر سکے گا۔ اس طرح بابل کے قوانین پر کسی طرح کی آنچ نہ آسکے گی۔ میں یہ بھی چاہتا ہوں کہ میرے مکان پر پہرہ لگا دیا جائے تاکہ میرا

---

[1] بائبل کے بیان کے مطابق نبوکدنضر نے، جو دوسرے عبرانیوں کے ساتھ پیغمبر دانی ایل کو غلام بنا کر یروشلم سے بابل لایا تھا، ایک خواب کی تعبیر بتانے کے بدلے میں دانی ایل کو سرفراز کیا اور اس کو بابل کے تمام صوبے پر فرمانروائی بخشی تھی۔ (ابن اسماعیل)

وعدہ پورا ہو سکے"۔

نایڈس پریشان ہو کر کہنے لگا

"اس معاملے نے ہمیں پریشان کر دیا ہے۔ کاتب! ہمارا فرمان تحریر کرو۔ ہمارا حکم ہے کہ مائرہ نام کی عورت جسے شاہِ بابل بینو نایڈس نے مصر کی شہزادی سمجھتے ہوئے اپنی بیوی بنایا تھا اور جسے فرعون اماسس نے بابل کے شاہی خاندان کی ایک لڑکی کے عوض ہمارے پاس بھیجا تھا اس لئے شاہِ بابل کے محل میں رہنے کے قابل نہیں ہے کہ وہ پہلے سے ہی شادی شدہ ہے۔ اب وہ اس وقت تک ہماری رعایا دانی ایل یہودلہ کے ایک پیغمبر کی حفاظت میں رہے گی جب تک ہم اس کے بارے اور کوئی فیصلہ نہ کریں۔ ہم حکم دیتے ہیں کہ دانی ایل کے مکان پر دن رات کا پہرہ لگا دیا جائے تاکہ یہ عورت کسی اور سے گفتگو نہ کر سکے۔ اگر کسی کے ساتھ یا کسی سے گفتگو کرتی دیکھی جائے تو سرف پیغمبر کو چھوڑ ان دونوں کو ختم کر دیا جائے۔ اب دونوں مائرہ اور دانی ایل ہمارے عصا کو ہاتھ لگا کر یہ ظاہر کریں کہ انہیں ہمارے فرمان سے اتفاق ہے" کہہ کر اس نے سونے کا عصا جو تخت پر بیٹھتے وقت ہمیشہ اس کے ہاتھ میں رہتا تھا' آگے بڑھایا۔

ان دونوں نے عصا کو ہاتھ سے چھوا۔ پھر دانی ایل بادشاہ کے سامنے جھکے بغیر مڑا اور مائرہ کو اپنے پیچھے آنے کا اشارہ کیا۔ انہیں چاروں طرف سے محافظوں کے ایک دستے نے حصار میں لے لیا اور وہ ہال کے ایک دروازے سے باہر نکل گئے

مائرہ بری طرح نڈھال نظر آ رہی تھی اور وہ دانی ایل کے شانے کا سہارا لئے ہوئے تھی۔ اس کے باہر جانے کا راستہ اس مقام پر سے تھا جہاں شہزادہ بیلشضر اپنے چند ساتھوں کے ساتھ کھڑا تھا۔ اس نے جھک کر مائرہ کو اس انداز میں دیکھا جیسے حیرت زدہ ہو۔ پھر اس کے منہ سے کوئی مذاق کا کلمہ نکلا جسے سن کر اس کے مصاحب ہنسنے لگے۔ دانی ایل نے مڑ کر اسے انتہائی سرد نگاہوں سے گھورا۔

اس کے بعد بیلشضر نے تخت کے پاس جا کر نایڈس کے کان میں کچھ کہا۔ جس پر بادشاہ

نے لال پیلا ہو کر کہا

"ہمیں جو کچھ کہنا تھا ہم کہہ چکے۔ ہم اب بھی بابل کے بادشاہ ہیں اور جو ہمارے حکم کی تعمیل نہ کرے گا اسے سزا ملے گی خواہ وہ شہزادہ بیلشیزر ہی کیوں نہ ہو۔" نائیڈس کی اس دھمکی آمیز بات کے بعد ہال میں جو خاموشی چھائی رہی۔ اسی میں اس نے اپنے عصا کو حرکت دے کر یہ اعلان کیا کہ دربار ختم ہوا اور پھر تخت سے اتر کر وہ اپنے محافظوں اور سپاہیوں کے گھیرے میں ہال سے چلا گیا۔

بیلشیزر اسے جاتے دیکھتا رہا پھر اپنے شانے اچکاتے ہوئے ہال میں موجود تمام لوگوں کی طرف مڑ کر تیز آواز میں کہنے لگا

"بادشاہ ہمیشہ زندہ نہیں رہتے اور ان کے ساتھ ہی ان کے فرمان بھی مر جاتے ہیں۔ میں جلد ہی اس حسین عورت کو اس عبرانی کے مکان سے نکال کر ایک بہترین مکان میں رکھوں گا۔" اس کی اس بات پر کچھ لوگ خوف زدہ ہو گئے اور کچھ قہقہہ مار کر ہنس پڑے

دھیرے دھیرے ہال خالی ہونا شروع ہو گیا۔ اوپر گیلری میں رعوس پیش آنے والے واقعات کو دیکھ کر اس طرح بیٹھا رہا جیسے اس میں سوچنے سمجھنے کی صلاحیت ہی باقی نہ رہی ہو۔ آخر ایک پیغامبر نے آکر اس غلام سے، جو رعوس کے پاس موجود تھا، کچھ کہا جس پر غلام نے رعوس کو چلنے کا اشارہ کیا

لڑکھڑاتے قدموں سے رعوس اس کے پیچھے ہو لیا۔ اس خیال سے اس کا دل بیٹھا جا رہا تھا کہ کہیں اب سے قتل کرنے کے لئے تو نہیں لے جایا جا رہا۔ لیکن اس کا خیال غلط ثابت ہوا کیونکہ اسے پھر اس کے قید خانے میں پہنچا کر تنہا چھوڑ دیا گیا۔

کچھ ہی دیر بعد اس کے لئے کھانا لایا گیا مگر اس نے کھانے کو چھوا بھی نہیں۔ البتہ شراب ضرور پی جس سے اس کی حالت قدرے سنبھل گئی۔ وہ سوچنے لگا کہ اس کا معاملہ بہت ہی حیرت انگیز اور خوف ناک تھا۔ اس نے مارہ کو پالیا تھا لیکن وہ پھر اس سے جدا ہو گئی تھی اور اب وہ

ایک محفوظ مقام پر تھی، اس عبرانی پیغمبر کے پاس جس کے بارے میں عجیب کہانیاں مشہور تھیں اور
جس سے سب ہی ڈرتی تھی کہ بادشاہ نابیڈس بھی خوف کھاتا تھا۔ ساتھ ہی رعموس کو بیلشضر یاد آگیا،
جو صحیح معنوں میں بابل کا بادشاہ تھا اور جس نے بھوکی نگاہوں سے مائرہ کو دیکھا تھا۔ رعموس نے
سوچا کہ اب اس کے سامنے خدا پر، اگر خدا ہے، بھروسہ کرنے کے علاوہ اور کوئی چارہ نہیں۔

"اے اندیکھی قوت"! وہ دل ہی دل میں چیخ اٹھا" جس نے زمین کو پیدا کیا ہے۔ اے
نامعلوم طاقت! جو ہمیں اندھیرے سے نکال کر روشنی میں لاتی ہے تاکہ ہم موت کے منہ میں جا کر
اور بھی گہرے اندھیرے میں پہنچ جائیں۔ اے سب کچھ جاننے والے! اے آغاز و انجام!
اے وقت کے مرکز اور نجات دہندہ! میری مدد کر۔ تُو نے ہی زندگی کے کھیل اور موت کے
معاملے بنائے ہیں۔ اسے بچا لے اور اپنے رحم سے اسے مجھ سے ملا دے۔ کیوں کہ ہم ایک دوسرے
سے محبت کرتے ہیں ہمیں اس خوشی سے محروم نہ کر جو ہر انسان اور پرندوں کو بھولوں کو عطا ہوتی
ہے۔ اگر ایسا ممکن نہیں تو پھر ہم دونوں کو اس زندگی سے نجات دے دے۔ تاکہ ہم ایک دوسرے
کے ہاتھ میں ہاتھ دے کر اس شے کو تلاش کرنے چلے جائیں جو سورج کے اس پار ہے"۔

دروازہ کھلا اور ایک پیغامبر اندر داخل ہوا

"اٹھو" اس نے رعموس سے کہا" بادشاہ تمہیں اپنے حضور میں طلب کر رہے ہیں"۔

خاموشی کے ساتھ وہ اٹھا اور ایک محافظ کے ساتھ چلتا ہوا محل کے اس پرائیویٹ
حصے میں جا پہنچا جہاں کئی کمرے ایک ہی قطار میں نظر آرہے تھے۔ محافظ رعموس کو ایک کمرے
میں لے گیا جہاں معمولی لباس میں ایک شخص بیٹھا تھا۔ رعموس نے غور سے اس شخص کو دیکھا
تو معلوم ہوا کہ معمولی لباس میں ملبوس یہ شاہ بابل ہے۔ اس کے سامنے ایک میز تھی جس پر
شراب سے بھری ایک صراحی اور شراب پینے کے پیالے سلیقے سے رکھے تھے۔

رعموس اس کی تعظیم کے لئے جھکا تو اس نے کہا

"میں اس وقت دربار میں نہیں ہوں۔ تم وہی مصری ہو جو نملاؤں کے بارے میں سب کچھ

جانتے ہو..... خیر..... آؤ میرے ساتھ شراب پیو" غلام سے مخاطب ہو کر" غلام! تو مجھے اس طرح کیوں دیکھ رہے ہو۔ میں جانتا ہوں یہ مجھے قتل کر سکتا ہے۔ لیکن یہ ایسا نہیں کرے گا کیونکہ ایک عالم اگر یہ عالم ہے کسی عالم کو ہرگز قتل نہیں کر سکتا اور اگر اس نے ایسا کیا بھی تو مجھے اس کا افسوس بھی نہ ہوگا کیونکہ اس کائنات کی بہت سی باتیں ایسی ہیں جنہیں میں معلوم نہیں کر سکا ہوں اور اس تخت کو چھوڑ کر معلوم کرنا چاہتا ہوں۔ کاش! خدا میری آرزو پوری کر دیں۔ باہر جاؤ غلام اور اپنے ساتھ محافظ کو بھی لے جاؤ۔ میں یہ پسند نہیں کرتا کہ یہ محافظ مجھے دیکھتے رہیں۔ مجھے ان کی تلواروں کی کھڑکھڑاہٹ سے نفرت ہے۔ تلوا... جنگ... جگ... جنگ اُف یہ الفاظ میری تباہی کا باعث بن رہے ہیں۔ میں ان سے گھبرا گیا ہوں۔ کھڑے کیا ہو... جاؤ اگر یہ مجھے قتل کرے گا تو تمہیں بھی اسے قتل کرنے کا موقع مل جائے گا۔ پھر ہم دونوں کسی دوسری جگہ مل کر گفتگو کریں گے۔ لیکن تمہیں یقین دلاتا ہوں کہ یہ مجھے قتل نہیں کرے گا"۔

بادل نخواستہ غلام اور محافظ چلے گئے۔

"اب آ کر بیٹھو" نائیڈس نے رغوس سے کہا" میرے سامنے"...

"عالیجاہ! میں خود کو اس قابل نہیں سمجھتا"

"احمقانہ باتوں میں وقت برباد نہ کرو مصری۔ دیکھو میں ان تمام اشیاء پر تم سے گفتگو کرنا چاہتا ہوں" نائیڈس نے اس لمبی میز کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا جس پر بے شمار مجسمے رکھے تھے۔ ان میں وہ مجسمہ بھی تھا جو رغوس نے دربار میں دیکھا تھا۔ اس کے علاوہ مٹی اور سنگ مرمر کی تختیاں بھی تھیں جن پر قدیم زبانوں میں کچھ تحریر تھا۔

کچھ سوچ کر رغوس آگے بڑھا اور بادشاہ کے سامنے بیٹھ گیا

"میں نے اس وقت تمہارے ساتھ بڑی بھلائی کی ہے مصری" شراب کا پیالہ بھرتے ہوئے مسکرا کر رغوس سے کہا" جب میں نے تمہیں یہاں لائے جانے کا حکم دیا تھا تو مجھے جواب ملا تھا کہ میں نے تمہیں طلب کرنے میں دیر کر دی ہے کیونکہ میرے بیٹے میلیشفر نے میرے نام سے

تمہیں قتل کر دیئے جانے کا حکم جاری کر دیا ہے۔ میرے خیال میں اس نے ایسا اس لئے کیا ہے
کہ تم سے نجات حاصل کرے۔ بہر حال اب ایسا نہیں ہو سکتا کیونکہ میں نے حکم جاری کر دیا ہے
کہ جو شخص تمہیں ہلاک کرنے جا رہا تھا اسے گرفتار اسے اس قابل نہیں رہنے دیا جائے،
کہ دوبارہ چل سکے۔ حالانکہ سزا بلیشفر کو ملنی چاہیئے تھی نہ کہ اس کے ملازم کو۔ لیکن تم نے دیکھ
لیا ہو گا کہ وہ بھی اسی طرح بادشاہ ہے جس طرح میں ہوں۔ دنیا کا قاعدہ ہی یہی ہے۔ ایک
کرتا ہے اور سزا دوسرے کو ملتی ہے۔ لیکن میرا خیال ہے اس سے کچھ فائدہ بھی ہوتا ہے۔
اس کے ذریعے دوسرے لوگوں کو سبق مل جاتا ہے"۔

"میں اس کے لئے عالیجاہ کا شکر گزار ہوں"۔

"شکریہ ادا کرنے کی ضرورت نہیں، کیونکہ میں بھی تمہارا احسان مند ہوں۔ شراب کا پیالہ
اٹھاؤ... نہیں... نہیں... اس میں زہر نہیں ہے۔ میں نے آج تک کسی کو زہر نہیں دیا۔ یہ
بات مشکل سے ہی کوئی بادشاہ کہہ سکتا ہے"....

رعوس نے سرخ شراب کو دیکھا پھر بادشاہ کی طرف دیکھتے ہوئے اس نے ایک ہی سانس
میں پیالہ خالی کر دیا۔

"میں خوش ہو گیا" نائیڈس نے کہا "سنو! تمہارا نام پتھاس نہیں رعوس ہے یہاں
میرے سامنے جاسوس کی حیثیت سے آنے سے پہلے تم سائپرس میں ایک عالم اور قدیم نوادرات
جمع کرنے والے کی حیثیت سے جانے جاتے تھے۔ نہیں... انکار سے کیا فائدہ؟ کچھ دیر پہلے میں
اپنے دوست بلیکس سے بھی گفتگو کر چکا ہوں۔ میں جانتا ہوں کہ تم جاسوس نہیں ہو۔ تم فرعون
ہوفرا کے بیٹے ہو۔ تم سے وہ گتا اماسس اس لئے نجات حاصل کرنا چاہتا ہے کہ تم میں وہ خون ہے
جو اس میں یا اس کی اولاد میں نہیں ہے اس کے علاوہ اور دوسری وجوہات بھی ہیں"۔

"عالیجاہ صحیح فرما رہے ہیں۔ لیکن گزرے دنوں میں یہی اماسس میرا بہترین دوست ثابت
ہوا تھا۔ فرعون بننے کے بعد اس نے میرے ہی کھانے کی میز پر مجھے ہلاک کرنے کی دھمکی دی تھی۔

میرا خیال ہے کہ مجھ سے نجات حاصل کرنے کی کوئی اور ہی وجہ ہو گی"۔

"ممکن ہے۔ اس طرح کے دوغلے لوگوں کی وجوہات کو ہم سمجھ نہیں سکتے۔ کیونکہ ان کے والدین کی طرح وہ بھی پوشیدہ ہوتے ہیں۔ لیکن اس معاملے میں تمہیں میں کچھ بتا سکتا ہوں ۔۔ اس نے اپنے اُن آدمیوں کے ذریعے، جو یہاں کام کرتے ہیں، مجھے آگاہ کیا تھا کہ ایک خطرناک آدمی ہو، اور اپنے پاس ایسے جعلی خطوط رکھتے ہو جن سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ تم مصر کی طرف سے شاہِ فارس کے پاس سفیر کی حیثیت سے جا رہے ہو۔ جبکہ تم حقیقت میں شاہِ فارس کے ہی خاص آدمی ہو"۔

"یہ غلط ہے عالیجاہ! میرے پاس جو خطوط ہیں اگر ان کا غور سے معائنہ کیا جائے تو معلوم ہو جائے گا کہ وہ جعلی نہیں ہیں۔ اب مجھ پر یہ بات واضح ہوئی ہے کہ میری مرضی کے خلاف مجھے کیوں اس کام پر روانہ کیا گیا تھا"۔

"... اور اس کے پورا ہونے میں تمہاری تباہی یقینی تھی۔ کیونکہ ممکن ہے میری ہی طرح ... تمہارے بارے میں شاہِ فارس کے پاس بھی کوئی اطلاع پہنچ چکی ہو .... اوہ، تمہارا فرعون بزدل ہے۔ اسے بابل سے خوف ہے اور شاہِ فارس سے بھی۔ اسی لئے وہ اس قسم کے کھیل کھیل رہا ہے کہ دونوں ملکوں کا دوست معلوم ہو۔ لیکن یہ تو بتاؤ۔ اگر تم شاہِ فارس کے پاس جانے والے مصری سفیر تھے تو تم دمشق میں میرے بارے میں کیوں معلومات حاصل کر رہے تھے؟"

"عالیجاہ! میں اُسے تلاش کر رہا تھا جو گم ہو گئی ہے"۔

"مجھے اس کی بھی اطلاع مل چکی ہے کہ تم وہی رعموس ہو جس کے ساتھ اس حسین عورت کی شادی ہوئی تھی جسے میری بیوی بنا کر مصر سے رشوت کے طور پر روانہ کیا گیا تھا۔ اگر میری ملاقات پہلے سے ہی بلکس سے ہو گئی ہوتی اور مجھے تمام واقعات کا علم ہو گیا ہوتا تو میں اسے اپنی بیوی کی حیثیت سے کبھی قبول نہ کرتا۔ مجھے جب اس کا علم ہوا تو بہت دیر ہو چکی تھی کیونکہ اس کے حسن کو دیکھ کر، میں جو اب بوڑھا ہو چکا ہوں، ایک بار پھر اپنے آپ کو جوان محسوس کرنے لگا تھا اور اسے اپنی بیوی کی حیثیت سے قبول کر چکا تھا۔ تم نے تو سب کچھ دیکھ لیا ہو گا"۔

"ہاں عالیجاہ! میں نے سب کچھ دیکھ لیا تھا"۔

"اس لئے رغوس یہ معاملہ ختم ہو چکا ہے۔ کیونکہ بابل کا بادشاہ بھی تمام طاقت کا مالک ہونے کے باوجود کسی ایسی عورت کو کسی دوسرے مرد کے حوالے نہیں کر سکتا جسے وہ اپنی بیوی کی حیثیت سے قبول کر چکا ہو۔ کیونکہ اگر وہ ایسا کرے گا۔ تو قانون شکن ٹھہرے گا اور اس پر خداؤں کا عتاب نازل ہو گا۔ پھر بھی میں نے وہ کر دیا ہے جو تمہارے لئے کر سکتا تھا۔ میں نے اسے ایک ایسے مقدس شخص کی حفاظت میں دیدیا ہے جس کی عزت مجھ سے زیادہ پہلے کے حکمران کرتے تھے اور جس سے میری رعایا خوف زدہ رہتی ہے کیونکہ وہ ایک عظیم ساحر ہے۔ اس جگہ وہ محفوظ ہے کیونکہ اس کے گھر میں داخل ہونے کی کوئی بھی جرأت نہیں کر سکتا۔ بلشتضر بھی نہیں جب تک میں زندہ ہوں"۔

"پھر بھی ہمارا معاملہ خراب ہی ہے عالی جاہ! ہماری شادی ہو چکی ہے اور ہم ایک دوسرے سے محبت کرتے ہیں۔ لیکن زندہ رہتے ہوئے تکلیف برداشت کر کے ہمیں جدائی کے عالم میں رہنا ہو گا"۔

نابیدس نے غور سے رغوس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا

"ممکن ہے اتنا خراب نہ ہو جتنا تم سمجھتے ہو..... سنو! میں تمہیں وہ بات بتانے جا رہا ہوں جو میں نے اپنے ڈاکٹروں اور نجومیوں کو نہیں بتائی ہے۔ ڈاکٹروں کو اس لئے کہ وہ میری مدد نہیں کر سکتے، نجومیوں کو اس لئے کہ انہیں ستاروں کو ایسے مقام پر لانا پڑے گا جہاں سے وہ میری بھلائی کا اعلان کر سکیں..... اور یہ ناممکن ہی ہے..... دوست رغوس! میں اس جگہ اس زمین پر زیادہ دنوں تک نہیں رہوں گا۔ بعض اوقات ایسا محسوس ہوتا ہے کہ میرے دل کی حرکت قطعی طور پر رک گئی ہے خاص کر اس وقت جب میں غصہ میں ہوتا ہوں۔ میرا خیال ہے کہ جلد ہی میرے دل کی حرکت ہمیشہ کے لئے بند ہو جائے گی اور تمہارا راستہ صاف ہو جائے گا"۔

"خدا ایسا نہ کریں اور عالیجاہ ہمیشہ سلامت رہیں"۔ اپنی تکلیفوں کو یکسر بھول کر رغوس اس بوڑھے بادشاہ، کی ہمدردی سے متاثر ہو کر کہہ اٹھا

"رعموس! خدا تمہاری اس دعا کو قبول نہ کریں یہ میری دعا ہے۔ کیونکہ میرا خیال ہے کہ بابل پر تباہی آنے والی ہے اور میں اسے دیکھنے کی کوئی خواہش نہیں رکھتا۔ جب تک مجھ میں طاقت ہے میں اس تخت سے چمٹا رہنا چاہتا ہوں تاکہ اس ملک کو ان لوگوں کی غلطیوں کے باوجود "جو شاہِ فارس سے امن و امان کا معاہدہ نہیں کرنا چاہتے" بچاتا رہوں گا۔ کیونکہ شاہِ فارس ایک عظیم طاقت والا بادشاہ ہے۔ جب میں چلا جاؤں گا تو بیلشضر اور اس کے مشیر خود ہی اپنی تباہی کے راستے پر چلیں گے۔ میں تمہاری آنکھوں میں پڑھ رہا ہوں کہ تم ایماندار ہو، اور ملیکس نے بھی مجھے یہی بتایا ہے۔ دیگر حالات میں، میں ایک اجنبی سے اس طرح کی باتیں نہ کرتا۔ لیکن معلوم ہوتا ہے کہ تم بھی دوسروں کی طرح "بادشاہ ہمیشہ سلامت رہے" کہہ کر چاپلوسی کرنا جانتے ہو۔ تم عقلمند ہونے کی وجہ سے جانتے ہو گے کہ بادشاہ ہمیشہ سلامت نہیں رہتے۔ پھر بھی میں تمہیں معاف کرتا ہوں کیونکہ تم پریشان اور خوف زدہ ہو۔"

"عالی جاہ صحیح فرما رہے ہیں۔ میں معذرت خواہ ہوں۔"

"سنو! جب بابل کا بادشاہ مر جائے گا تو اس سے متعلق سارے قانون بھی ٹوٹ جائیں گے اور اس کی تمام بیویاں کہیں بھی جا کر اپنی مرضی سے شادی کر سکیں گی۔ اس وقت تمہیں اپنی بیوی کو حاصل کرنے کا موقع مل جائے گا اگر تم اسے دوسروں کے چنگل سے نکال سکو گے کیونکہ ایک شخص نے، جس کا نام میں ظاہر نہیں کرنا چاہتا، اسے حاصل کرنے کا عہد کیا ہے...... تمہیں تمہارا اس ان میرے معافی نامے کے ساتھ واپس مل جائے گا۔ سب کچھ خداؤں کے ہاتھ میں ہے وہ تمہیں طاقت اور عقل عطا کریں۔ تم اس دوران اپنے فرضی نام کو ہی استعمال کرنا۔ تاکہ کسی کو یہ معلوم نہ ہو سکے کہ تم وہ رعموس ہو جس کے ساتھ نائرہ کی شادی ہوئی تھی...... مجھے جو کچھ کہنا تھا کہہ دیا۔ اب ہم دوسرے موضوع پر بات کریں گے۔" کہہ کر نابونیدس، بابل کا بوڑھا بادشاہ، میز پر رکھے مجسموں کی جانب متوجہ ہوا۔

پتھر کے جھوٹے صنم

بابل کے بادشاہ بینو نائیڈس کے حکم پر رعموس کا معافی نامہ تیار کرایا گیا جس میں یہ اعلان کر کے کہ بادشاہ کو رعموس کی بے گناہی کا یقین ہو گیا ہے یہ فرمان جاری کیا گیا کہ اسے آزاد کیا جاتا ہے اور یہ کہ اسے محل کا ایک خوب صورت کمرہ رہنے کے لئے دیا جائے جہاں رہتے ہوئے اسے کسی بھی بادشاہ کے پاس جانے کی کھلی اجازت ہو گی۔

اس معافی نامے کی دو نقلیں تیار کی گئیں۔ جن میں سے ایک پر مہر لگا کر رعموس کو دے دی گئی اور دوسری کے بارے میں حکم دیا گیا کہ اس کے بارے میں بابل کے تمام افسروں اور گورنروں کو اطلاع دے کر ایک مندر میں لے جا کر رکھ دی جائے جس سے عوام کو بھی اس کا علم ہو جائے اور رعموس محفوظ رہے اور تمام لوگ بادشاہ کے دوست کی حیثیت سے اس کی تعظیم کر سکیں۔

اس طرح بابل میں رعموس کی قسمت نے پلٹا کھایا اور اسے پھر سے خوشیاں نصیب ہوئیں محل کے قدیم حصہ میں اوپری منزل کے ایک بڑے اور خوب صورت کمرے کو اس کے لئے سجایا گیا۔ جہاں آسائش کی ہر شے موجود تھی۔ اس جگہ اس کا سارا سامان بھی رکھا گیا اور وہ خطوط بھی اس کو واپس مل گئے جو فرعون اماسس نے اسے دیئے تھے اور اس کی موت کا سبب بننے والے تھے۔ بادشاہ کی توجہ ہونے کی وجہ سے اس کی تمام گزشتہ باتیں فراموش کر دی گئی تھیں اور

وہ ایک دوسرا ہی آدمی بن گیا تھا۔ محل کے ملازم اس کے حکم کی تعمیل کے لئے ہر وقت موجود رہنے لگے۔

رات کا کھانا کھانے کے بعد وہ اپنے کمرے کی ایک کھلی کھڑکی کے پاس جا کر بیٹھ گیا اور چاند کی روشنی میں نظر آنے والے بابل کے عظیم شہر کو دیکھنے لگا۔ اونچے مندروں کے چمکتے کلس، بل کھاتا دریا، عظیم دیواریں، باغات اور شاہراہیں، جہاں ہزاروں انسانوں کی آوازیں گونجتی تھیں۔ ان سے رغموس کو کسی طرح کی خوشی حاصل نہیں ہوئی۔ اس کی نظریں اُس چھت کو ڈھونڈ رہی تھیں جس کے نیچے خواب ریز آنکھوں والے پیغمبر دانی ایل کے ساتھ، جس کے بارے میں عجیب اور پُراسرار کہانیاں مشہور تھیں، اس کی بیوی مائرہ رہ رہی تھی۔ اب اسے یاد آرہا تھا کہ ہیلیس نے بہت پہلے اس سے اسی پیغمبر کے بارے میں بتایا تھا کہ اس نے بنوکدنضر کے خواب کی تعبیر بیان کی تھی[1]۔ وہی پیغمبر جس کی بابل میں عزت کی جاتی تھی اور جو صرف ایک خدا کو مانتا تھا۔ وہ بابل کا حکمران بھی نامزد کیا گیا تھا لیکن اس نے انکار کر دیا تھا۔ لیکن وہ اب بھی کسی بادشاہ سے کم نہیں سمجھا جاتا تھا۔ اس لئے رغموس کے خیال میں مائرہ اس کے پاس رہ کر محفوظ تھی۔ پھر بھی اسے بلشضر کی خوفناک آنکھیں اور اس کا عہد یاد آنے لگا وہ سوچنے لگا کیا مائرہ واقعی محفوظ ہے؟ "کیوں نہیں" وہ بڑبڑایا "پیغمبر دانی ایل ایک خدا کی عبادت کرتا ہے اس لئے وہ ایک ضرور اس کی مدد کرے گا۔ لیکن کیا واقعی خدا ایک ہی ہے جس کی تمام طاقت دنیا میں پھیلی ہوئی ہے جہاں ہزاروں شیطان رہتے ہیں... افسوس! مجھے اس کا علم نہیں کیونکہ میں نے کبھی خدا کی تلاش کی اور وہ مجھے نہیں ملا۔ حالانکہ..... حالانکہ بسا اوقات میں ایسا محسوس کرتا ہوں کہ میں نے اس کے قدموں کا بوسہ لیا ہے"۔۔

اچانک دروازہ کھلا اور ایک شخص اندر داخل ہوا۔ رغموس مڑا اور پھر اس کے منہ

---

[1] بنوکدنضر کے خواب اور حضرت دانی ایل کی بیان کی ہوئی خواب کی تعبیر کا ذکر کتاب "دانی ایل" کے باب چہارم میں تفصیل سے درج ہے۔ (ابن اسماعیل)

بے ساختہ نکلا "بلیس"۔ اس کے بعد وہ دوڑ کر بلیس سے لپٹ گیا۔ بلیس نے ایک مشفق باپ کی طرح اس کی پیشانی چوم لی۔ اور بلیس واقعی ایک ایسا شخص تھا جسے رعموس نے شروع سے ہی اپنے صحیح باپ جیسا پایا تھا۔ اس کے بعد یہ یقین کرنے کے بعد وہ بالکل تنہائی میں باتیں کرنے کے لیے بیٹھ گئے۔

"رعموس! خوش قسمتی نے ابھی ہمارا ساتھ نہیں چھوڑا ہے" بلیس نے کہا "سفر کے دوران جب میں تم سے جدا ہوا تھا تو میں نے تم سے پھر ملنے کی تمام امیدیں ترک کر دی تھیں۔ ان لوگوں نے مجھے گرفتار کر لیا تھا اور میں نے خود کو ان کے چنگل سے بچانے کے لیے اپنے اس صحیح عہدے کو ان پر ظاہر کر دیا تھا جسے میں تم سے بھی چھپائے ہوئے تھا۔ کیونکہ نابیڈس اور جلیشفر میری ماں کی طرف سے میرے رشتہ دار لگتے ہیں۔ اس کے علاوہ میں نے انھیں یہ بھی بتایا کہ میں ہاتھر کا پروہت اور منجم ہوں اس کے ثبوت میں میں نے تحریریں اور دوسرے نشانات پیش کیے جنھیں میں چھپائے رکھے ہوئے تھا۔ ان لوگوں نے ان نشانات کو دیکھ کر میری تعظیم کی اور ایک رتھ پر سوار کرا کر اس جگہ لائے تھے۔ تاکہ بادشاہ اور اس کے درباریوں اور کاہنوں سے میری کہانی کی حقیقت معلوم کی جا سکے۔ میں نے ان سے کہا تھا کہ تمہیں بھی میرے ساتھ لے چلیں لیکن وہ کسی طرح راضی نہیں ہوئے تھے۔ اگر میری روح نے مجھے یہ نہ بتایا ہوتا کہ تم زندہ ہو تو میں نے سمجھ لیا ہوتا کہ تم مر چکے ہو کیونکہ وہ تمہارے بارے میں کچھ کہنے کے لیے تیار نہیں ہوئے تھے ..... میں بہت تیزی کے ساتھ سفر کرتا ہوا تم سے پہلے بابل پہونچا۔ جہاں مجھے بادشاہ بینو نابیڈس سے ملاقات کرنے کا موقع نہیں ملا۔ کیونکہ اس کی طبیعت ناساز تھی۔ لیکن مجھے درباریوں کے سامنے ضرور پیش کیا گیا جہاں اب بھی کئی ایسے افراد تھے جو مجھ سے بہ خوبی واقف تھے۔ مجھے کاہنوں کے درمیان میرا عہدہ دے دیا گیا۔ کیونکہ حقیقت میں میں اپنے عہدے سے کبھی دستبردار نہیں ہوا تھا۔ میرے بارے میں ریکارڈ یہ ظاہر کر رہے تھے کہ میں نبوکد نضر کے زمانے میں اس کی اجازت سے دوسرے ملکوں میں علم حاصل کرنے کے لیے گیا

تھا تاکہ اس سے بابل کو فیض یاب کرسکوں جو میں اکثر کرتا بھی رہا ہوں۔ اس طرح معاملات بہت تیزی سے طے ہوگئے اور میں بابل کی ایک عظیم شخصیت بن گیا۔ کیونکہ اپنے عہدے کے علاوہ میں نائیڈس کا جو اس وقت بابل کے تخت کا مالک ہے، رشتہ دار بھی ہوں۔"

"تمہیں میرے اور مائرہ کے بارے میں کس طرح معلوم ہوا تھا؟" رغوس نے پوچھا

"میں نے اس بارے میں تحقیقات کی تھی لیکن وقت کی کمی کی وجہ سے میں کچھ معلوم نہیں کرسکا تھا۔ کیونکہ تمہاری گرفتاری کے بعد کے حالات اس وقت تک کسی کو معلوم نہیں ہوسکے تھے۔ جہاں تک مائرہ کا سوال ہے اس کے بارے میں کوئی بھی بات کرنے کو تیار نہیں تھا کیونکہ بابل کے قانون کے مطابق شاہی حرم کی عورتوں کے بارے میں گفتگو کرنا جرم ہے۔ مجھے آج صبح ہی یہ معلوم ہوا تھا کہ تم بابل میں ہو اور مصر سے آنے والی عورت بادشاہ کی بیوی بننے والی ہے۔ میں نے اس بات کی کوشش کی تھی کہ بادشاہ سے مل کر اس سے بات کروں اور اسے تمام حالات سے آگاہ کروں تاکہ تم لوگوں کے ساتھ انصاف ہوسکے۔ میں اس کوشش میں ناکام ہوگیا تو میں نے تمہیں اور مائرہ کو خط بھیجنا چاہا۔ لیکن یہ بھی ممکن نہ ہوسکا کیونکہ تم دونوں کی زبردست نگرانی ہورہی تھی۔ میں نے بادشاہ سے ملاقات کرنی چاہی تو یہ بھی ممکن نہ ہوسکا۔ کیونکہ اس کی طبیعت خراب تھی اور وہ اس وقت تک سوتا رہا تھا جب تک دربار میں جانے کا وقت نہیں آگیا۔ حالانکہ اس کا دربار میں جاکر انصاف کی کرسی پر بیٹھنے کا کوئی ارادہ نہ تھا لیکن چونکہ ایک مقدس مجسمے کو بابل لانے کی وجہ سے چند ایسی باتیں سامنے آئی تھیں جنہیں وہ اپنے درباریوں سے مشورہ کرکے طے کرنا چاہتا تھا اسی لئے دربار میں آیا تھا۔ اس کے بعد کی باتیں تو تم جانتے ہی ہوگے۔"

"ہاں جانتا ہوں۔ کیونکہ میرے مقدمے کے بعد مجھے ایک پوشیدہ گیلری میں پہنچا دیا گیا تھا جہاں سے میں ہال میں ہونے والی تمام باتوں کو سن اور دیکھ سکتا تھا۔ میں سچ کہتا ہوں بلکیس! اسی وقت مائرہ کے حسن کو دیکھ کر بوڑھے بادشاہ پر زبردست اثر پڑا تھا اور

اسی اثر کے تحت اس نے تخت سے اتر کر اپنے قدیم رواج کے مطابق اسے اپنی بیوی بنالیا۔ اس وقت میں نے ایسا محسوس کیا تھا کہ میرا دل پھٹ جائے گا... اوہ... مائرہ نے پہلے کیوں زبان نہیں کھولی تھی... شاید وہ اسے چھوڑ دیتا۔"

"اس لئے کہ اس کی بھلائی کے لئے ایسا ہی مقدر ہو چکا تھا رعوس! اگر بادشاہ اسے قبول کرنے سے انکار کر دیتا تو پھر وہ اس شخص کے ہاتھوں میں پہنچ جاتی جو اسے قبول کرنے کے لئے سب سے پہلے سامنے آجاتا۔ جانتے ہو وہ شخص کون ہوتا؟"

"بلیشفر؟"

"ہاں... بلیشفر... جسے میں بچپن سے جانتا ہوں۔ انسان کے روپ میں ایک خونخوار درندہ... جو حسین عورتوں کو شکار بناتا رہتا ہے اور خاص طور سے انھیں جو اس سے نفرت کرتی ہیں اور اس سے دُور بھاگنے کی کوشش کرتی ہیں۔ تم نے وہ کہانی تو سنی ہوگی جو میں نے بادشاہ کو سنائی تھی۔ بلیشفر ہی وہ شخص ہے جس نے میری بیٹی کو اغوا کیا تھا اور پھر اسے ہلاک کر دیا تھا۔" بلیس کا جھریوں دار چہرہ خوفناک منظر پیش کرنے لگا۔ "رعوس! تم جانتے ہو میں فطرتاً رحم دل ہوں اور معاف کرنا چاہتا ہوں۔ کیونکہ میں انسان کے ہر گناہ کے پیچھے چھپے ہوئے اسباب کو بھی سمجھتا ہوں۔ لیکن میں اس شہزادے کو معاف نہیں کر سکتا جو اپنے تمام گناہوں سے واقف ہے اور جس نے میری بیٹی کی جان لی تھی۔ میں اس کے لئے فرشتۂ انتقام ہوں جسے خدا نے مقرر کیا ہے۔ اس تمام عرصہ میں جب میں تمہارے ساتھ پُرسکون زندگی بسر کرتا رہا ہوں، میں اس وقت کے آنے کا انتظار کر رہا تھا۔ کیونکہ مجھے یقین تھا میرا وقت ضرور آئے گا... اب وہ وقت آگیا ہے... اس میں شبہ نہیں کہ وہ کبھی مجھے ہلاک کرنے کی کوشش کرے گا کیونکہ وہ مجھ سے ڈرتا ہے لیکن وہ اس میں کامیاب نہیں ہو سکے گا۔ وہ مائرہ کے ساتھ بھی وہی سلوک کرے گا جیسا اس نے میری بیٹی کے ساتھ کیا تھا۔ وہ یقیناً مائرہ کو حاصل کرنے کی کوشش کرے گا جیسا کہ اس نے بادشاہ کے جانے کے بعد

دربار میں بھی اعلان کیا تھا"۔

"میں نے سنا تھا"۔ رعموس نے دھیرے سے کہا

"خیر! جب مجھے تمام باتیں معلوم ہوئیں اور میرے لئے یہ ممکن نہیں رہا۔ تمہیں اور مائرہ کو خط لکھ سکوں یا نائیڈس سے دربار جانے سے پہلے ملاقات کر سکوں تو گھبرا کر میں اپنے کمرے میں جا کر علم کی روح سے مدد کی دعا کرنے لگا۔ میں نے اس شدت کے ساتھ دعا کی کہ یکایک میری آنکھوں کے سامنے اندھیرا چھا گیا پھر اس اندھیرے میں مجھے ایک لفظ ...... دانی ایل چمکتا ہوا نظر آیا۔ اس کے بعد میرے ہوش و حواس واپس آ گئے تو میں سوچنے لگا کہ دانی ایل کون ہے؟ آخر میں مجھے یاد آیا کہ دانی ایل نام کا ایک شخص عبرانیوں میں سے ہے جو ایک بڑے عہدے کا مالک ہے اور جسے بنوکد نضر نے کافی عزت بخشی تھی۔ میں نے سمجھ لیا کہ اس شخص کا نام میرے سامنے اس لئے آیا ہے کہ اس کے ذریعے مجھے مدد مل سکتی ہے۔ پھر میں نے باہر نکل کر معلوم کیا کہ دانی ایل پیغمبر کہاں رہتا ہے؟ دریافت کرنے کے بعد میں اس تیزی سے دوڑتا ہوا اس کے مکان پر پہنچا کہ میں اپنی زندگی میں اتنا تیز کبھی نہ دوڑا تھا اس کا مکان جنوبی پھاٹک کے پاس تھا جہاں پہنچنے کے بعد مجھے خود دانی ایل ایک گدھے پر نکلتا دکھائی دیا۔ جسے میں نے ایک عرصہ کے بعد بھی پہچان لیا۔ میں نے اس کے نزدیک جا کر زبان کھولی ہی تھی کہ اس نے کہا

"دوست! میں عبادت کرنے کے لئے اپنے باغ سے باہر جا رہا ہوں۔ اگر تمہیں مجھ سے کوئی کام ہے تو کسی اور وقت آنا"۔

"مقدس پیغمبر" میں نے کہا "میرا معاملہ اشد ضروری ہے"... پھر یہ دیکھتے ہوئے کہ وہ میری بات پر توجہ نہ دے کر آگے بڑھنے ہی والا ہے، میں نے بلند آواز میں کہا

"یہ معاملہ ایک ایسی شخصیت کا ہے جو یہوداہ کے خون سے ہے"۔

"تم نے یہ کیوں کہا تھا" رعموس نے ٹوکا "کیا تم نے یہ سوچا تھا کہ وہ اس کے

علاوہ اور کسی بات پر توجہ نہ دے گا۔"

"نہیں ریکوس! میں نے یہ اس لئے کہا تھا کہ میرے خیال میں مارٹرہ اسی قوم سے ہے۔ کیا اس کی ماں نے مرتے وقت تمہیں نہیں بتایا تھا؟ کیا اس کا نام اسرائیلی عورتوں کی طرح نہیں ہے؟ کیا اس تختی پر' جو اس کی ماں نے جواہرات کے ساتھ تمہیں دی تھی اور جو اب اس کے گلے میں ہے' عبرانی حروف تحریر نہیں ہیں؟ کیا اس کی ظاہری شکل و صورت یہ ظاہر نہیں کرتی کہ وہ یہودا کے کسی شریف گھرانے کی لڑکی ہے؟ بہر حال! میں نے کہا تھا اور پیغمبر نے اس پر توجہ دی تھی۔ وہ اپنے گدھے سے اتر کر مجھے اپنے مکان کے ایک کمرے میں لے گیا جہاں الماریوں میں کاغذوں کے پلندے رکھے ہوئے تھے۔ اس جگہ بیٹھ کر اس نے میری کہانی سُنی

"اب تم مجھ سے کیا چاہتے ہو؟" میرے خاموش ہونے پر اس نے پوچھا "یہ صحیح ہے کہ میں اب بھی بابل کا گورنر ہوں۔ لیکن میری بات بادشاہ کی بات کے آگے کوئی وقعت نہیں رکھتی آج اس شہر کی طاقت بلشضر کے ہاتھ میں ہے جو بادشاہ کے برابر ہے۔ دانی ایل کے ہاتھ میں کچھ بھی نہیں ہے"۔

"مقدس پیغمبر! میں اس بارے میں کچھ نہیں جانتا" میں نے کہا "آخر بابل کی عظیم شخصیت کو راہ دکھانے والا میں کون ہوں؟"

"تم نے کہا ہے تم نے دعا کی تھی۔ کس خدا سے؟ میں نہیں جانتا ... اور تمہارے ذہن میں میرا نام آیا تھا۔ یہ ایک اچھی نشانی ہے جس پر اعتبار کرتے ہوئے میں روشنی تلاش کروں گا۔ اس جگہ کچھ دیر تک خاموش بیٹھے رہو" کہہ کر دانی ایل دیوار میں بنی ایک کھڑکی کے پاس گیا اور گھٹنوں کے بل بیٹھ کر دعا کرنے لگا۔ جس جگہ میں بیٹھا تھا وہیں سے میں نے دیکھا کہ اس پُر اسرار شخص کا چہرہ اس طرح روشن ہو گیا ہے جیسے اندر کی طرف سے روشنی پھوٹ رہی ہو۔ چراغ کی طرح روشن چہرہ دیکھ کر مجھے یقین ہو گیا کہ وہ اپنے خدا سے محوِ کلام ہے۔ اگر ایسی بات تھی تو اس نے مجھے اس بارے میں کچھ نہیں بتایا کیونکہ دعا ختم کرنے کے بعد کھڑے ہوتے ہوئے

اس نے کہا تھا

"آج میں عبادت کے لئے نہیں جاؤں گا حالانکہ مجھے افسوس ہے۔ میں آج دربار میں جاؤں گا اور وہاں ہونے والے واقعات کو دیکھوں گا"۔

"مقدس پیغمبر! کیا آپ اسی وقت بادشاہ سے نہیں مل سکتے؟" میں نے پوچھا جس کے جواب میں وہ کہنے لگا

"یہ ناممکن ہے۔ ہاں اگر وہ مجھے خود طلب کرے تو اور بات ہے۔ اس کے علاوہ مجھے اس طرح کا کوئی مشورہ نہیں ملا ہے۔ تم ایک منجم اور مردوخ کے کاہن ہو۔ جاؤ... اپنے جھوٹے خدا کا منصبی لباس پہن کر دربار میں موجود رہنا۔ کیونکہ میرے خیال میں اس جگہ تمہاری ضرورت پیش آئے گی"۔

"میرا جھوٹا خدا!" میں نے حیرت سے دہرایا پھر کہا "پیغمبر! اگر میرا خدا جھوٹا ہے تو بتایئے صحیح خدا کون ہے؟ میں اسے ایک زمانے سے تلاش کرتا چلا آ رہا ہوں"

"تم لوگ پتھروں کو پوجتے ہو۔ انھیں خدا سمجھتے ہو۔ سراسر وہم پر تم لوگوں کے عقائد کی بنیاد ہے۔ پتھر کے یہ صنم جھوٹے ہیں ان کی کوئی اہمیت نہیں۔ خدا تو ایک ہے اور یہ ساری کائنات اسی خدائے واحد کی تخلیق ہے... جاؤ... چلے جاؤ"....

...اور اس کے بعد میں وہاں سے چلا آیا۔ بعد کی باتیں تمہیں معلوم ہی ہیں"

رعموس نے اثبات میں سر ہلایا۔ وہ سوچ رہا تھا کہ وہ کس طرح مائرہ سے مل سکے گا۔ کوئی صورت نظر نہیں آتی تھی۔ کیونکہ سامنے دانی ایل ایک ایسی چٹان کی طرح دکھائی دے رہا تھا جسے اپنے مقام سے ہٹایا نہیں جا سکتا تھا۔

کچھ دن بعد بلیس کی مدد سے رعموس نے دانی ایل سے بات کی لیکن پیغمبر کے مکان کے باہر۔ رعموس نے اسے بتایا کہ ان کا معاملہ کیا ہے اور درخواست کی کہ کم سے کم وہ اس کا خط ہی مائرہ تک پہنچا دے۔ رعموس کی باتیں سننے کے بعد دانی ایل نے اس سے کہا

"رعموس مصری! تمہارے لئے میرا مشورہ ہے کہ تم اسے فراموش کردو اور خاص طور سے اس بات کو کہ اس خاتون سے تمہارا کوئی تعلق ہے جس کا نام مائرہ ہے اور جو اس وقت میری یعنی بابل کے گورنر اور عبرانیوں کے پیغمبر کی حفاظت میں ہے۔ تم یہاں ایک مشکوک اجنبی سمجھے جاتے ہو۔ تمہیں بادشاہ نے معاف کر کے اپنا دوست اس وجہ سے بنا لیا ہے کہ تم قدیم تاریخ کے عالم ہو جسے وہ خود بھی معلوم کرنے کی خواہش رکھتا ہے۔ یاد رکھو اگر تم نے خود کو ظاہر کر دیا یعنی یہ کہ تم ہی وہ مصری ہو جس سے مصری خاتون مائرہ کی شادی ہو چکی تھی تو میرا خیال ہے تم زیادہ دنوں تک زندہ نہ رہ سکو گے کیونکہ بلشیفر کے آدمی ہر وقت ہاتھ میں خنجر لئے تیار رہتے ہیں اور اپنے شکار کو ختم کر کے دریا برد کر دیتے ہیں۔"

"یہ سب تو ٹھیک ہے، مقدس پیغمبر!" رعموس نے کہا "لیکن میں اپنی بیوی سے ملاقات کیوں نہ کروں یا اسے خط کیوں نہ لکھوں؟"

"کیا تمہیں بادشاہ نے نہیں بتایا" دانی ایل کا لہجہ عجیب سا تھا "میں تمہیں بتاتا ہوں۔ میں نے وعدہ کیا ہے کہ بادشاہ کے زندہ رہتے ہوئے کوئی شخص اس طرح کی کوئی حرکت نہیں کر سکے گا... اور مصری!..... دانی ایل کی بات پتھر کی لکیر سمجھی جاتی ہے۔ اب تک شہزادہ بلشیفر دو بار اپنی مہر کے ساتھ مجھے حکم بھیج چکا ہے کہ میں خاتون مائرہ کو گھومنے پھرنے کی اجازت دے دوں تاکہ وہ اسے اغوا کرنے میں کامیاب ہو سکے۔ چونکہ میرا مکان بابل کا مقدس مکان سمجھا جاتا ہے اس لئے وہ خود اس طرف نہیں آ سکتا۔ میں نے دونوں ہی بار انکار کر کے اس کی نفرت اور غصّہ کو ہوا دی ہے اور وہ انتقام کی دھمکی دے رہا ہے۔ اگر میں تمہیں خط لکھنے کی اجازت دے دوں اور یہ بات ظاہر ہو جائے تو تم دونوں قتل کر دیئے جاؤ گے اور میرے نام پر دھبہ آ جائے گا۔"

"مجھے اس کے بارے میں کچھ بتایئے پیغمبر! یہ تو قانون کے خلاف نہیں ہے"

"میں اتنا کہہ سکتا ہوں کہ وہ ان خطرات سے بچ جائے اور چند دوسری باتوں کی وجہ

سے ایک طرح سے خوش ہے۔"

"دوسری کونسی باتیں ہیں؟" رعموس نے پوچھا

"ایک تو یہ کہ اسے یقینی طور پر معلوم ہو گیا ہے کہ اس کی ماں کس خاندان سے تھی۔ اس کی ماں جیوڈاہ کے آخری بادشاہ زدکیہ کی بیٹی تھی جو یروشلم سے جارڈن کی طرف فرار ہوتے وقت اسے اپنے ساتھ لے گیا تھا لیکن پھر دوسرے اسرائیلیوں کے ساتھ گرفتار کر کے ربلہ لایا گیا تھا جہاں بنوکدنضر نے اس کے بیٹے کو اس کی آنکھوں کے سامنے قتل کر ڈالا تھا اور خود اسے اندھا کر کے بابل لایا تھا۔ اس جگہ کئی سال تک قید میں رہنے کے بعد آخر اس کی موت واقع ہوئی اور اسے تمام تکلیفوں سے نجات ملی۔ اس کی لڑکی چونکہ خوب صورت تھی اس لئے معاف کر دی گئی تھی اور آخر میں سپہ سالار مردورخ سے اس کی شادی کر دی گئی تھی۔ مردورخ شاہی خاندان کا ہی فرد تھا۔ زدکیہ کی بیٹی اور مردورخ کی بیوی کا انجام تم جانتے ہو رعموس مصری! کیونکہ تم اسے میدانِ جنگ میں مرتے دیکھ چکے ہو' اور اس کی بیٹی کو تم پرورش کرنے کے لئے لے گئے تھے۔"

"آپ کو یہ باتیں کس طرح معلوم ہوئیں؟" رعموس نے حیرت سے پوچھا

"مختلف طریقوں سے" دانی ایل نے جواباً کہا "اپنی جوانی کے دنوں میں' میں اسے جانتا تھا اور مجھے اس کا بھی علم تھا کہ وہ مردورخ اور مصریوں کے درمیان ہونے والی جنگ میں ہلاک ہو گئی تھی۔ اس کے علاوہ میں اُس تختی سے بھی واقف ہوں جس پر عبرانی تحریر ہے۔ اسے میں پڑھ بھی سکتا ہوں اس میں ایک لمبی داستان ہے۔ میں نے اسے ماثرہ کی ماں کو پہلے دیکھا تھا۔ اس کے علاوہ اس معاملہ کی تمام حقیقت مجھ پر روشن کی گئی ہے۔ اس میں تو شبہ نہیں کہ ماثرہ' زدکیہ کی بیٹی اور شاید اس خاندان کی آخری نشانی ہے۔"

"اس کا مطلب ہے میری بیوی واقعی اونچے خاندان سے ہے۔" رعموس نے کہا۔ اگرچہ ماثرہ کی ماں ماثنہ نے مرتے وقت اس سے بہت کچھ کہا تھا۔ لیکن اس نے یہ سوچ کر کہ اس کا دماغ صحیح حالت میں نہیں ہے' اس پر اعتبار نہیں کیا تھا۔

"ہاں اتنے اونچے خاندان کی، جس کے دونوں طرف بادشاہ ہیں۔ یہ بات معلوم کر کے اسے خوشی ہوئی ہے۔ وہ سوچتی ہے کہ تمہیں یہ سن کر خوشی ہو گی کہ تم نے ایک ایسی لڑکی سے شادی کی ہے جس پر شرمندہ نہ ہو گے۔ وہ اس لئے بھی خوش ہے کہ اب میں اسے اپنے باپ کے خدا کی عبادت کرنا سکھا رہی ہوں اور آخر میں اس لئے خوش ہے کہ اسے معلوم ہے کہ تم اسی شہر میں موجود ہو اور یقین رکھتی ہے کہ اس کا خدا تمہاری مدد کرے گا۔ وہ دن رات تمہارے بارے میں سوچا کرتی ہے اور تمہارے لئے دعا کرتی رہتی ہے"۔

"اگر مجھے گفتگو کرنے اور خط لکھنے کی اجازت نہیں تو کم سے کم کوئی ایسا انتظام کیجئے پیغمبر! کہ میں اسے اپنی آنکھوں سے دیکھ لوں"۔ رعوس کی یہ بات سن کر دانی ایل چند لمحے کچھ سوچتا رہا۔ پھر ایک گہری سانس لے کر آہستہ سے اپنے مخصوص پُراسرار انداز میں بولا

"ٹھیک ہے ... سنو! میرے مکان کے عقب میں باغ سے پانی کی ایک نہر گزرتی ہے جس کے کنارے پھول دار پودوں کا سلسلہ پھیلا ہوا ہے۔ انہی پودوں میں مائرہ دوپہر کی گرمی سے بچنے اور پڑھنے کے لئے بیٹھتی ہے۔ اسی باغ کے سامنے دوسرا مکان ہے جسے بادشاہ نے مجھے اس مکان کے ساتھ عطا کیا تھا' جس میں' میں رہتا ہوں'۔ اس مکان میں' میں اکثر اپنی قوم کے ایسے آدمیوں کو ٹھہراتا ہوں جنھیں مکان کی ضرورت ہوتی ہے۔ آج کل وہ خالی ہے۔ بیلیس تمہیں اس جگہ لے جائے گا جہاں اوپری منزل کی کھڑکی سے خود کو پوشیدہ رکھ کے تم مائرہ کو دیکھ سکو گے جبکہ وہ اس سے بے خبر ہو گی۔ تم ایسا ہر ساتویں دن کر سکتے ہو۔ لیکن تمہیں مجھ سے وعدہ کرنا ہو گا کہ تم اپنی اور اس کی اور میری بھلائی کے لئے اسے آواز نہیں دو گے اور نہ ہی کسی طرح خود کو اس پر ظاہر کرو گے۔ بابل جاسوسوں سے بھرا پڑا ہے۔ اگر یہ بات معلوم ہو گئی کہ ایک شخص اس لڑکی کو دیکھ رہا تھا' جو بادشاہ کی بیوی ہے اور میری حفاظت میں ہے تو پھر اسے قتل کر دیا جائے گا اور ممکن ہے دونوں کو ختم کر دیا جائے۔ اس کے ساتھ ہی مجھ پر بھی مصیبت آ سکتی ہے اب مجھ سے وعدہ کرو اور چلے جاؤ"....

وعدہ کرکے رعوس، بلیس کے ساتھ واپس چلا آیا

پیغمبر دانی ایل سے ملاقات کے چھ تھے دن عبرانیوں کے لئے سبت کا دن آیا۔ ان چار دنوں میں رعوس نے مشکل سے ہی کچھ کھایا پیا۔ کیونکہ سارہ کو دیکھنے کی خواہش میں وہ سب کچھ بھول گیا تھا۔ سبت کے دن دوپہر کے وقت جب تمام لوگ دوپہر کی گرمی سے بچنے کے لئے اپنے گھروں میں گھس گئے تو رعوس، بلیس کے ساتھ بابل کے معمولی سوداگروں کی عبا پہن کر اس مکان کی طرف روانہ ہو گیا جس کے بارے میں دانی ایل نے ان سے کہا تھا۔

شاہراہوں پر ان بھکاریوں کے علاوہ کوئی بھی نظر نہیں آرہا تھا جو کسی بھی سایہ دار جگہ پر بیٹھ جاتے تھے۔

اس مکان کے عقب سے گزرتے ہوئے جہاں ایک عمارت کے کھنڈر پھیلے ہوئے تھے، بلیس اور رعوس ایک خفیہ دروازے کے پاس پہونچے۔ بلیس نے ایک عجیب سی چابی سے اسے کھولا تو انھیں اندر ایک لمبا راستہ دکھائی دیا۔ اس میں داخل ہو کر کئی چکر لگاتے ہوئے آخر وہ اوپر پہنچے جہاں اینٹوں کا زینہ بنا ہوا تھا۔ اس کو طے کر کے وہ اوپری منزل پر پہنچے۔ وہ ایک کمرے میں داخل ہوئے جو معمولی طور سے سجا ہوا تھا اور جس میں کھڑکی پر سلاخوں کے ذریعے لکڑی کے تختوں کا پردہ اس طرح پڑا ہوا تھا کہ انھیں کھولنے سے باہر کی ہوا اندر آسکتی تھی اور اندر رہنے والا باہر کی چیزیں بخوبی دیکھ سکتا تھا جبکہ باہر والا نیچے سے اندر کی طرف کی کوئی بھی شے نہیں دیکھ سکتا تھا۔

بلیس نے کھڑکی کے ایک تختے کو ہٹایا۔ رعوس نے دیکھا کہ نیچے کی سمت میں دس بارہ قدم کے فاصلے پر چہار دیواری کے اندر ایک ایسا باغ لگا ہوا تھا جیسا کہ دانی ایل نے ان سے کہا تھا۔ اس جگہ نہر تھی اور پھولدار پودے تھے اور نیچے کی طرف ایک میز اور گدے دار کرسی رکھی ہوئی تھی۔

اس کمرے میں وہ اس وقت تک انتظار کرتے رہے جب تک سورج مغرب کی سمت

نہیں جھکنے لگا۔ بالآخر انھوں نے ایک سائے کو پودوں کے درمیان سے گزر کر اس لکڑی کے پل کی طرف آتے دیکھا جو نہر پر بنا ہوا تھا۔ وہ ماثرہ ہی تھی جس نے ایک معمولی سفید عبا کے ساتھ وہ تعویذ گلے میں ڈال رکھا تھا جس میں اس نے اس پھول کو رکھ چھوڑا تھا جس کے ذریعہ بلیس نے اس کی قسمت کا حال دیکھا تھا۔

وہ چند لمحوں تک کھڑی ندی میں تیرتے پھولوں کو دیکھتی رہی۔ رعوس کے دل میں یہ خواہش شدت پکڑ گئی کہ اسے آواز دے اور اس نے آواز دی بھی ہوتی اگر بلیس فوراً ہی نہ کہہ اٹھتا۔

"رعوس! اپنا وعدہ یاد کرو"

رعوس اپنے ہونٹ کاٹ کر رہ گیا

اس دوران ماثرہ پل کو پار کر کے اس گدے دار کرسی پر بیٹھ گئی تھی جو وہاں موجود تھی پھر اس نے کوئی کاغذ نکال کر پڑھنا شروع کر دیا مگر پھر جلد ہی اس نے کاغذ کو دور پھینک دیا اور اپنے دل پر اس طرح ہاتھ رکھا جیسے اس کی دھڑکن پر قابو پانا چاہتی ہو۔ حیرت بھری نگاہیں اس نے کسی کی تلاش میں چاروں طرف دوڑا دیں۔ اس کے چہرے پر ایک رنگ آرہا تھا اور دوسرا جارہا تھا۔

رعوس کو جو غور سے اسے دیکھ رہا تھا، محسوس ہوا کہ ماثرہ کو اس کی موجودگی... کا احساس ہو گیا ہے۔ بے شک محبت نے ماثرہ کے سینہ میں کوئی ایسا دروازہ وا کر دیا تھا۔ جس کے ذریعے اسے رعوس کی موجودگی کا احساس ہو گیا تھا۔ لیکن اس کا ذہن صحیح حالات کو صحیح طور سے نہیں سمجھ پا رہا تھا۔ اس حالت میں وہ بڑبڑانے لگی اور یہ بڑبڑاہٹ ہوا کے پروں پر سوار ہو کر رعوس اور بلیس کے کانوں تک بھی پہنچی

وہ بڑبڑا رہی تھی

"بس رعوس کے اپنے نزدیک ہونے کا احساس کر رہی ہوں۔ میں... میں رعوس کو اپنے

نزدیک محسوس کر رہی ہوں... کیا وہ مر گیا ہے اور اس کی روح میرے پاس آئی ہے.... نہیں نہیں.... یہ اس کی محبت ہے جو میں نے محسوس کی.... میں خواب دیکھ رہی ہوں...... میں خواب دیکھ رہی ہوں... اوہ خدا کاش! یہ خواب دائمی ہو جائے... میرے ہونٹوں کو اس کے ہونٹ چوم رہے ہیں.... اوہ رعموس! میری محبت... میرے اپنے... میرے پاس آجاؤ.... حقیقت میں سامنے آجاؤ"....

رعموس پاگل سا ہو گیا. ایک بیل کی شاخ زمین سے نکل کر اس کھڑکی کے پاس سے ہوتی ہوئی اوپر چلی گئی تھی جس کے سہارے رعموس نیچے اتر کر باغ میں پہنچ سکتا تھا. اپنی خواہش کے جوش میں وہ اپنی عزت اور سب کچھ فراموش کر چکا تھا وہ دل ہی دل میں بولا کہ بیل کی اس شاخ سے نیچے اتر کر بائرہ کے پاس جائے گا... اپنی اس خواہش کو وہ پورا کرنے جا ہی رہا تھا کہ بلیس کی سرسراتی آواز اسے سنائی دی

"کاؤنٹ رعموس! کیا تم یہ پسند کرو گے کہ لوگ تمہیں جھوٹا کہیں"؟

"خداؤں کی قسم کبھی نہیں"! رعموس کی آواز بھاری تھی"۔ اس سے پہلے کہ مجھ سے کوئی غلطی ہو جائے. بلیس! ہمیں یہاں سے چل دینا چاہیئے"۔ کہہ کر اس نے آخری نظر بائرہ پر ڈالی جواب بھی کچھ بڑبڑا رہی تھی. پھر رعموس اپنی قسمت کو برا بھلا کہتا دروازے کی طرف بڑھا مگر پھر ٹھٹھک کر رہ گیا...

... دروازے پر پراسرار پیغمبر دانی ایل کھڑا تھا. پھر رعموس کے کانوں سے اس کی بھاری آواز ٹکرائی

"تم نے اپنے جذبات پر فتح حاصل کر لی ہے مصری! اس فتح یابی کا انعام ایک روز تمہیں ضرور ملے گا. اگر تم اپنی خواہش کے فریب میں آجاتے تو جانتے ہو کیا ہو جاتا. بائرہ کی موت یقینی تھی کیونکہ جب وہ باغ میں اکیلی ہوتی ہے تو اس کے ارد گرد نجانے کتنے محافظ ہوتے ہیں. اس کے ساتھ تم بھی زندہ نہیں بچ سکتے تھے. اس معاملہ میں بہت سختی سے کام

لیا جاتا ہے۔ ممکن تھا کہ تمہارے ہاتھ پیر کاٹ کر تم کو سڑک پر پھینک دیا جاتا۔"

ریموس کانپ اٹھا لیکن اپنی تکلیفوں کے خیال سے نہیں بلکہ مائرہ کی موت کا تصوّر کرکے۔ اس نے سر جھکا کر کہا

"مقدّس پیغمبر! میں اپنی تباہی کے بہت قریب پہنچ چکا تھا۔ میں معافی چاہتا ہوں کیونکہ میں بھی ایک انسان ہوں۔ اب جب تک آپ نہ کہیں گے میں پھر کبھی اس خیال سے اس جگہ نہیں آؤں گا۔ ممکن ہے میرے جذبات یہاں آکر پھر بھڑک اٹھیں۔ اگر ممکن ہو سکے تو مائرہ کو بتا دیجئے کہ میں نے اسے دیکھ لیا ہے اور یہ کہ وہ کوئی بُرا خیال دل میں نہ لائے"...



خُداوندخُدا لامحدود ہے!

شاہِ بابل بینو نائیڈس نے اپنے بیٹے بلیشفر کو ایک عظیم فوجی لشکر کے ساتھ شاہِ فارس کا مقابلہ کرنے کے لئے روانہ کر دیا جو بابل پر حملہ کرنے کی دھمکی دے رہا تھا۔ بلیشفر کی روانگی کے کچھ دن بعد بینو نائیڈس نے رعوس کو اپنے ذاتی کمرے میں طلب کیا۔ وہاں جا کر رعوس نے دیکھا کہ بوڑھا بادشاہ بہت بدل گیا ہے۔ وہ بہت کمزور ہو چکا تھا۔ اس کی حالت دیکھ کر رعوس نے اس سے دریافت کیا کہ کیا وہ بیمار ہے؟ اور اگر ایسی بات ہے تو وہ ڈاکٹر کو کیوں طلب نہیں کرتا؟ جواب میں نائیڈس نے ہانپتے ہوئے کہا

"میں بیمار نہیں ہوں میرے دوست! اپنے انجام کو پہنچ رہا ہوں۔ ڈاکٹر میری مدد نہیں کر سکتے اور نہ میں ہی ان کا سہارا لینا چاہتا ہوں۔ ہاں۔ اس معاملے میں میں نے اپنے رشتہ دار اور تمہارے ساتھی بلیکس سے مشورہ کیا تھا کیونکہ مصری یونانیوں کے ساتھ رہ کر اس نے اتنا کچھ حاصل کر لیا ہے کہ بابل میں شاید ہی اس کے مقابلے کا کوئی ڈاکٹر ہو۔ حالانکہ وہ اپنا زیادہ وقت ستاروں کو دیکھنے میں صرف کرتا ہے"۔

"بلیکس نے کیا کہا تھا؟" رعوس نے پوچھا

"کچھ نہیں دوست! اس نے میری عبا کھول کر میرے سینے سے اپنے کان لگا کر دل کی دھڑکن سنی تھی پھر وہ اپنا سر ہلا کر خاموش ہو گیا تھا جس سے میں سمجھ گیا کہ میرا آخری دن

قریب آرہا ہے"۔

"شاہ بابل ہمیشہ سلامت رہیں!" رغوس کی سمجھ میں کچھ اور نہیں آیا تو اس نے دھیرے سے یہی جملہ کہا

"ہاں" نابیڈس کے ہونٹوں پر پھیکی سی مسکراہٹ پھیل گئی" اسی طرح جس طرح بابل کے دوسرے حکمران ہمیشہ سلامت رہ کر اندھیرے کے غار میں پہونچ چکے ہیں۔ میرے دوست! مجھے بھی ان سب کی طرح جانا ہے۔ مجھے اپنے مرنے کا کوئی غم نہیں۔ مجھے اپنی شان و شوکت چھوڑ کر برہنہ حالت میں اس جگہ جانا ہوگا جہاں سے برہنہ ہی ہو کر آیا تھا" وہ رکا پھر سانس لیتے ہوئے کہنے لگا" کیا تمہیں اس کی اطلاع ملی ہے کہ اس عظیم ایرانی نے میرے بیٹے بلیشغر کو شکست دے دی ہے"...

"اس کا مجھے علم نہیں عالیجاہ"...

"اب جلد ہی وہ ایرانی بابل کی طرف بڑھے گا اور میرا خیال ہے وہ فتح یاب بھی ہوگا۔ کیونکہ بلیشغر سے تمام لوگ اور پوری فوج نفرت کرتی ہے۔ وہ مقابلہ ضرور کریں گے لیکن بیدلی سے اور اس طرح سے یہ عظیم شہر اور اس کے حکمران اپنے انجام کو پہنچ جائیں گے... اگر... اگر ایسا ہو گیا تو میں یہ کہوں گا کہ یہ تباہی یہیں کے لوگوں کی لائی ہوئی ہے کیونکہ بابل برائیوں سے بھرا ہوا ہے۔ یہ ایک ایسا پیالہ ہے جو انسانی خون سے لبریز ہے۔ بس اس میں کسی شے کو ڈالنے کی ضرورت ہے اور خون اچھل کر پیالے سے چھلک پڑے گا۔ صرف یہاں کے عوام ہی نہیں میرا بیٹا بلیشغر جو یہاں کا حکمران ہے، ایک بہت ہی برا انسان ہے۔ اپنے بچپن کے دنوں سے ہی وہ تند مزاج، حسن پرست، ظالم اور خونی رہا ہے۔ اس نے اپنے دوستوں کو دھوکا ہے اور اپنی خواہش پوری کرنے کے لئے انسانوں کو موت کے گھاٹ اتار دیا ہے۔ اب اس کے لئے خود کو بدل دینا ناممکن ہے کیونکہ وہ اب زیادہ عمر کا ہو گیا ہے۔ مجھے علم نہیں کہ اس زمین پر خدا اس کا وجود کتنے دنوں تک برداشت کریں گے۔ وہ اپنے دشمنوں سے مقابلہ کرنے کے قابل ہے

کیونکہ حکومت ابھی بھی کافی طاقتور ہے۔ لیکن کیا وہ اپنے گھر کے دشمنوں سے مقابلہ کر سکے گا؟
میں تم کو بتاتا ہوں کہ لوگ اس کے خلاف کیا باتیں کرتے ہیں اور امرار میرے بعد اس کو ختم کرنے
کا پروگرام بنا رہے ہیں ...... مجھے امید ہے میں دائمی زندگی میں سکون سے پہنچوں گا۔ جو مر جاتے
ہیں وہ ایک ایسی نیند سو جاتے ہیں جس سے کبھی بیدار نہیں ہو جاتے اور اگر بیدار بھی ہو جاتے
ہیں تو زمین پر پیش آنے والی مشکلات سے ان کو سامنا نہیں کرنا پڑتا" اس کی سانس اب
پہلے سے زیادہ تیزی کے ساتھ چلنے لگی تھی "میں اسے فراموش کر کے کہ دوسرے کیا سوچتے اور
محسوس کرتے ہیں، ایک بوڑھے کی طرح جیسا کہ عام طور پر ہوتا ہے، اپنے ہی متعلق باتیں کرتا جا رہا
ہوں۔ میں یہ نہیں سوچ رہا ہوں کہ دوسرے بھی مشکلات میں ہو سکتے ہیں۔ مثال کے طور پر تم...
تمہارا معاملہ ...... اوہ .... مجھے یاد آیا .... وہ خوب صورت عورت جسے فرعون اماسس نے
کہیں سے حاصل کر کے ایک شہزادی کی حیثیت سے میرے پاس شادی کرنے کے لئے بھیجا تھا.....
تمہاری بیوی تھی یا تم اور سیلیس اس طرح کی بات کہتے ہو۔ میں نے سنا ہے وہ بھی یہی کہتی ہے لیکن
اس طرح کے معاملوں پر کسی طرح یقین نہیں کیا جا سکتا کہ کسی عورت کے منہ سے کیا نکلے گا۔ بہر حال!
معاملہ دل شکن ہے اگر میں اپنی مرضی سے کچھ کر سکتا تو اسی وقت تمہارے حوالے کر دیتا لیکن میرے
سامنے ایک ایسی چٹان ہے جسے خود بادشاہ بھی نہیں ہٹا سکتا یعنی بابل کا قانون ...... جو
شاہی خاندان سے تعلق رکھنے والی عورتوں سے متعلق ہے۔ اس کے علاوہ دوسرے بھی ایسے
ہیں جو اس معاملے میں ہاتھ ڈال رہے ہیں۔ میں نے پیغمبر دانی ایل کے کہنے پر تمہارے اور اس
عورت کے لئے راستہ نکالنے کی کوشش کی تھی تو مجھے معلوم ہوا کہ تمام راستے بند کر دیئے گئے ہیں"

"ممکن ہے بلشیغر نے ایسا کیا ہو" رعموس نے خیال ظاہر کیا

"ہاں یہ بہت ممکن ہے کیونکہ بلشیغر ہمیشہ کسی نہ کسی عورت سے الجھا رہتا ہے خواہ وہ اس
کے باپ کے ہی گھر کی کیوں نہ ہو۔ بہر حال مجھے تمام راستے بند ملے تھے اور اگر میں نے اس میں کوئی راستہ
بنانے کی کوشش کی ہوتی تو بابل کے تمام کاہن اس طرح بھڑک اٹھتے جیسے ان کے خداؤں کو

بُرا کہہ دیا گیا ہو..... اور بہت سی افواہیں پھیلتیں جن سے میرے دشمنوں کو میرے گھر کے خلاف باتیں کرنے کا موقع مل جاتا۔ اس لئے میں کچھ نہیں کر سکا"... بوڑھے بادشاہ کی آواز میں بھرپور تاسف تھا۔

"یہ میرے اور میری بیوی کے لئے تکلیف دہ بات ہے"

"یقیناً... لیکن یہ بھی تعجب کی بات ہے کہ ایک شخص صرف ایک ہی عورت کی طرف توجہ دے جبکہ دنیا خوب صورت عورتوں سے بھری پڑی ہے اور وہ ایک کے مقابلہ میں دوسری زیادہ حسین عورتوں کو حاصل کرنے میں کامیاب ہو سکتا ہے۔ بہرحال! اس عورت کی وجہ سے بابل نے مصر کو جنگ شروع کرنے کی دھمکی دی ہے۔ اس پر فرعون اماسس نے یہ ظاہر کرتے ہوئے کہ اس کی بے عزتی کی گئی ہے، اپنی بیٹی کو، جیسا کہ وہ کہتا ہے، سونے کے ایک بڑے تحفے کے ساتھ واپس مانگا ہے کیونکہ اس کا یقین ہو چکا ہے کہ اس عورت کا شوہر مر چکا ہے۔ میں نے تمہاری اور اس عورت کی بھلائی کے لئے اماسس کو اطلاع دے دی تھی کہ اس کے کہنے پر ہم نے ایک جاسوس کو، جس کے پاس مصر کی طرف سے شاہ فارس کے لئے جعلی خطوط موجود تھے" گرفتار کر کے پھانسی دے دی ہے۔ اب اس عورت کو اس لئے واپس نہیں بھیجا جا سکتا کہ وہ میری یعنی شاہ بابل کی بیوی بن چکی ہے"۔

"پھر تو معاملہ یہیں پر ختم ہو جاتا ہے عالیجاہ"....

"نہیں میرے دوست! ابھی میں نے پوری بات نہیں کہی۔ بابل کا بادشاہ ہمیشہ زندہ نہیں رہ سکتا۔ میرے مرنے کے بعد میری تمام بیویاں آزاد ہو جائیں گی اور اب میں جلد ہی مرنے والا ہوں۔ اس لئے میں نے تمہاری بھلائی کے لئے ایک منصوبہ بنایا ہے۔ میں نے حکم جاری کیا ہے کہ میرے مرنے کے فوراً بعد ہی اس عورت کو آزاد کر کے اسے اس کی تمام چیزوں کے ساتھ مصر واپس کر دیا جائے۔ اس کے علاوہ میں نے یہ بھی کہہ دیا ہے کہ تھاسس اور بلکیس اسے پہنچانے کے لئے ساتھ ہی مصر جائیں گے۔ لیکن میرا خیال ہے کہ اگر تم عقل مندی سے کام لو گے

تو مصر کبھی نہیں جاؤ گے بلکہ بابل کی سرحد پار کرتے ہوئے اس وقت تک کے لئے جب تک مصر

کا فرعون اماسس ہے، کسی دوسرے ملک میں جا کر رہو گے۔ بابل کی سرحد پار کرنے کے بعد تم قطعی

آزاد ہو گے اور جدھر چاہو گے جا سکتے ہو۔ اس طرح تم فرعون اماسس اور بلیشزر دونوں سے

ہی محفوظ رہو گے..... بس! مجھے کچھ اور نہیں کہنا ہے۔ میرا یہ حکم تحریر میں لایا جا چکا ہے اور

اس پر میری مُہر لگ چکی ہے جس کی ایک نقل میں نے آج ہی بلکیس کے ہاتھ تمہارے پاس بھیج دی

ہے تاکہ وہ کسی غلط جگہ نہ پہنچ جائے..... الوداع دوست! جب تم بوڑھے ہو جاؤ گے تو کبھی

اس بوڑھے نائیڈس کو یاد کر لینا جو بادشاہ تھا لیکن جو خود کو کسی کا حکمران نہیں سمجھتا تھا... اپنے

دل کا بھی نہیں..... مجھے خواب گاہ میں لے چلو.... میں سونا چاہتا ہوں میرے دوست!"

نائیڈس کو خواب گاہ میں پہنچا کر رعوس جب اپنے کمرے میں داخل ہوا تو وہاں بلکیس اس

تحریر کی نقل کے ساتھ موجود تھا جس کے ذریعے رعوس کو بابل سے کسی بھی وقت کہیں بھی جانے

کی اجازت دی گئی تھی۔ اس تحریری حکم کی تعمیل کرنے کا حکم حکومت کے تمام افسروں تک پہنچا

دیا گیا تھا۔ لیکن جب رعوس نے اس میں مائرہ کے بارے کہیں بھی کچھ تحریر نہیں دیکھا تو اس نے بلکیس

سے دریافت کیا کہ اس کا کیا مطلب ہے؟ کیا اسے دھوکا دیا گیا ہے؟

بلکیس جواباً کہنے لگا

"نہیں..... ایک دوسرا حکمنامہ پیغمبر دانی ایل کے پاس بھیج دیا گیا ہے۔ جس میں تحریر

ہے کہ بادشاہ کے مرنے کی خبر سنتے ہی وہ مائرہ اور اس کی خادمہ مائی ٹپ کو فوراً ہی محافظوں کے

ایک دستے کے ساتھ بابل کی سرحد کی طرف روانہ کر دے گا جہاں وہ دونوں تم سے آنے والے ایک

دستے کا انتظار کریں گی"۔

"مجھے یہ انتظام بالکل پسند نہیں" رعوس بولا "ہم مائرہ سے کہاں پہنچ کر ملیں گے اور

ہمیں یہ کس طرح معلوم ہوگا کہ وہ پیغمبر دانی ایل کا مکان چھوڑ کر روانہ ہو گئی؟ اس کے علاوہ اگر

منصوبے کے مطابق سب کچھ ٹھیک نہ رہا تو سرحد پر پہنچ کر کیا ہوگا؟ ممکن ہے اس جگہ مصر کا فوجی

دستہ مائرہ کا منتظر ہو اور اس کے ساتھ مجھے بھی گرفتار کرلے۔ اگر ایسا ہو گیا تو یہ معاملہ تو اور زیادہ خراب ہو جائے گا۔"

"زعوس! اس وقت ہم رات کے اندھیرے میں بھٹک رہے ہیں۔ ہمیں اسی تنہا ستارے کا سہارا لینا ہے جو چمکتا ہوا نظر آ جائے۔ تمہاری طرح مجھے اور پیغمبر دانی ایل کو یہ منصوبہ ناپسند ہے لیکن اگر ہم اس پر عمل نہیں کرتے تو پھر اور کونسا راستہ ہمارے سامنے ہے؟ یہ بات تم اچھی طرح جانتے ہو کہ بادشاہ زندہ رہتے ہوئے یہ حکم جاری نہیں کر سکتا کہ مائرہ کو بابل سے باہر بھیج دیا جائے۔ میرے خیال میں اس نے تمہیں بتا دیا ہو گا کہ قانون نافذ کرنے والے بھی قانون کی خلاف ورزی نہیں کر سکتے۔ اس کے علاوہ اگر وہ ایسا حکم دے بھی دے تو اس پر عمل نہیں کیا جائے گا کیونکہ قدیم قانون کے مطابق اگر کسی شخص کو شاہی گھرانے کی عورت کے ساتھ بات کرتے دیکھا جائے تو وہ شخص قتل کر دیا جائے گا اور اسے کوئی بھی قتل کر سکتا ہے لیکن جب بادشاہ مر جائے گا تو معاملہ دوسرا رُخ اختیار کرے گا اور اس وقت تک اس کے نافذ کئے گئے حکم کی تعمیل کی جائے گی جب تک دوسرا کوئی بادشاہ اسے مسترد نہ کر دے۔"

"کیا ایسا ہونا یقینی ہے"؟

"ہاں... لیکن اگر وقت ملے گا جب ہی... کیونکہ مجھے معتبر ذرائع سے معلوم ہوا ہے کہ بلشیغر طے کر چکا ہے کہ جب بھی وہ طاقت میں آ جائے گا تو وہ مائرہ کو ضرور حاصل کرے گا جسے اس کے باپ نے اس سے دور رکھا ہے اور اس وجہ سے وہ اسے اور بھی حاصل کرنا چاہتا ہے۔ اس کا کہنا ہے کہ اگر بادشاہ کی بیویوں کے متعلق قانون نہ ہوتا اور سب سے بڑی بات یہ کہ اگر اسے دانی ایل کا خوف نہ ہوتا جس کی حفاظت میں مائرہ ہے، تو وہ اب تک اسے اغوا کر کے کہیں لے جا چکا ہوتا۔"

"پھر تو بادشاہ کی موت کے بعد وہ ایسا ضرور کرے گا"

"ہاں... لیکن میں پھر کہتا ہوں اگر وقت ملا جب ہی۔ لیکن کیا نابُیدس جلدی مر جائے گا؟ بلشیغر بابل میں نہیں ہے۔ وہ اپنی بچی کھچی فوج کے ساتھ زیر بیں ہے۔ ممکن ہے شاہِ فارس کے ساتھ

اس جگہ مقابلہ کرتا ہوا قتل کر دیا جائے یا قید کر لیا جائے یا اور بھی کئی باتیں ہو سکتی ہیں۔ اس کے بادشاہ ابھی زندہ ہے۔ وہ کسی بھی وقت مر سکتا ہے۔ یا پھر مہینوں بلکہ برسوں تک زندہ رہ سکتا ہے جیسا کہ دل کے مریض اکثر زندہ رہتے ہیں۔ ہر بات اندھیرے میں ہے اور مشتبہ ہے۔ پھر بھی ہمیں ہر وقت تیار رہنا چاہیئے۔ تاکہ فوراً ہی روانہ ہو سکیں۔ جہاں تک میرا سوال ہے مجھے یقین ہے میں بابل چھوڑ کر اس وقت تک کہیں نہیں جا سکوں گا جب تک ایک خاص کام پورا نہ ہو جائے گا۔" بلیس کے چہرے کی رگیں تن گئی تھیں۔

رعموس کے لئے بلیس کے مشورے پر عمل کرنے کے علاوہ اور کوئی چارہ نہ تھا اور اسے اس پر بھی یقین تھا کہ سچائی کا خدا وقت آنے پر ضرور ان کی مدد کرے گا۔ ان کے پاس دولت کی کمی نہ تھی۔ اس سے انھوں نے تیز رفتار گھوڑے خریدے اور اسرائیلی عقیدہ رکھنے والے ملازم حاصل کئے جو آزاد شہری تھے اور بابل چھوڑ کر دوسری جگہ جانا چاہتے تھے۔ ان گھوڑوں و ملازموں کو انھوں نے مغربی پھاٹک کے قریب ایک ایسے مقام پر ٹھہرایا جہاں سے وہ فوراً مصر کے لئے روانہ ہو سکتے تھے۔ اس کے علاوہ بلیس نے ایک اسکیم بھی مرتب کی کہ مائی ٹپ پیغمبر دانی ایل کے مکان کی کھڑکی پر ایک کپڑا لٹکا دے گی جس سے انھیں معلوم ہو جائے گا کہ مائرہ روانہ ہونے والی ہے اور پھر وہ اس سے ملنے کے لئے روانہ ہو جائیں گے۔

اسی دوران بادشاہ کی طبیعت بے حد بگڑ گئی۔ پھر کچھ دیر زندگی اور موت کے درمیان معلق رہنے کے بعد اس کے دل کی دھڑکن مکمل طور پر بند ہو گئی۔ یہ انجام تھا اس کمزور لیکن ایماندار اور رحم دل شخص کا! جسے قسمت کے چکر نے برباد ہو جانے والی ایک حکومت کا بادشاہ بنا دیا تھا۔ قسمت نے اس کے ساتھ ایک بھلائی ضرور کی کہ اسے تباہی و بربادی کا نظارہ کرنے کے لئے زندہ نہیں رکھا۔

غلاموں اور ایک کاتب کو رشوت دینے کی وجہ سے رعموس اور بلیس وہ پہلے آدمی تھے جنھیں بادشاہ کی موت کی اطلاع ملی۔ وہ فوراً اس سمت روانہ ہوئے جہاں ان کے گھوڑے

اور ملازم موجود تھے اور جہاں سے وہ پیغمبر دانی ایل کے مکان کو دیکھ سکتے تھے۔ تھوڑی دیر بعد انھیں کھڑکی پر ایک سفید کپڑا لہراتا نظر آیا۔ جسے دیکھتے ہی وہ سمجھ گئے کہ پیغمبر دانی ایل کو بھی بابل کے بادشاہ کے مرنے کا علم ہو چکا ہے اور اب ماثرہ روانہ ہونے والی ہے۔

انھیں پھاٹک کے پاس ٹھہر کر اس وقت تک انتظار کرنا تھا جب تک ماثرہ محافظوں کے ساتھ پھاٹک کے باہر نکل جاتی۔ پھر وہ بھی اس کے عقب میں چلتے ہوئے پہلے پڑاؤ کے مقام پر اس محافظ دستے کے آفیسر سے جا کر ملنے والے تھے جسے پہلے سے ہی اس کی اطلاع تھی۔ چونکہ ان کے ساتھ بادشاہ کی مہر کے ساتھ شاہی فرمان تھا اس لئے انھیں امید تھی کہ یہ کام آسانی سے ہو جائے گا کیونکہ وہ اس فرمان کو دکھا کر اپنے لئے راستہ پیدا کر سکتے تھے اور خاص کر اس وقت جبکہ بنوبلیڈس کے مرنے کی اطلاع بابل کے شہریوں کو نہ تھی۔

وہ پھاٹک کے قریب اس وقت پہنچے جس وقت آفتاب لب بام تھا اور پھر وہ وہاں اس طرح ٹھہر گئے جیسے اپنے کسی تاجر دوست کے آنے کا انتظار کر رہے ہوں۔ کیونکہ وہ تاجروں کے بھیس میں تھے۔ آسمان پر کالے بادل ہونے کی وجہ سے اندھیرا جلد ہی چھا گیا۔ مکمل طور اندھیرا چھا جانے سے پہلے انھوں نے ایک گروہ کو بابل کے شہر دیوار میں لگے پھاٹک کی سمت میں دیکھا۔ سب سے آگے ایک کپتان تھا جس کے عقب میں قریباً ایک درجن سپاہی تھے جن کے درمیان سفید گدھوں پر سوار دو نقاب پوش عورتیں تھیں۔ ان میں ایک دراز قد تھی اور دوسری پستہ قد! رعموس کو اپنا دل کانوں میں دھڑکتا محسوس ہونے لگا کیونکہ وہ ماثرہ اور مائی ٹپ ہی تھی۔ ان کے عقب میں چند گدھے اور گھوڑے بھی تھے جن پر ان کا سامان رکھا گیا تھا۔ ماثرہ جب رعموس کے پاس سے گزری تو اس نے نقاب کے اندر سے رعموس کو گھورا۔ رعموس نے سمجھ لیا کہ ماثرہ نے اسے پہچان لیا ہے۔ پھر اس نے اپنے سر کو تھوڑا سا جھکایا جس کے جواب میں ماثرہ نے بھی اپنے سر کو جنبش دی تھی۔

خوش ہوتے ہوئے رعموس نے سوچا کہ آج کی رات وہ دونوں کہیں مل کر باتیں کریں گے اور آج کی رات ان کی تکلیفات اور جدائی کا خاتمہ ہو جائے گا۔

اسی وقت جبکہ رعوس کا دل بلیوں اچھل رہا تھا، طوفان کی پہلی چمک ظاہر ہوئی جو کسی آگ کی تلوار کی طرح پیتل لگے پھاٹک سے ہوتی ہوئی زمین میں جا کر دھنس گئی۔ اس کی چمک اور آواز سے گھوڑے بھڑک اٹھے اور چند سپاہی گھوم کر بھاگنے لگے۔ پھر چیخ و پکار کے ساتھ..... افراتفری پھیل گئی۔ کیونکہ سب کو اس پر یقین ہو گیا تھا کہ آسمانی شعلے کی زد میں آ کر کئی آدمی مر گئے ہیں جبکہ حقیقت میں صرف دو آدمی گھوڑے سے نیچے گرے تھے اور کچھ نہیں ہوا تھا۔ آخر اس افراتفری پر قابو پایا گیا اور پھر وہاں خاموشی چھا گئی۔ مگر پھر اس خاموشی کو کسی کے گھوڑے کے ٹاپوں کی آواز نے بُری طرح مجروح کر دیا۔ بجلی پھر اندھیرے کا سینہ چیرتی ہوئی چمکی اور اسی چمک میں رعوس نے شاہی محافظ دستے کے ایک کپتان کو تیزی سے اپنے پاس سے گزرتے دیکھا جو اس کے پاس سے گزرتے ہی حلق پھاڑ کر چیخا

"بادشاہ انتقال کر کے دیوتاؤں کے پاس چلا گیا ہے۔ داروغہ! دروازہ بند کر دو تاکہ بابل کے دشمنوں تک اس کی اطلاع نہ پہنچ سکے"۔

مائرہ کے محافظ دستہ کا آفیسر تیزی سے سائبان کی طرف لپکا۔ لیکن اس نے دیر کر دی تھی اس کے پہنچنے سے پیشتر ہی دروازہ بند ہو چکا تھا۔ اس نے پھاٹک کے داروغہ کو بلا کر شاہی فرمان دکھایا جسے اندھیرا ہونے کی وجہ سے وہاں پڑھا نہیں جا سکتا تھا۔ وہ دونوں بحث کرنے چلے گئے جبکہ رعوس اور بیکس جو اپنے ملازموں کے ساتھ ہی سائبان میں پہنچ گئے تھے، سب کچھ سن رہے تھے۔ اس جگہ ابتری پھیلی ہوئی تھی۔ کیونکہ وہاں موجود سبھی لوگ بجلی اور اب تیزی سے ہونے والی بارش سے بچنے کے لئے سائبان کے نیچے آ گئے تھے۔ لوگ ایک دوسرے کو دھکے دے رہے تھے اور اس وجہ سے گھوڑے اور گدھے بھڑک رہے تھے۔ اسی افراتفری میں کوئی رعوس سے آ کر ٹکرا گیا جس کے ساتھ ہی اس کے کانوں سے ایک نرم آواز ٹکرائی

"معاف کیجئے گا!"

اس آواز کو رعوس نے فوراً ہی شناخت کر لیا۔ وہ مائرہ کی آواز تھی

"مائرہ! میں رعوس"..... اس نے کپکپاتی آواز میں دھیرے سے کہا

"اوہ میری محبت! میری جان"! مائرہ کی آواز بھی کپکپانے لگی۔ دوسرے ہی لمحے رعوس نے اس کے چہرے پر پڑی نقاب کو ہٹا کر اس کے لبوں کا بوسہ لیا۔ مائرہ اس کا ساتھ دے رہی تھی۔ لیکن پھر اچانک کسی نے دھکیل کر انھیں علاحدہ کر دیا۔

افراتفری اور زیادہ بڑھ گئی۔ مائرہ کے محافظوں کا آفیسر پھاٹک کے داروغہ سے پھاٹک کھولنے کے لئے کہہ رہا تھا کہ کوئی تیز آواز میں چیخا

"بیلشضر بابل کے بادشاہ کے نام پر یہ حکم جاری کیا جاتا ہے کہ کوئی شخص بابل کو چھوڑ کر نہیں جا سکتا"۔

بجلی کی کڑک اور بادلوں کی گرج کے ساتھ ہی گھوڑوں کے ٹاپوں اور رتھوں کے پہیوں کی آوازیں فضا میں گونجیں اور پھر ایک انسانی آواز

"شاہی گھرانے کی ایک عورت فرار ہو رہی ہے اسے گرفتار کر لو"!

یہ سن کر رعوس کا خون خشک ہو گیا

پھر ایک دوسری آواز سنائی دی

"یہ ہیں دو عورتیں"!

سلح سپاہی مائرہ کی طرف جگہ بناتے ہوئے آگے بڑھے جبکہ اس کے ساتھ کے محافظوں نے اسے اپنے گھیرے میں لے لیا کیونکہ اس کا سفید لباس اندھیرے میں بھی دکھائی دے رہا تھا۔ رعوس اور اس کے ساتھی بھی آگے بڑھے۔ پھر تلواریں ننگی ہو گئیں اور فضا میں چنگاریاں چمکنے لگیں۔

ایک موٹے سیاہ آدمی نے، جس نے پیتل کا زرہ بکتر پہن رکھا تھا، مائرہ کے گدھے کی لگام کو پکڑا اور گھسیٹ کر سڑک کی طرف لے چلا۔ مائی چیخی۔ سپاہیوں نے اسے ڈانٹا اور رعوس نے اچھل کر اس سیاہ آدمی پر حملہ کر دیا۔ سیاہ آدمی نے تلوار چلائی مگر رعوس بچ گیا۔ پھر جب رعوس نے اپنا تلوار والا ہاتھ بلند کیا تو سیاہ آدمی کی گردن کٹ کر دور تک لڑھکتی چلی گئی اور

بے سر کا سیاہ جسم گدھے کی لگام چھوڑ کر زمین پر آ رہا۔

بار بار بجلی چمکنے سے جو روشنی وہاں پھیل جاتی تھی اس میں وہاں کا منظر عجیب سا دکھائی دیتا تھا۔ سب چیخ رہے تھے اور اس سے بے خبر کہ کس پر تلوار چلا رہے ہیں، تلوار چلا رہے تھے۔

رعوس کا گھوڑا اچھلتا ہوا پھاٹک کے قریب پہنچ گیا جہاں کسی نے رعوس کے سر پر وار کیا جس کی وجہ سے تلوار اس کے ہاتھ سے چھوٹ کر گر گئی اور وہ قریب قریب بے ہوش سا ہو گیا۔ پھر جب اس کے حواس بحال ہوئے تو اس نے خود کو دوسروں کے ساتھ سائبان سے باہر ایک پتلی سی سڑک پر پایا۔

طوفان نے اب اور بھی خوفناک صورت اختیار کر لی تھی اور بارش طوفانی رفتار سے برس رہی تھی۔ بجلی کی چمک میں رعوس نے دُور سڑک پر سپاہیوں کو واپس جاتے دیکھا جن کے درمیان دو سفید لباس والی عورتیں بھی تھیں۔ اندھیرا پھر ہوا اس کے ساتھ ہی رعوس کو بلیس کی آواز سنائی دی۔

"سب کچھ ختم ہو گیا رعوس! بلشضر کے حرم کے محافظ مائرہ کو چھین لے گئے۔ چلو جلدی کرو۔ کہیں یہ ظاہر نہ ہو جائے کہ ہم نے بھی اس مقابلے میں حصّہ لیا تھا اور ہمیں پکڑ کر قتل کر دیا جائے میں نے اپنے ملازموں کو بتا دیا ہے کہ ہم انھیں کہاں ملیں گے"۔

رعوس لڑکھڑاتے ہوئے بلیس کے ساتھ چلنے لگا جو بابل کے گلی کوچوں سے پوری طرح واقف تھا۔ وہ رعوس کو ساتھ لئے ایک ایسی گلی سے گزرا جہاں اندھیرے اور بارش کے علاوہ اور کوئی نہ تھا۔ ان کے پیچھے ان کے چند ملازم اور گدھے تھے جن پر سامان رکھا تھا۔

"وہ مائرہ کو کہاں لے گئے؟" رعوس نے چلتے چلتے بلیس سے پوچھا

"بلشضر کے محل میں! لیکن اطمینان رکھو وہ خود اس وقت بابل میں موجود نہیں ہے۔ مائرہ اس لئے گرفتار کر لی گئی ہے کہ بلشضر نے بابل سے جانے سے پہلے ہی اس معاملے کے بارے میں

اپنے ماتحت آفیسروں کو حکم دے دیا تھا جو شاید پیغمبر کے مکان کی رات دن نگرانی کر رہے تھے کہ وہ وہاں سے فرار نہ ہوسکے"۔

"قسمت ہمارا ساتھ نہیں دے رہی ہے"۔ رعوس بولا "ایک گھنٹے کا وقت اور مل گیا ہوتا تو اس وقت ہم آزاد ہوتے۔ بلیس! کیا تمہارا سحر ایک گھنٹہ تک ہمیں اپنی حفاظت میں نہیں لے سکتا تھا؟"

"کہانی ابھی ختم نہیں ہوئی ہے رعوس"! بلیس نے پُرسکون آواز میں کہا "ممکن ہے اس طرح ہم اس سے بھی بڑی تباہی سے بچ گئے ہوں جو ہم نے نہیں دیکھی ہے۔ ممکن ہے یہی مقدر رہا ہو کہ ہم بابل میں رہ کر ہی اپنا کام انجام دیں۔ جبکہ میں یقیناً تمہیں فرار حاصل کرنے میں مدد دے کر واپس آنے کا ارادہ رکھتا تھا۔ یہ بات میں نے تم سے پوشیدہ رکھی تھی"۔

"چپ بھی رہو" رعوس نے بلیس کی بات سُن کر غصّہ سے کہا "مائرہ، بلیشغر کے گھر پہنچا دی گئی ہے۔ وہاں اس کی حفاظت کون کرے گا؟"

"خدا" بلیس نے مختصراً کہا

"ہم کہاں چل رہے ہیں؟ اپنی رہائش گاہ پر؟" آخر میں رعوس نے پوچھا

"نہیں... اب وہ جگہ محفوظ نہیں ہے۔ ہم اس مکان کی طرف چل رہے ہیں جہاں سے تم نے ایک بار مائرہ کو باغ میں دیکھا تھا۔ وہ مکان پیغمبر دانی ایل کا ہے اور مقدس سمجھا جاتا ہے اس لئے وہاں کوئی بھی دخل اندازی نہیں کر سکتا۔ بلیشغر بھی نہیں، کیونکہ اسے یقین ہے کہ اگر وہ ایسا کرے گا تو اس پر عتاب نازل ہوگا اور ممکن ہے وہ ہلاک ہی ہو جائے۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو وہ مائرہ کو اس مکان سے بہت پہلے ہی حاصل کر چکا ہوتا"۔

تھکے ہارے وہ پیغمبر دانی ایل کے مکان میں داخل ہوئے۔ رعوس کو ہوش نہیں تھا کہ کیا کر رہا ہے اور کہاں جا رہا ہے وہ بس بلیس کے کہنے پر چوں وچرا کئے بغیر عمل کر رہا تھا بلیس نے ہی ملازموں کے ٹھہرنے کا انتظام کیا اور کھانے کے لئے کھانا لایا۔

اسی رات پُراسرار پیغمبر دانی ایل ان سے ملنے آیا۔ سیاہ عبا اور سفید بالوں کی وجہ وہ کوئی بھوت لگ رہا تھا۔ رعوس نے اس کی تعظیم کے لئے اٹھنا ہی چاہا تھا کہ دانی ایل نے ہاتھ بلند کرتے ہوئے اپنے مخصوص لہجے میں کہا

"تعظیم کے لئے اٹھنے کی ضرورت نہیں۔ تم پریشان ہو اور تمہیں دلی تکلیف پہنچی ہے آرام سے بیٹھے رہو اور میری بات سنو! خاتون مائرہ کو گرفتار کر کے اسے بیلیشفر کے محل میں اس کی دوسری عورتوں کے ساتھ قید کر دیا ہے۔ یہ مجھے اپنے ذرائع سے معلوم ہوا ہے کہ وہ بیلیشفر کے اُس محل میں رکھی گئی ہے جہاں پہلے کبھی نبوکد نضر جیسا پُرعظمت بادشاہ رہتا تھا۔ چونکہ اب مہربان نابُونِدس کا انتقال ہو چکا ہے اس لئے میں اسے اس جگہ سے واصل نہیں کر سکتا۔ کیونکہ گزرے ہوئے لوگوں کے احکام کی تعمیل کوئی بھی کرنے کے لئے تیار نہ ہوگا۔ غروب ہو جانے والے آفتاب کی کیا کوئی پرستش کرتا ہے"؟

"آخر یہ سب ہوا کس طرح مقدس پیغمبر" ؟ رعوس نے دریافت کیا

"اس مکان کی نگرانی ہو رہی تھی" دانی ایل کہنے لگا۔ "بیلیشفر، جو عورتوں کا شکاری ہے، پہلے سے ہی اس بات کو طے کر چکا تھا کہ مائرہ کو اس وقت اپنے قبضہ میں لے گا جب وہ میرا مکان چھوڑ کر کہیں جائے گی۔ کیونکہ میرا مکان مقدس سمجھا جاتا ہے اور کوئی بھی بابلی اس جگہ قدم رکھنے کی جرأت نہیں کر سکتا۔ جب وہ یہاں سے روانہ ہوئی تو جاسوسوں نے اس کے آقا تک اطلاع دی یا ممکن ہے کسی غدار کے ذریعے پہلے سے ہی انھیں روانگی کے وقت کا علم ہو گیا ہو بہرحال وہ چھین لی گئی۔ وہاں اس سائبان کے نیچے کوئی یہ نہیں دیکھ سکا تھا کہ تم دونوں محافظوں سے مقابلہ کر رہے ہو اور تم بیلیشفر کے ایک کپتان کو ہلاک کر چکے ہو کیونکہ وہاں اندھیرا تھا۔ اب تم آزاد ہو اور اس جگہ محفوظ ہو۔ کیونکہ یہاں کوئی قدم نہیں رکھ سکتا۔ اب تمہیں اس وقت تک اسی مکان میں رہنا ہے جب تک باہر نکلنے کا وقت نہ آجائے"۔

"مائرہ کا کیا ہوگا" ؟ رعوس نے پوچھا

"اس وقت تو اس کے علاوہ اور کچھ نہیں کہ اسے میٹھی چیزیں کھانے کو دی جائیں گی اور خوشبو میں بسایا جائے گا تاکہ وہ پاک وصاف ہو۔ بادشاہ کو پیش کی جانے والی عورتوں کے ساتھ بابلی اسی طرح کا رسم و رواج رکھتے ہیں۔ پھر اس وقت جب بادشاہ پسند کرے گا وہ اس کے سامنے قربانی کے بکرے کی طرح پیش کر دی جائے گی۔ پھر اگر وہ مناسب سمجھے گا تو اسے اپنے پہلو میں بھی تخت پر بیٹھنے کی اجازت دے دے گا۔" دانی ایل کی باتیں سن کر عموس بپھر گیا اور وہ بلشیفر کو گالیاں دینے لگا۔

غصہ میں ہی وہ دانی ایل سے کہنے لگا

"تم اپنے آپ کو پیغمبر کہتے ہو اور ایک ایسے پُرعظمت خدا کی عبادت کرنے کا دعویٰ کرتے ہو جس سے بابلی بھی خوف کھاتے ہیں اور یہ کہ وہ بے سہاروں کا مددگار ہے۔ لیکن میں دیکھ رہا ہوں کہ ایک معصوم اور بے گناہ عورت پر اس لئے ظلم ہو رہا ہے کہ وہ خوب صورت ہے اور بادشاہ نے، جو انسان کے روپ میں ایک ناپاک درندہ ہے، اسے پسند کر لیا ہے۔ اگر تمہارا اور اس عورت کا خدا سچا ہے تو اسے ظاہر ہو کر اپنے عبادت کرنے والوں کو بچانا چاہیئے۔ اگر ایسا ہو گیا تو میں بھی اس کی عبادت کرنے لگوں گا۔ نہیں تو اسے کبھی پتھر کا خدا سمجھوں گا"

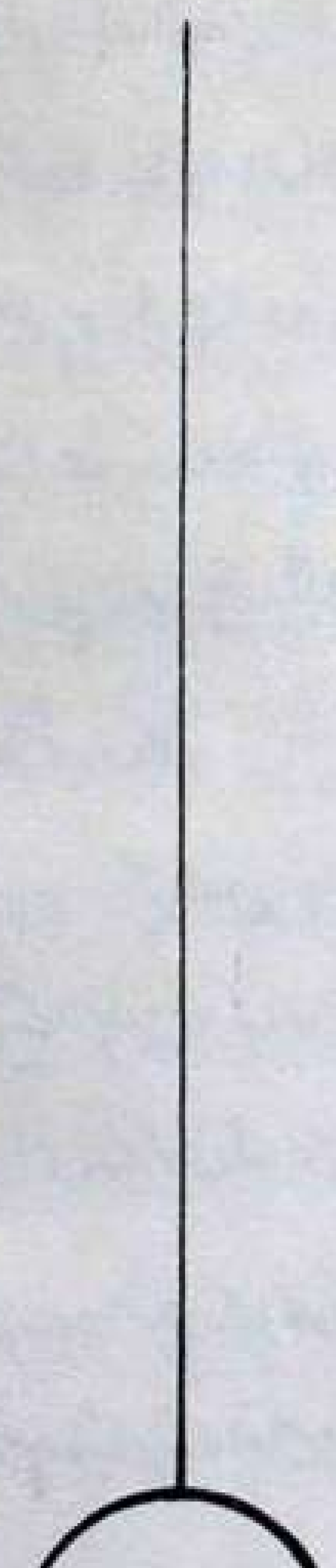
دانی ایل نے اسے گھورا پھر ٹھہرے ہوئے پُرسکون انداز میں کہا

"ناسمجھ انسان! تم خدا اور اس کے طریقوں کو کیا جانو۔ آج رات تم نے ایک کپتان کو اس لئے قتل کیا ہے کہ وہ اپنا فرض پورا کر رہا تھا۔ اس نے کوئی گناہ نہیں کیا تھا۔ وہ اس معاملے کے بارے میں کچھ بھی نہیں جانتا تھا پھر بھی خداوند خدا نے یہ منظور کیا تھا کہ اس کی گردن تمہاری تلوار کاٹے اور اس کا کوئی انتقام بھی نہ لے سکے۔ کیونکہ تم سائبان کے اندھیرے میں تھے اور کوئی بھی نہیں دیکھ سکا تھا کہ اسے کس نے قتل کیا ہے"؟

"لیکن آپ نے کس طرح دیکھا تھا"؟

"شاید اپنی روح سے یا ممکن ہے مجھے کسی دوسری طرح علم ہوا ہو۔ اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ خداوند خدا نے حکم دیا تھا کہ وہ قتل کر دیا جائے۔ کیوں؟ ... اس بارے میں ہم کچھ نہیں جانتے

خداوند خدا نے حکم دیا کہ میری قوم کی ایک عورت، جو تمہاری بیوی ہے، گرفتار کر لی جائے۔ کیوں؟
یہ ہم نہیں جانتے... اگر وہ مناسب سمجھے گا تو اسے بچائے گا۔ اگر مناسب نہیں سمجھے گا تو نہیں بچائے
گا۔ ہمیں خداوند خدا کے ہر فیصلے اور ہر حکم کے آگے سر خم کرنا چاہیے جس کے ہاتھ میں اس کائنات
کی ہر شے ہے۔ وہ لامحدود ہے۔ اس کی کوئی حد نہیں۔ ہم اس کو نہیں دیکھتے لیکن وہ ہمیں دیکھ رہا
ہے۔ اس بابل کے اور اس ساری دنیا کے سارے جھوٹے خدا اس کے آگے کچھ حیثیت نہیں رکھتے۔
وہ سچا ہے اور ایک ہے"...



درندے کی واپسی

رعموس اپنے ان ملازموں کے ساتھ، جو بابل کے شہری اور پُراسرار پیغمبر دانی ایل کے پیروکار تھے، دانی ایل کے مکان میں رہنے لگا۔ ملازموں کے سامنے پھاٹک پر جو کچھ ہوا تھا اسے دیکھ کر ان ملازموں نے یہی مناسب سمجھا تھا کہ وہ بھی اس وقت تک رعموس کے ساتھ رہیں جب تک رعموس انھیں ساتھ لے کر بابل سے باہر نکل نہ جائے یا انھیں باہر نکل جانے کا کوئی اور راستہ نظر نہ آ جائے۔

بیلس دوسری جگہ اپنے بابلی دوستوں کے ساتھ رہ رہا تھا اور وہ اکثر رات کو رعموس سے ملاقات کرنے آتا تھا۔ رعموس نے اس سے اس کی وجہ پوچھی کہ وہ یہاں دانی ایل کے مکان میں ہی کیوں نہیں رہتا؟ جواباً بیلس نے پُراسرار آواز میں کہا

"رعموس! میں یہاں ایک مشہور شخص ہوں جس کے بے شمار دشمن ہیں اور اب جبکہ نابیڈس مر چکا ہے مجھے اور بھی ہوشیاری سے کام لینا ہے۔ اگر میں تمہارے ساتھ اس مکان میں رہنے لگا تو تم بھی دوسروں کی نظروں میں آ جاؤ گے۔ تمہیں بہت کم لوگ جانتے ہیں اور تم اس وقت تک محفوظ ہو جب تک دانی ایل کی اس چھت کے نیچے ہو۔ اس جگہ رہتے ہوئے کوئی تمہیں نقصان نہیں پہنچا سکتا۔ تاہم پھر بھی ہوشیار رہنے کی ضرورت ہے"۔

پیغمبر دانی ایل بھی وقتاً فوقتاً رعوس کے پاس آتا اور اس سے بات چیت کیا کرتا تھا رعوس نے اسے اپنی زندگی کی کہانی سنائی اور اس نے بہت ہی سنجیدگی سے رعوس کو کئی معاملوں میں مشورہ دیا۔ خاص کر اس نے اسے اس خدا کے بارے میں بتایا جس پر وہ عقیدہ رکھتا تھا اور جس کی وہ عبادت کرتا تھا۔ اس نے رعوس کو بتایا کہ اسی عظیم خدا کی طاقت سے وہ خوابوں کی تعبیر اور معجزے ظہور میں لاتا ہے اور اسی وجہ سے بابلی بنوکدنضر کے زمانے سے اس سے خوف کھاتے چلے آرہے ہیں اور اس کے سامنے سر جھکاتے ہیں کہ وہ ایک عظیم ساحر ہے اور خوابوں کی تعبیر بتاتا ہے۔

دانی ایل نے رعوس کو اس خوبی اور پُر اثر انداز میں سب کچھ بتایا کہ رعوس جو شروع سے ہی ایک سچے خدا کی تلاش میں تھا اور نہیں پاسکا تھا' یہ ماننے پر مجبور ہوگیا کہ سچا خدا دانی ایل کا ہی ہے۔ اس کا انجام یہ ہوا کہ وہ ان چند اسرائیلی عقیدہ رکھنے والوں کے سامنے' جو اس کے ساتھ رہتے تھے' ایک سچے خدا کی عبادت کرنے والا بن گیا۔ پھر یہ بھی ہوا کہ دانی ایل اس کے اس طرح پیش آنے لگا جیسے وہ بھی ان میں سے ایک تھا جو اسے بہت عزیز تھے اور جن پر وہ اگر تمام نہیں تو دل کے چند راز ظاہر کرتا تھا۔ اس نے اسے مقدس کتاب پڑھنے کے لئے دی اور اس کے اسراروں سے اسے واقف کرایا۔ مقدس کتاب آسمان سے نازل ہونے والی پیشین گوئیوں سے پُر تھی اور اس میں بابل کی تباہی کا بھی ذکر تھا۔

پورے شہر کو حصار میں لینے والی دیواروں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے پُر اسرار پیغمبر اپنی پُر اسرار سرسراتی آواز میں رعوس سے کہنے لگا

"میں تم سے کہتا ہوں کہ ان دیواروں عظیم دیواروں کی ایک بھی اینٹ اپنی جگہ پر قائم نہیں رہ سکے گی۔ یہ عظیم شہر اس طرح سنسان ہو جائے گا کہ دن کو چرواہے اپنی بھیڑیں چرائیں گے اور رات کو یہاں شیر گرجیں گے۔ بابل پر خدا کا عذاب نازل ہونے والا ہے۔ ایک ایسا عذاب کہ لوگوں کی روحیں تک چیخ اٹھیں گی"... دانی ایل نے یہ لرزہ خیز پیشین گوئی جس انداز

میں کی اسے محسوس کرتے ہوئے رعموس جیسا مرد بھی کانپ اٹھا۔

ایک رات جب رعموس، دانی ایل کے مکان کے ایک کمرے میں بیٹھا کھانا کھا رہا تھا تو کمرے کا دروازہ آواز کے ساتھ کھلا اور بلیس لڑکھڑاتے ہوئے اندر داخل ہو گیا۔ رعموس نے حیرت سے اسے دیکھا۔ پھر بلیس کی خون سے تر عبا کو دیکھ کر اس کی آنکھیں پھٹ گئیں۔ اس کے علاوہ کھلی عبا سے بے میان کی خون آلود تلوار بھی نظر آ رہی تھی۔

"بلیس ...! بدحواسی کے عالم میں رعموس اپنی نشست سے اٹھ کھڑا ہوا

"بیٹھو ... بیٹھے رہو ... میں ٹھیک ہوں" بلیس نے پیچھے سے دروازہ بند کرتے ہوئے ہانپتی ہوئی آواز میں کہا پھر خون کی طرف اشارہ کرتے ہوئے "یہ خون میرا نہیں" ...

"اوہ" ... رعموس نے اطمینان کی سانس لی "لیکن یہ خون کس کا ہے اور تم کہاں سے آرہے ہو؟" اس نے دریافت کیا

"موت کے منہ سے نکل کر" ... بلیس ایک اسٹول پر بیٹھتے ہوئے بولا "میں اپنے ... لیکن ٹھہرو پہلے مجھے شراب پلاؤ اگر یہاں موجود ہے۔ میرے حواس بُری طرح منتشر ہیں" ...

جلدی سے رعموس نے ایک الماری سے ایک صراحی نکالی اور ایک پیالہ بھر کر بلیس کو پیش کیا۔ تیز شراب کا پیالہ بلیس نے ایک ہی سانس میں ختم کیا۔ پھر بلیس نے دوسرا پیالہ بھرنے ... کا اشارہ کرتے ہوئے کہا

"میں ... میں اپنے چند دوستوں کے ساتھ کھانا کھا رہا تھا کہ یکایک دروازہ کھلا۔ یہ یقیناً کسی غدّار کا کام تھا ... کئی سپاہی بے دریغ اندر گھس آئے۔ ایک آفیسر نے وہاں موجود اور کئی لوگوں کے نام کے ساتھ میرا بھی نام لیتے ہوئے کہا کہ بادشاہ بلشضر کے نام پر ہم خود کو اس کے حوالے کر دیں۔ اس کے جواب میں ہمارے ایک ساتھی نے چیخ کر کہا

"کیا تم خداؤں اور کاہنوں کے خلاف کارروائی کرو گے؟"

ہم اس وقت ایک مندر کے کمرے میں بیٹھے تھے جہاں صرف کاہن ہی آ سکتے تھے۔ ہمارے

ساتھی کے جواب میں وہ آفیسر دہاڑا

"بادشاہ خداؤں کا خدا ہے۔ بادشاہ کے حکم کی تعمیل میں سرخم کر دیا مرنے کے لئے تیار ہو جاؤ..." آفیسر اس کے آگے کچھ نہ بول سکا کیونکہ ہم میں سے ایک نے، میں نہیں جانتا وہ کون تھا اس قدر قوت کے ساتھ ایک خنجر صحیح نشانے پر مارا کہ وہ آفیسر کے سینہ میں دھنس کر پشت سے نکل گیا اور آفیسر مردہ ہو کر مندر کے پتھریلے فرش پر آواز کے ساتھ گر پڑا۔ پھر مقابلہ شروع ہو گیا۔ ہم لوگ مسلح تھے اور اپنی عباؤں کے نیچے زرہ پہنے تھے۔ ہم بادشاہ کے سپاہیوں پر موت بن کر ٹوٹ پڑے اور انھیں خاک اور خون میں لٹا دیا۔ ہمارے بھی چند آدمی مر گئے۔ پھر ہم نے انھیں اٹھا کر مندر کی کھڑکیوں سے باہر پھینکا تاکہ وہ سینکڑوں فٹ نیچے گر کر مندر کی دیواروں کے پاس گیدڑوں کی خوراک بنیں۔ پھر ہم وہاں سے منتشر ہو کر فرار ہو گئے اور سیدھا یہاں چلا آیا"... کہہ کر بیلس نے دوسرا پیالہ خالی کر دیا۔

"اب کیا ہوگا؟ تمہارا کیا ارادہ ہے"؟ رعوس نے پوچھا

"مجھے تیز رفتار گھوڑوں اور ان پر سوار ہونے کے لئے آدمیوں کی ضرورت ہے۔ اس کے علاوہ مجھے کچھ سونا بھی چاہیئے۔ میرے گھر کی نگرانی ہو رہی ہے اس لئے میں وہاں نہیں جا سکتا" بیلس کی حالت اب بہت حد تک سنبھل گئی تھی۔

"یہ سب کچھ تمہیں مل جائے گا بیلس! کیونکہ یہ میرے پاس ہیں۔ لیکن جاؤ گے کہاں؟ کیا مصر"؟

"نہیں رعوس"! بیلس نے آہستہ سے کہا "میں شاہ فارس کے پاس جا رہا ہوں۔ جو بابل کی طرف بڑھ رہا ہے۔ میں اسے بتانے جاؤں گا کہ اس کے لئے شہر کے دروازے کھلے ہوں گے اور اگر اس نے یہاں کے حکمراں کا خاتمہ کر دیا تو لاکھوں آدمی اسے خوش آمدید کہیں گے۔ جو کچھ میں کہہ رہا ہوں وہ صحیح ہے رعوس! مجھے اس طرح گھور کر نہ دیکھو۔ میں نے اتنے دنوں تک بیکار محنت نہیں کی ہے۔ میں قاتل بیلشفر اور اس کے مشیروں کا انجام دیکھنا چاہتا ہوں"۔

"کیا میں بھی تمہارے ساتھ چلوں"

"نہیں تم یہیں رہو گے۔ کیونکہ کوئی نہیں جانتا یہاں کیا ظہور میں آ جائے گا۔ مجھے خبر ملی ہے کہ زیرِ فتح ہونے والا ہے اور بلیشفر اپنی فوج کو دھوکا دے کر وہاں سے بابل آنے کو ہے کیونکہ اس کا خیال ہے اسے مصر سے مدد ملے گی اور وہ بابل کی عظیم دیواروں کے باہر ہی شاہِ فارس کا خاتمہ کرے گا۔ اس لئے اگر بلیشفر بابل واپس آتا ہے تو تمہیں یہیں موجود ہونا چاہیئے۔ کیونکہ اس صورت میں نہ جانے مائرہ کے ساتھ کیا ہو۔ جو اس کے محل میں قید ہے"۔

"یہ تو ٹھیک ہے۔ لیکن افسوس... میں اس کی مدد کس طرح کر سکوں گا؟"

"میں کچھ نہیں کہہ سکتا۔ لیکن کوئی نہ کوئی راستہ ضرور ہی نکل آئے گا۔ میں نے ستاروں میں اسے پڑھا ہے... اب میں پیغمبر دانی ایل سے بات کرنے جا رہا ہوں۔ چار گھوڑوں کے ساتھ تین آدمیوں کو تیار رہنے کا حکم دیدو"۔

"تم پھاٹک سے باہر کس طرح نکل سکو گے؟"

"بابل کے دروازے ساحر بلیکس کے لئے ہمیشہ کھلے رہتے ہیں"۔ کہہ کر وہ اٹھا اور کمرے سے باہر نکل گیا

پھر بلیکس رعوس کی نظروں کے ساتھ ساتھ علم سے بھی دور ہو گیا۔ دن کے بعد دن اور پھر مہینے گزر گئے۔ لیکن بلیکس کے بارے میں اسے کوئی اطلاع نہیں ملی کہ وہ مر گیا ہے یا زندہ ہے یا کسی دوسرے ملک کو فرار ہو گیا ہے۔ اب رعوس تنہا تھا اور ملازموں اور پیغمبر دانی ایل کے علاوہ اور کسی سے نہیں ملتا تھا۔ اس نے دانی ایل سے بھی بلیکس کے بارے میں دریافت کیا لیکن وہ بھی کچھ نہ بتا سکا۔ پھر رعوس نے اس سے اپنے بارے میں پوچھا کہ کیا اب وہ باہر جا سکتا ہے؟ جواب میں دانی ایل نے نفی میں سر ہلاتے ہوئے کہا

"کیا میں نے تمہیں نہیں بتایا کہ یہاں کے علاوہ اور کوئی مقام تمہارے لئے محفوظ نہیں ہے۔ صبر سے کام لے کر یہیں رہو"۔ رعوس نے اس کی بات تسلیم کی کہ اگر اس میں خطرہ نہ ہوتا تو اس نے

اسے باہر جانے کی اجازت ضرور دے دی ہوتی۔

وہ دن میں اکثر مکان کی اوپری چھت پر جا کر چہار دیواری کے سائے میں چھپ کر بیٹھتا تھا اور رات کو جھک کر نیچے کی طرف دیکھتا تھا جب اس کا خطرہ نہیں رہ جاتا تھا کہ کوئی اسے دیکھ لے گا۔ اس نے بخوبی محسوس کر لیا تھا کہ بابل کی حالت بگڑتی جا رہی ہے کیونکہ ہر روز وہ لڑائی جھگڑوں کی خبریں سنتا تھا۔ اس کا ایک نوکر، جس کا نام ادبل تھا اور جسے وہ بہت پسند کرتا تھا، اکثر رات کے وقت باہر اپنے دوستوں سے ملنے جایا کرتا تھا اور خبریں لے کر آتا تھا۔ اس نے رعوس کو بتایا کہ بابل میں خوف اور دہشت کی لہر دوڑ رہی ہے۔ کچھ اس وجہ سے کہ ایران سے جنگ میں شکست ہو رہی تھی اور کچھ اس وجہ سے کہ ساحر اور نجومی پیشین گوئیاں کر رہے ہیں کہ بابل پر خداؤں کا عذاب نازل ہونے والا ہے اور تباہی قریب آ رہی ہے۔

ان باتوں کو سن کر رعوس سوچنے لگا کہ کیا بلیکس بھی ان نجومیوں میں سے ایک ہے جو اس طرح کی پیشین گوئیاں شہر میں پھیلانے کا کام کر رہے ہیں۔ پھر اس نے ادبل سے دریافت سے دریافت کیا کہ بیلشضر کا کیا معاملہ ہے؟ کیا اسے عوام نابونیڈس کی طرح پسند کرتے ہیں؟

جواباً ادبل کہنے لگا

"بیلشضر کے بارے میں جہاں تک اطلاع ملی ہے وہ ابھی فوج کے ساتھ زیر ہی ہے لیکن فارسیوں سے جنگ میں اس قدر بھی مصروف نہیں ہے کہ روزانہ زبانی یا تحریری پیغام بابل میں موجود اپنے افسروں تک نہ بھیج سکے۔ یہاں تک کہ وہ معمولی باتوں کو بھی نظر انداز نہیں کرتا" ادبل کا لہجہ معنی خیز تھا "میں یہ جانتا ہوں کیونکہ پیغامبروں میں سے ایک کی بہن میری دوست ہے"۔

"کس طرح کی معمولی باتیں"؟ رعوس نے بظاہر لاپرواہی سے پوچھا

"مثال کے طور پر اس خاتون کے بارے میں جو مصر سے بادشاہ نابونیڈس کے لئے آئی تھی۔ اور پھر بادشاہ کے حکم سے پیغمبر کے مکان میں رہی تھی۔ وہی عورت جس کے ساتھ ہم بھاگ کر

تک گئے تھے جو نذر کر دیا گیا تھا اور طوفان میں جس کے لئے تلواریں چلی تھیں"۔

"ادبل" دعوس نے رسان سے کہا "کیا تمہاری اس دوست نے یہ بھی بتایا ہے کہ بلیشفر اس عورت کے بارے میں کیا پیغامات بھیجتا ہے؟"

"ہاں" ادبل نے سر ہلاتے ہوئے کہا "لیکن اس کی وجہ عجیب ہے گو کہ میں یہ بھی جانتا ہوں کہ صحیح ہے کیونکہ میں نے اپنی زندگی کے زیادہ دن انہی اونچے طبقے کے لوگوں کی خدمت میں گزارے ہیں اور ان کے طور طریق سے واقف ہوں۔ بادشاہ، شہزادے اور اسی قسم کے دوسرے لوگ ہر شے کو اپنی مٹھی میں رکھنا چاہتے ہیں۔ طاقت، جو چند لوگوں کی خواہش ہے، دولت، جسے زیادہ تر لوگ حاصل کرنا چاہتے ہیں، اور عورت، جسے سب ہی اپنے قبضہ میں دیکھنا چاہتے ہیں جس کے لئے ہر ایک ہر کوئی قربانی دیتا ہے اور خاص کر اس حالت تو وہ عورت کو حاصل کرنے کی پوری کوشش کرتے ہیں جب اسے پالینا غیر قانونی ہوتا ہے یا کسی وجہ سے اُن سے دُور کر دی جاتی ہے۔ یہی معاملہ بلیشفر اور مصر سے آئی ہوئی خاتون مارَہ کا نظر آتا ہے۔ اس نے اسے اس وقت دربار میں دیکھا تھا جب بادشاہ نائیڈس نے اس کی خوب صورتی سے متاثر ہو کر اپنے تخت سے نیچے اتر کے کھلے طور پر اسے اپنی بیوی کی حیثیت سے قبول کیا تھا۔ یہ اُس وقت کی بات ہے جب مصر سے آنے والی خاتون نے نائیڈس کو یہ نہیں بتایا تھا کہ وہ شہزادی نہیں ہے۔ یہ بات میں نے اپنے کانوں سے سنی تھی کیونکہ میں بھی دربار میں ایک ملازم کی حیثیت سے موجود تھا۔ اس نے یہ بھی بتایا تھا کہ وہ شادی شدہ ہے اور اسے اس کے شوہر سے چھین لیا گیا ہے۔ شاید آپ کو بھی یہ کہانی معلوم ہو؟"

"ہاں... اور اسی وجہ سے نائیڈس نے اسے پیغمبر کے گھر بھیج دیا تھا کیونکہ اس جگہ قانون کی خلاف ورزی کوئی نہیں کر سکتا تھا۔ اس کے بعد کی باتیں بھی کیا تمہیں معلوم ہیں؟"

"ہاں... لیکن اگر میری دوست کا کہنا صحیح ہے تو اس کہانی کا کچھ حصہ آپ کے لئے نیا ہو سکتا ہے... اسرائیل کے مقدس پیغمبر کے مکان میں خود بلیشفر بھی دخل انداز ہونے کی جرأت نہیں کر سکتا کیونکہ وہ اس سے خوف کھاتا ہے پھر بھی اس نے کئی جاسوس مقرر کر رکھے تھے اور اپنے

آفیسروں کو حکم دے رکھا تھا کہ اگر مصری عورت اس مکان سے باہر نکلے خواہ وہ اس کے باپ یعنی بادشاہ نائیڈٹس کے حکم سے ہی کیوں نہ ہو، گرفتار کرکے اس کے محل میں پہونچادی جائے۔ اور اس کی واپسی پر اس کے سامنے پیش کی جائے۔ اس کام کی ناکامی پر انھیں اپنی جان کا خطرہ تھا۔ اس لئے ایسا ہی ہوا جیسا آپ جانتے ہیں۔"

"کیا اتنی ہی بات تمہاری دوست نے تمہیں بتادی تھی؟"

"نہیں... ایسا معلوم ہوتا ہے بلیشفر" جواب بادشاہ ہے "اس خاتون پر بُری طرح فریفتہ ہے۔ اسی لئے وہ فارس سے جنگ اور دوسرے ضروری معاملوں کی نسبت اس خاتون کے بارے میں زیادہ سوچتا ہے۔ اب اس نے اس معاملے میں اسی وجہ سے اور بھی زیادہ دلچسپی لینا شروع کردی ہے کہ اسے معلوم ہوگیا ہے کہ اس خاتون کا شوہر مصر میں نہیں بلکہ بابل میں کہیں پوشیدہ ہے۔ اب اس کا ارادہ ہے کہ اس آدمی کو گرفتار کرکے خاتون کی آنکھوں کے سامنے اسے اذیت پہنچائی جائے اور جب وہ قریب المرگ ہوجائے تو وہ خاتون اس کے حوالے کردی جائے۔ کیونکہ بادشاہ اسی طرح خوش ہوا کرتے ہیں"۔ ادبل کے لہجہ میں بھرپور نفرت تھی۔

"کیا وہ اس خاتون کے شوہر کا نام جانتا ہے؟" ہارعوس نے آہستہ سے پوچھا

"میری دوست کے کہنے کے مطابق اسے ابھی یقینی طور پر کچھ معلوم نہیں ہوسکا ہے۔ لیکن اس کا خیال ہے کہ وہ شخص بیلس ہے جس کا دوسرا نام عزار ہے جو اس کا دشمن ہے کیونکہ گزرے دنوں میں اس نے اسے تکلیف پہنچائی تھی اور جو بیدائش سے ہی بابل کی ایک عظیم شخصیت ہے وہی جس نے نائیڈٹس کے سامنے آکر بتایا تھا کہ اس خاتون کی شادی مصر کے ایک شخص سے ہوچکی ہے۔ بہر حال اسے کچھ یقین ہو یا نہ ہو وہ بیلس کو ہر جگہ تلاش کرارہا ہے تاکہ اسے گرفتار کرکے اس سے سوال کرسکے اور اگر وہ جواب نہ دے تو اسے موت کے گھاٹ اتار دے"۔

"یہ تو کل قریب ہوگیا تھا"...

"ہاں... لیکن بیلس محفوظ رہا تھا اور اب وہ کسی خاص کام کے لئے بابل سے باہر چلا

گیا ہے"۔

"تم بھی اس کے ساتھ کیوں نہیں گئے؟" رعموس نے تیز آواز میں کہا "تم کو بلیکس نے ہی ملازم رکھا تھا میں نے نہیں"...

"شاید اس لئے کہ مجھے حکم ملا تھا یا شاید اس لئے کہ میں نے سوچا تھا میں یہاں رہ کر بہتر کام کر سکوں گا۔" ادبل نے سر جھکا کر کہا

رعموس کچھ دیر تک اس کی طرف دیکھتا رہا پھر آہستہ سے کہنے لگا

"ادبل! تم اس سے کہیں زیادہ جانتے ہو جتنا ظاہر کرتے ہو۔ تم بخوبی جانتے ہو کہ اس خاتون کا شوہر میں ہوں نہ کہ بلیکس... تم کو تمام باتیں معلوم ہیں"۔

ادبل نے رعموس کی طرف دیکھا پھر ایک گہری سانس چھوڑتے ہوئے بولا

"ہاں..... میں سب کچھ جانتا ہوں کیونکہ مجھے بتایا گیا۔ لیکن ساتھ ہی مجھ سے حلف لیا گیا ہے کہ اگر میں اسے ظاہر کردوں تو مجھ پر اس دنیا میں خداوند خدا کا عذاب نازل ہوگا اور اُس دنیا میں میری رُوح کو چین نہ ملے گا... ہم ایک خدا کی عبادت کرتے ہیں اس لئے اپنے عقیدہ رکھنے والے کو دھوکا دینا خدا کو دھوکا دینے کے برابر سمجھتے ہیں"۔

"تمہیں کس نے بتادیا"؟

"بلیکس نے... جوانی کے دنوں میں وہ میرے باپ کا دوست تھا اس لئے وہ مجھ پر اعتبار کرتا ہے اور اسی لئے اس نے مجھے اُس سفر پر جانے کے لئے کرایہ پر حاصل کیا تھا جو نہیں ہو سکا تھا۔ اس کے بعد یہ سوچتے ہوئے کہ ممکن ہے اسے کسی دوسری جگہ جانا پڑے، اس نے مجھے سب کچھ بتادیا تھا اور کہا کہ میں آپ ہی کی خدمت میں رہوں"۔

"کیا پیغمبر کو معلوم ہے کہ تم میرے راز سے واقف ہو"؟

"مقدس پیغمبر کو سب کچھ معلوم ہے کیونکہ خداوند خدا انھیں پہلے ہی سب کچھ بتا دیتا ہے"۔

رعوس کچھ سوچنے لگا پھر ادبل سے کہنے لگا

"ادبل! کیا تم میری مدد کر سکتے ہو"؟

"کس طرح"؟

"خاتون ماگرہ کے پاس یہ خبر پہنچا کر کہ ایک شخص بابل میں اس کا انتظار کر رہا ہے اور اس کا جواب اگر ممکن ہو تو اسی کی تحریر میں لا کر' تاکہ مجھے یقین ہو سکے کہ وہ جواب اسی کا ہے"۔

"یہ کام خطرناک ہے۔ پھر بھی محل کے غلاموں میرے دوست موجود ہیں اور میں آپ کا کام کرنے کو تیار ہوں۔ لیکن اگر کچھ گڑبڑ ہو جائے تو اس کی ذمہ داری مجھ پر نہیں ہوگی"۔

"میں تمہیں اس کا ذمہ دار نہیں ٹھہراؤں گا۔ میرے لئے یہ خاموشی ناقابل برداشت ہو رہی ہے"۔

"مجھ سے جو کچھ ہو سکے گا میں ضرور کروں گا"۔

"یقین رکھو... اگر میں محفوظ طور پر اس شہر سے نکل جانے میں کامیاب ہو گیا تو میں تمہیں دولت مند بنا دوں گا۔ خواہ تم اس کام میں کامیاب ہو یا نہ ہو۔ اس درمیان میں تمہیں جتنا سونا چاہیئے' لے جا سکتے ہو۔ تمہیں معلوم ہے وہ کہاں رکھا ہے"۔

"میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں"۔ ادبل نے احترام سے کہا "میری خواہش کسی دوسرے ملک... شاید یروشلم جا کر رہنے کی ہے اور میرا تمام اثاثہ بابلیوں نے چھین لیا ہے۔ کیونکہ میں ایک ایسی قوم سے تعلق رکھتا ہوں جس سے وہ نفرت کرتے ہیں"۔

اس کے چار دن بعد ادبل' رعوس کے سامنے حاضر ہوا۔ اس نے مٹی کی ایک ٹکیہ اس کے ہاتھ پر رکھ دی۔ رعوس نے اسے دیکھا تو معلوم ہوا کہ کسی کاہن کی مہر کے ساتھ اس پر کچھ حساب درج ہے کہ ایک خاص مقدار میں غلہ مندر کے گودام میں جمع کیا گیا ہے... رعوس نے حیرت سے پہلے اس ٹکیہ اور پھر ادبل کی طرف دیکھ کر کہا

"یہ کیا مذاق ہے"؟

"آپ اس ٹکیہ کو اپنے انگوٹھے اور انگلی کے درمیان رکھ کر دبائیں تو آپ کو معلوم ہو جائے گا"۔ ادبل نے مسکراتے ہوئے کہا

رعوس نے ٹکیہ کو دبایا تو وہ دو ٹکڑے ہو گئی۔ ٹکیہ کھوکھلی تھی اور ان دو ٹکڑوں کو اس ہوشیاری سے جوڑا گیا تھا کہ جوڑ معلوم نہیں ہوتا تھا۔ اس کے اندر لپٹا ہوا ایک ٹکڑا کاغذ کا تھا جس پر بہت ہی باریک تحریر میں یونانی الفاظ لکھے ہوئے تھے۔

"یہ آپ کے نام خاتون مائرہ کا خط ہے" ادبل نے کہا "میں نے اسے بہت سے خطرات کا سامنا کر کے حاصل کیا ہے جو بتانا نہیں چاہتا۔ اس کے علاوہ جتنا سونا آپ نے مجھے دیا تھا اس میں میں نے اپنا بھی سونا ملایا تھا تب یہ خط میرے ہاتھ آیا ہے"

"تم اپنا نقصان پورا کرنے کے لئے جتنا سونا چاہو لے جا سکتے ہو۔ میں اس خط کے لئے تمہارا شکر گزار ہوں"۔ کہہ کر رعوس نے جلدی جلدی خط کھولا

ادبل چلا گیا تو رعوس نے خط کی تحریر پڑھی

"میرے بہت ہی پیارے!

تمہارا پیغام مجھ تک پہنچا، اس سے مطلب نہیں کہ کس طرح، اور میں بے حد خوش ہوئی۔ میں عظیم خداوند خدا کی شکر گزار ہوں اس لئے کہ تم محفوظ اور اچھے ہو۔ میرے پیارے رعوس! میں بہت ہی خوف زدہ ہوں۔ اگر خداوند خدا پر میرا عقیدہ اور اعتبار نہ ہوتا اور مجھے ایک عالم کی پیشن گوئی یاد نہ ہوتی تو میں نے یقین کر لیا ہوتا کہ تم مر چکے ہو۔ کیونکہ سائبان کے نیچے جہاں تم نے میرا بوسہ لیا تھا میں نے تمہیں کسی کی تلوار سے زخمی ہو کر گرتے دیکھا تھا۔ اب مجھے معلوم ہو گیا ہے کہ وہاں اندھیرے میں میری نظریں دھوکا کھا گئی تھیں اور زخمی تم نہیں کوئی اور ہو گیا تھا۔ مجھے اس جگہ سے گرفتار کر کے اس جگہ...... تم جانتے ہو کہاں...... لا کر قید کر دیا گیا ہے تاکہ کسی کے آنے پر مجھے اس کے سامنے پیش کر دیا جائے۔ حالانکہ وہ اس جگہ موجود نہیں ہے لیکن مجھے فراموش نہیں کر چکا ہے اور یہ سن کر خوش ہوا ہے کہ میں اس کے آدمیوں کے قبضے میں آگئی ہوں۔ اس کی تمام

عورتوں سے مجھے نفرت ہے جو میری خوب صورتی کی تعریف کرتی ہیں میرے بدن پر خوشبو لگاتی ہیں۔
سونے کی کنگھی سے میرے بال بناتی ہیں۔ میرے ہونٹوں اور آنکھوں پر رنگ لگاتی ہیں۔ کھانے
کے لئے میٹھی چیزیں دیتی ہیں اور جب میں ان سے جھگڑتی ہوں تو وہ ہنس کر مجھے "مصری بلی" کہتی
ہیں اور غلاموں کو بلا کر ان کے ذریعے مجھے بے بس کر کے میرے بدن کے ایک ایک انچ کا معائنہ کرتی
ہیں۔ میں یہ تمام باتیں اس لئے برداشت کر رہی ہوں کہ مجھے امید ہے عظیم خداوند خدا ہماری مدد کرے
گا اور ہم ایک بار پھر ملیں گے۔ میں نے طے کر رکھا ہے جب میری تمام امیدیں میرا ساتھ چھوڑ دیں گی تو
میں مر جاؤں گی میں نے اس کا پورا انتظام کر رکھا ہے۔ وہ درندہ مجھے میرے زندہ رہتے ہوئے انگلی
تک نہ لگا سکے گا۔ میں اب اور زیادہ لکھنا نہیں چاہتی۔ کیونکہ میرا خیال ہے کہ میری نگرانی ہو رہی ہے
اور یہاں تو ہر دیوار کان اور آنکھ رکھتی ہے۔ مجھے خداوند خدا پر بھروسہ ہے اور تمہیں بھی کرنا چاہیئے
وہ منصف ہے۔ اگر وہ ہماری مدد زمین پر نہیں کرتا تو بھی مجھے اس کے منصف ہونے میں ذرہ بھر
بھی انکار نہیں۔ کیونکہ وہ ہمیں کسی دوسری جگہ ہمیشہ کے لئے ملا دے گا۔ ہاں رعوس! جب بابل
تباہ ہو جائے گا تو ہم دونوں ہاتھ میں ہاتھ دیئے اس کے اوپر اڑتی ہوئی گرد اور زمین پر پھیلی
ظالم بادشاہوں کی بوسیدہ ہڈیاں دیکھیں گے"۔۔۔۔۔

نیچے کسی قسم کا کوئی دستخط نہیں تھا۔ لیکن رعوس کے ماکرہ کی تحریر اچھی طرح پہچان لی اس
کی آنکھوں میں ماکرہ کی تکلیف کا خیال آ کر آنسو چھلک پڑے۔ وہ خط کو اشک بار آنکھوں سے
دیکھ ہی رہا تھا کہ کسی نے پیچھے سے اس کے شانے پر ہاتھ رکھا۔ وہ تیزی سے مڑا
اس کے سامنے پُر اسرار پیغمبر دانی ایل کھڑا تھا

رعوس کی آنکھوں میں آنسو دیکھ کر وہ اپنی مخصوص گونجیلی آواز میں گویا ہوا
"رو کیوں رہے ہو؟"

رعوس نے کچھ کہنے کے بجائے خط اس کی طرف بڑھایا۔ دانی ایل نے اسے ایک نظر دیکھ
کر اس طرح رکھ دیا جیسے پہلے سے ہی اس کے مضمون سے واقف رہا ہو۔ پھر کہنے لگا

"رعوس معری! یہ تمہاری دوسری حماقت ہے۔ تم میں عقیدے اور صبر کی کمی ہے۔۔۔۔
اب۔۔۔ اب کون کچھ کہہ سکتا ہے؟۔۔۔ بادشاہ کے گھر کی کسی عورت کا بغیر کسی کی نظر میں آئے خط
بھیجنا انتہائی دشوار ہے۔ اگر کسی نے اسے دیکھ لیا ہوگا تو کیا ہوگا؟ خیر۔۔۔ اب اس پر غور
کرنا فضول ہے جو کچھ ہونا تھا ہو چکا۔ لیکن اب میں تم سے درخواست کروں گا کہ تم کوئی پیغام
نہیں بھیجو گے اور نہ اس عورت کا کوئی اور خط حاصل کرنے کی کوشش کرو گے جو محل میں قید ہے۔"

"مقدس پیغمبر! آپ مجھ سے ناراض نہ ہوں۔ مجھے خوف تھا کہ وہ مر نہ گئی ہو جیسا کہ اس
نے میرے بارے میں سوچ رکھا تھا۔ اسی وجہ سے میں نے یہ سب کیا۔" رعوس نے آہستہ سے کہا
"اگر وہ مر گئی ہوتی تو میں نے تمہیں بتا دیا ہوتا۔ کیا تم سمجھتے ہو کہ میں نے تمہیں اس جگہ
بابل میں بلا وجہ روک رکھا ہے جہاں دن بدن تم خطرے کے نزدیک ہوتے جا رہے ہو۔ اگر وہ
مر گئی ہوتی یا اس کے پانے کی کوئی امید نہ ہوتی تو میں نے تمہیں کب کا یہاں سے دور روانہ کر دیا
ہوتا۔ میں آخری بار تم سے کہتا ہوں کہ تم اس وقت تک کچھ نہیں کرو گے جب تک نہ میں کہوں گا
خاموشی سے یہاں بیٹھو رہو" کہہ کر پر اسرار دانی ایل دروازے کی طرف مڑا

رعوس اسے جاتے دیکھتا رہا پھر جب وہ نظروں سے اوجھل ہوا تو رعوس نے ایک گہری
سانس لی۔ وہ اس پر اسرار شخص سے اب خوف کھانے لگا تھا اسے وہ انسان نہیں بلکہ کسی
اور ہی دنیا کا باشندہ محسوس ہونے لگا تھا جسے ہر بات کا علم ہوتا تھا لیکن پھر بھی وہ اپنے
منہ کو بند رکھتا تھا۔ اب وہ اس سے ناراض ہو کر چلا گیا تھا کیونکہ اس نے اس کی بات نہیں مانی
تھی۔۔۔ پھر اس کے خیالات ماضی کی طرف چلے گئے۔ جہاں شاہی ملکہ اطیرا کی کٹی ہوئی گردن
اور سپہ سالار نامی نر کی خون آلود تلوار اس کے خیالات کی منتظر تھی۔ اطیرا کا خیال آکر
وہ کانپ سا گیا۔ وہ سوچنے لگا کہ کاش وہ اطیرا سے نہ ملا ہوتا جس کی بدولت وہ اس حال
کو پہنچا تھا۔ اب وہ اپنی زندگی سے بیزار ہو چلا تھا۔ اطیرا کے خیال کو زبردستی سے اپنے ذہن
سے نکال کر وہ اپنی حسین بیوی ناشرہ کی یاد میں کھو گیا۔

دوسری صبح وہ نیند سے جاگا ہی تھا کہ اوبل کمرے میں وارد ہوا جس کے چہرے پر ہوائیاں اڑ رہی تھیں اور اس کی حالت سے اضطراب اور پریشانی ہویدا تھی۔ یہ دیکھ کر عوس کا دل ڈوبنے لگا کہ بجانے وہ کونسی بُری خبر لایا ہے۔ ڈرتے ڈرتے اس نے دریافت کیا کہ کیا بات ہے؟ جواب میں اوبل کانپتی آواز میں کہنے لگا

"صاحب! وہ ... وہ واپس آگیا ہے بابل کا بادشاہ ... جی ہاں ... بیلشفر ... آج صبح سویرے ... میں جب بازار سامان خریدنے چلا گیا تو میں نے اسے تیزی سے اپنے رتھ کو بھگاتے ہوئے دیکھا۔ اس کے ساتھ اور بھی رتھ اور گھوڑ سوار تھے جن کے چہروں سے ظاہر ہو رہا تھا کہ انھوں نے تمام رات سفر کیا ہے۔ بیلشفر کی حالت کسی درندے سے کم نظر نہیں آرہی تھی۔ اس کا چہرہ غصّہ سے مسخ ہوگیا تھا لیکن وہ اس شخص کی طرح خوف زدہ بھی نظر آرہا تھا جس کے شانے سے کوئی بُری رُوح چمٹی اس کے کانوں میں اس کی تباہی کا قصّہ سُنا رہی ہو۔ اس کی آنکھیں خونیں تھیں اور بال بکھرے ہوئے بالکل کسی بدصورت چڑیل کی طرح۔ اور جب ایک بوڑھی عورت لڑکھڑا کر گر پڑی تو اس سے پتلی سڑک کا راستہ بند ہوگیا تو اس نے ... بیلشفر نے غصے میں رتھ بان کو اس بوڑھی عورت پر سے رتھ گزارنے کا حکم دیا۔ آہ صاحب! رتھ اس بوڑھی عورت کے اوپر سے گزر گیا اور اس کا خون ساری سڑک کو لال کر گیا۔ اس حالت کو دیکھ کر کچھ لوگ جوش میں آگئے تھے لیکن خوف سے کوئی کچھ نہ کر سکا۔"

ایک سرد لہر عوس کے وجود میں دوڑ گئی۔ وہ آہستہ سے بولا

"اس کا مطلب ہے بابل کے لوگ اپنے بادشاہ کو پسند نہیں کرتے"

"بالکل نہیں ... وہ اس سے نفرت کرتے ہیں لیکن وہ اس سے خوف زدہ ہیں۔ کیونکہ اس کا انتقام بہت بھیانک ہوتا ہے۔ نائیڈس زندہ تھا تو وہ کبھی کبھی اس سے فریاد کرتے تھے اب جبکہ وہ دوسری دنیا میں چلا گیا ہے تو وہ صرف اب اپنے پتھروں کے دیوتاؤں ہی سے کچھ کہہ سکتے ہیں، جو، افسوس ہے، سننے کی طاقت نہیں رکھتے"۔

"جنگ کی کیا خبر ہے؟" ہارموگس نے پوچھا

"یقینی طور پر کچھ کہا نہیں جا سکتا۔ اس موضوع پر بات کرنے کی ممانعت ہے لیکن جو لوگ اشاروں میں بات کرتے ہیں وہ ناکامی ہی کی باتیں کرتے ہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ بیلشزر بیر یا کسی دوسری جگہ سے فرار ہو کر بابل اس لئے آیا ہے کہ اس کا خیال ہے بابل شہر ناقابل تسخیر ہے اور یہاں رہ کر وہ دوسرے ملکوں سے مدد حاصل کر سکے گا۔ مجھے تو یہاں تک معلوم ہوا ہے کہ اس معاملے پر بات چیت کرنے کے لئے مصر سے ایک وفد بھی آ گیا ہے۔ اس وقت بیلشزر کو مدد کی اس قدر ضرورت ہے کہ اس نے فرعون کو سونے کے علاوہ شام کے ان تمام علاقوں کو بھی اس کے حوالے کر دینے کا وعدہ کیا ہے جو اس وقت بابل کے قبضے میں ہیں۔"

شاہ بابل "بیلشضر" کے حضور میں!

بیلشضر کی آمد کا حال سن کر رعوس نے مقدس پیغمبر دانی ایل سے ملاقات کرنا چاہی مگر معلوم ہوا کہ وہ کسی خفیہ مقام پر عبادت کرنے کے لئے چلا گیا ہے اور سورج غروب ہونے کے بعد یا پھر کل اس کی واپسی ممکن ہے۔

دوپہر کو رعوس نے پھر ادبل کو یہ سوچتے ہوئے کہ ممکن ہے کوئی نئی خبر معلوم ہو جائے بلوایا۔ لیکن ادبل کے بدلے ایک دوسرا ملازم نوبل کچھ پریشان سا اس کے سامنے آگیا اور اس نے یہ خبر سنائی کہ وہ اور ادبل سڑک پر جا رہے تھے کہ یکایک چند سپاہیوں نے ادبل کو پکڑ لیا اور اپنے ساتھ لے گئے۔

"اب کہاں ہے وہ؟" رعوس نے پوچھا

"بھیڑیں بھٹک کر بھیڑیئے کے پاس پہنچ جانے کے بعد کہاں جاتی ہیں؟" نوبل کا لہجہ حد درجہ سنجیدہ تھا۔" ان سپاہیوں کے جسموں پر شاہی نشان تھے"۔

"لیکن ادبل سے ان کو کیا ملے گا؟"

"وہ اسے اذیت پہنچا کر اپنے خوش ہونے کا سامان فراہم کر سکتے ہیں"۔

رعوس کو یقین ہو گیا کہ ادبل کی گرفتاری پیغام لے جانے اور خط کو لانے کی وجہ سے عمل میں لائی گئی ہے۔ وہ سوچنے لگا کہ کہیں ادبل یہ بات ظاہر نہ کر دے کہ کس نے پیغام بھیجا تھا اور

کس نے خط .... ؟ لیکن رعوس نے فوراً ہی اس خیال کو ذہن سے جھٹک دیا کیونکہ ادبل پر اس کا بھروسہ تھا اس لئے کہ وہ اسی کی طرح ایماندار اور اسی کی طرح ایک خدا کی عبادت کرنے والا تھا جو اپنے عہد کو نہیں توڑتے تھے۔

اسی روز غروبِ آفتاب سے قبل نوبل پھر اس کے کمرے میں آگیا جہاں وہ غم کی تصویر بنا بیٹھا تھا۔ اس نے نوبل کے ہاتھوں میں ایک ٹوکری دیکھی۔ اس نے حیرت زدہ ہو کر پوچھا "یہ کیا ہے نوبل" ؟

"میرا خیال ہے محبت کا تحفہ"! نوبل بولا "بابل کی عورتیں جب کسی مرد کو پسند کر لیتی ہیں تو وہ اسی طرح کی ٹوکری محبت کے شوخ رنگوں سے بھر کر بھیجتی ہیں"۔

"پھر یہ میرے لئے نہیں ہو سکتا نوبل! کیونکہ کئی مہینوں سے کسی عورت کی نظر مجھ پر نہیں پڑی ہے"۔

"پھر بھی یہ معلوم کرنے میں کوئی حرج نہیں کہ اس ٹوکری کے اندر کیا ہے" ؟ نوبل نے یہ کہتے ہوئے ٹوکری رعوس کی طرف بڑھا دی

کچھ سوچ کر رعوس نے ٹوکری کا ڈھکن ہٹایا۔ ٹوکری پکے ہوئے انجیروں سے بھری ہوئی تھی اور ہر انجیر علاحدہ علاحدہ پتوں میں لپٹا ہوا تھا۔

"انجیر نکال لو لیکن کھانے کے لئے نہیں"۔ نوبل کی بات سن کر رعوس نے انجیر ٹوکری سے نکال کر فرش پر رکھنے شروع کر دیئے۔ آخر میں اسے ایک پیکٹ ملا جو کپڑے میں لپٹا ہوا تھا۔ اس نے اسے کھولا تو اس میں اسے مٹی کی ایک ٹکیہ اسی طرح کی ملی جیسی پہلے ادبل لایا تھا۔ اس نے ٹکیہ کو اٹھا کر دبایا تو وہ دو ٹکڑے ہو گئی اور اس میں سے تہہ کیا ہوا کاغذ کا ٹکڑا باہر نکل آیا۔ اس نے جلدی سے کاغذ کے تہہ کھولے اور اس پر یونانی زبان میں درج یہ تحریر پڑھنے لگا

"پیارے!

میری حالت بُری ہو رہی ہے۔ میں نے اپنے اور تمہارے لئے فرار کا ایک راستہ

معلوم کرلیا ہے لیکن میں اسے تحریر نہیں کرسکتی۔ آج رات محل کے بڑے ہال میں دعوت ہورہی ہے اور اس میں تمہیں بھی آنا ہے تم بہترین لباس پہن کر اس کے ساتھ آنا جسے میں تمہیں لانے کے لئے بھیجوں گی۔ میں اس سے زیادہ لکھنے کی جرأت نہیں کرسکتی لیکن وقت آنے پر سب کچھ ظاہر کردوں گی۔ تمہیں ہر حالت میں آنا ہے اگر تم مجھے پھر اپنی باہوں میں لینا چاہتے ہو اور اپنے عفس کے اس مکان میں، جو بلیس نے خریدا تھا، زندگی گزارنا چاہتے ہو تو ضرور آنا۔ ہر شبہ اور خوف کو دُور کرکے آؤ ورنہ ہم ہمیشہ کے لئے جدا ہو جائیں گے۔ تمہیں موت اور خوشی میں سے ایک کا انتخاب کرنا ہے کیونکہ اگر تم نہیں آؤ گے تو میں اسی دن خود کو دوسرے کے ہاتھوں سے بچانے کے لئے اپنی جان دے دوں گی"۔۔۔

رعوس نے کئی بار خط پڑھا۔ اس کی پیشانی شکن آلود ہوگئی تھی۔ کیونکہ معاملہ اب نازک صورت اختیار کرگیا تھا۔ ایک طرف نائرہ کا خط تھا جس پر عمل کرکے اسے آزادی اور خوشی حاصل ہوسکتی تھی جبکہ عمل نہ کرنے کی صورت میں وہ مرنے والی تھی۔ دوسری طرف اسے پیغمبر دانی ایل کے الفاظ یاد آرہے تھے کہ کسی صورت میں یہ مکان نہ چھوڑنا۔ ایسا کروگے تو تباہی تمہاری منتظر ہوگی"۔ وہ سوچنے لگا کہ اس موقع پر وہ ہچکچاہٹ سے کام لے گا جب کہ نائرہ موت کے دہانے پر کھڑی ہے!

"نہیں" وہ بڑبڑایا "میں نابُندس کی دی ہوئی اعزازی عبا پہن کر اس جگہ ضرور جاؤں گا۔۔۔ لیکن کس طرح؟" اس نے پھر خط کی طرف دیکھا جس میں نائرہ نے لکھا تھا کہ وہ اس کے لئے ایک رہبر کو بھیجے گی۔ لیکن وہ رہبر کہاں ہے؟ کچھ سوچ کر اس نے نوبل سے دریافت کیا کہ یہ لڑکی اسے کس طرح ملی تھی؟ اس نے جواباً کہا

"ایک بھکاری بوڑھی عورت نے سڑک پر دی تھی وہ اب بھی نیچے ایک دیوار کے سائے میں بیٹھی ہے"۔

"کیا اس نے کچھ کہا بھی تھا؟"

"ہاں" توبل بولا۔ "اس نے کہا تھا کہ اسے اس شخص کو اپنے ساتھ لے جانے کا حکم ملا ہے جس کے لئے یہ ٹوکری ہے۔ وہ ٹھہر کر انتظار کرے گی کیونکہ یہ کام آفتاب غروب ہو جانے کے بعد ہو سکے گا۔"

دعوس نے کھڑکی سے آسمان کی طرف دیکھا آفتاب غروب ہونے میں ابھی بہت وقت تھا اس نے سوچا یہ اچھا ہی ہے کیونکہ اتنے میں بہت کچھ ہو سکتا تھا۔ پیغمبر دانی ایل واپس آ سکتا تھا۔ بوڑھی عورت واپس جا سکتی تھی اور اس صورت میں اس کے ساتھ نہ جا کر اس کی مشکل حل ہو سکتی تھی۔

اس نے غسل کیا اور اپنے لمبے بالوں اور بابلی انداز کی چکور داڑھی کو سنوارا۔ پھر اعزازی عبا پہنی جس پر چاندی کا کام تھا اور اس کا کالر اتنا بڑا تھا کہ اسے کھڑا کر کے چہرے کو بآسانی چھپایا جا سکتا تھا۔ اس قسم کی عبا بابلی کسی دعوت میں شریک ہونے یا کسی ایسی جگہ جانے پر پہنتے تھے جہاں وہ اپنے کو پوشیدہ رکھنا چاہتے تھے کیونکہ اس کا لمبا کالر کھڑا کر کے سر پر ریشمی رومال سے جا کر ملتا تھا اور چہرے کو اپنے سائے میں لے لیتا تھا۔

ان تمام کاموں سے فارغ ہو کر جب وہ تیار ہو گیا تو آفتاب غروب ہونے میں صرف چند لمحوں کی دیر تھی۔ ایک بار پھر اس نے دریافت کیا کہ کیا پیغمبر واپس آ گیا ہے یا نہیں؟ لیکن وہ واپس نہیں آیا تھا۔ اس وقت خوف و امید کے ملے جلے تاثرات سے مغلوب ہو کر وہ گھٹنوں کے بل بیٹھ گیا اور خدا سے دعا کی کہ وہ اسے صحیح راستہ دکھائے۔

آفتاب غروب ہو جانے کے بعد اس نے توبل کو بلایا اور ایک پیغام کے ساتھ مائرہ کا خط پیغمبر دانی ایل تک پہنچانے کے لئے اسے دیا تاکہ واپسی پر اسے علم ہو سکے کہ اس نے اس خط کی تحریر پر عمل کیا ہے۔ توبل نے اس کے پیغام کو زبانی یاد کر لیا اور وعدہ کیا کہ وہ اس خط کے ساتھ پیغمبر دانی ایل تک اس کا پیغام پہنچا دے گا

اس کے بعد توبل نے ہی اسے خفیہ دروازے سے باہر نکالا جس کے ذریعے وہ پہلی بار

اس مکان میں داخل ہوا تھا۔ وہاں سے ٹوٹی ہوئی دیوار کے سہارے ملبے پر سے گزرتے ہوئے وہ دونوں ایک ایسے ٹوٹے ہوئے سائبان کے قریب پہنچے جہاں کبھی کسی بادشاہ یا دیوتا کا بت ایستادہ رہتا تھا۔ اسی سائبان میں ایک بوڑھی عورت، جو پھٹے پرانے کپڑوں میں ملبوس تھی، پڑی سو رہی تھی یا شاید غنودگی کی حالت میں تھی۔ کیونکہ ان کے قدموں کی آہٹ سن کر وہ فوراً ہی کھڑی ہو گئی اور رعوس کو گھورنے لگی پھر بولی

"ہاں... تو یہ ہے وہ شخص جس کے لئے میں محبت کا تحفہ لے کر آئی تھی۔ آدمی تو اچھا ہے لیکن جوان نہیں۔ خیر! اس سے کیا ہوتا ہے جب میں جوان اور خوب صورت تھی تو میں بھی درمیانی عمر کے لوگوں کی طرف متوجہ ہو جاتی تھی شاید اس لئے کہ میں بے وقوف نہیں تھی اور محبت کے بوسوں کے ساتھ علم بھی حاصل کرنا چاہتی تھی... آؤ عاشق! میں امید کرتی ہوں کہ آج کی رات محبت کی دیوی تمہاری دوست ہو گی"۔

پھر وہ بوڑھی عورت رعوس کو ساتھ لے کر ایک شاہراہ سے دوسری شاہراہ پر چلتی رہی آخر وہ اسے لے کر ایک ایسے سنسان مقام پر پہنچی جس کے چاروں طرف اونچے مکان تھے اس سنسان مقام پر پورے چاند کی پھیلی روشنی میں رعوس نے زمین پر ایک بڑی پالکی رکھی ہوئی دیکھی جس کے قریب ہی قریباً ایک درجن باوردی سیاہ غلام کھڑے تھے جو رعوس کو دیکھ کر نہ تو بولے اور نہ ہی حرکت میں آئے۔ بوڑھی عورت نے اس سے کہا

"اس میں بیٹھ جاؤ... نہیں مجھے انعام دینے کی ضرورت نہیں۔ کیونکہ میں اپنا معاوضہ پہلے ہی حاصل کر چکی ہوں اور ان دو محبت کرنے والوں کو ملتے دیکھنا چاہتی ہوں جو بھلا کر دیئے گئے ہوں۔ جاؤ... اگر تمہیں خوشیاں نصیب ہوئیں تو مجھے یاد کر لینا"۔ کہہ کر اس نے پالکی پر پڑے ہوئے پردے کو ہٹایا اور رعوس چپ چاپ اس پر چڑھ کر اندر داخل ہونا ہی چاہتا تھا کہ وہ لڑکھڑا کر کسی عورت کے سینے پر جا گرا۔ جس نے اسے اپنی باہوں میں جکڑ لیا۔

اس نے سوچا... اور اس کے علاوہ وہ سوچ ہی کیا سکتا تھا... کہ یہ وہی ہے جس

کی اسے تلاش تھی اور جو اس کے دل میں رہتی ہے۔ اس لئے اس نے بھی ہاتھ پھیلا کر اسے اپنی باہوں میں جکڑا اور اس کی آنکھوں اور اس کے لبوں کے بوسے لینے لگا۔

عورت نے کسی طرح کا احتجاج نہیں کیا۔ البتہ وہ ہنسی اور یہ ہنسی رعموس کے لئے بالکل اجنبی تھی۔ پھر اس عورت کی نا مانوس آواز اس کے کانوں سے ٹکرائی

"میں نے سن رکھا تھا کہ مصر کے نوجوان بہت پُر جوش ہوتے ہیں اور خود ہی ہر بات کی پہل کرتے ہیں لیکن آج تک میں اس کہانی پر پوری طرح یقین نہیں کر سکی تھی۔ دوست! اگر تمہیں اس سے خوشی ہوئی تو تم اور بوسے لے سکتے ہو۔ کیونکہ بوسے خوشگوار ہوتے ہیں اور اپنا کوئی ظاہری نشان نہیں چھوڑتے"۔

رعموس بوکھلا گیا۔ اس نے پیچھے ہٹنے کی کوشش کی جبکہ اس پالکی میں ایسا کرنے کی جگہ ہی نہیں تھی۔ عورت نے طنز سے کہا

"کیا محبت کا جوش ٹھنڈا پڑ گیا؟... اتنی جلدی؟... یا یہ سوچ رہے ہو کہ محبت کی دیوی تم پر مہربان نہیں ہے۔ میرا خیال ہے ایسا نہیں ہے۔ دیکھو! میں ذرا سا پردہ ہٹانے جا رہی ہوں تاکہ تمہیں معلوم ہو سکے کہ میں ایسی ہوں جسے دیکھ کر آدمی خوش ہو سکتا ہے خواہ وہ مصر کے اونچے خاندان کا ہی کیوں نہ ہو" کہہ کر اس عورت نے ذرا سا پردہ ہٹا کر اپنا چہرہ رعموس کے چہرے کی طرف بڑھایا۔

پہلے تو رعموس کو کچھ دکھائی نہ دیا کیونکہ وہ مشکل سے ہی اپنے سر کو حرکت دے سکتا تھا اور اس وقت چاند بھی بادل کے ایک آوارہ ٹکڑے کے پیچھے چلا گیا تھا پھر جب پالکی ایک طرف گھومی کیونکہ اس کے بیٹھتے ہی غلاموں نے پالکی اٹھا کر چلنا شروع کر دیا تھا تو ہلکی روشنی میں اس نے دیکھا کہ وہ واقعی حسین ہے۔ گول چہرہ، سرخ لب اور سیاہ آنکھیں، صحت مند اور پُر شباب عورت تھی وہ۔

"دیکھا"۔ اس نے پردہ گراتے ہوئے کہا "میں بُری نہیں ہوں اور اس اندھیرے میں کوئی بھی دوسری کو پہلی سمجھنے کی غلطی کر سکتا ہے اور تم بھی میرے اندازے کے مطابق تندرست ہو۔

اس لئے"... وہ رعوس کے اور قریب کھسک آئی

"خاتون"! رعوس نے خشک لبوں پر زبان پھیرتے ہوئے کہا" میں ایسا نہیں کر سکتا

میں اس سے ملنے جا رہا ہوں جس کے ساتھ میں نے عہد کیا ہے... میں... میں ایسا نہیں کر سکتا"۔

"ٹھیک ہے نہیں کر سکتے ہو تو مت کرو۔ لیکن اس میں پتّے کی طرح لرزنے کی کیا بات ہے؟

تمہاری حالت سے محسوس ہو رہا ہے جیسے کسی سانپ کے قریب ہو۔ کیا تم اُس خاتون سے

یہ کہہ کر ملاقات کرو گے کہ تم اس کے پاس کس طرح پہونچے ہو؟... اس کے علاوہ تم کو اس

کا کس طرح یقین ہے کہ تم اس خاتون سے مل سکو گے"؟ عورت کی آواز دھمکی آمیز تھی" جو ممکن ہے

اس وقت دوسری پالکی میں سفر کر رہی ہو۔ خدا تمہیں جو کچھ دے رہا ہے اسے لینے کی کوشش کرو۔

کیونکہ کوئی نہیں جانتا جب وہ دینا بند کر دے تو اس کے پاس کیا چیز رہ جائے گی؟

"خاتون میرا مذاق نہ اڑاؤ۔ میں پریشان ہوں"

"اس کا مجھے اندازہ ہو گیا ہے" وہ ہنس کر بولی" اس لئے میں تمہیں معاف کرتی ہوں۔

دوسری صورت میں، میں یہ کبھی برداشت نہ کرتی کہ تم مجھ سے اس طرح دُور بھاگ رہے ہو کہ میں

تمہیں پسند نہیں ہوں۔ اچھا اب آرام سے بیٹھو۔ یہ گدّا ہے اس سے اپنا چہرہ چھپا لو کیونکہ لو سوں

کی گرمی اس کے درمیان سے نہ گزر سکے گی۔ اس کے علاوہ تم نے ہی اس کام کو شروع کیا تھا۔ میں

نے تو بس تمہارے لمس سے گرمی حاصل کی تھی"۔ اس کے انداز سے رعوس نے یہ محسوس کیا کہ وہ کتنی ہی

بے باک کیوں نہ ہو لیکن رحم دل بھی ہے۔

وہ اسی طرح سفر کرتے رہے۔ کچھ دیر بعد وہ عورت پھر کہنے لگی

"میں تمہیں کچھ باتیں بتانا چاہتی ہوں تاکہ تم میرے بارے میں کوئی غلط رائے قائم نہ

کر سکو۔ تم نے یہ اندازہ تو لگا ہی لیا ہو گا کہ میں ایسی لڑکی نہیں ہوں جس کی نظریں ہمیشہ زمین پر رہتی

ہیں۔ لیکن میں بُری بھی نہیں ہوں۔ مجھے ایک ایسے آدمی نے تمہیں اپنے ساتھ لانے کے لئے بھیجا ہے

جس سے مجھے چھٹکارہ نہیں ہے۔ لیکن یقین کرو مصری! مجھے کچھ بھی معلوم نہیں ہے"۔

"کس نے بھیجا ہے تمہیں"؟ رعموس نے پوچھا۔ وہ اب سنبھل گیا تھا

"ایک غلام نے" جیسا کہ عام طور پر محل کے اس طرح کے معاملوں میں ہوتا ہے۔ میں نے اسی سے اندازہ لگالیا تھا کہ یہ محبت کا معاملہ ہوگا"

"تمہارا اندازہ صحیح ہے۔ لیکن میرا خیال ہے تمہیں کسی خاتون نے بھیجا ہوگا"

"اس پر تو شبہ ہی نہیں کیا جاسکتا کیونکہ غلام کے پیچھے کوئی نہ کوئی خاتون ضرور ہوتی ہے" وہ اس انداز میں بولی جیسے اب وہ اس موضوع پر بات نہ کرنا چاہتی ہو۔

وہ سوچنے لگا کہ ماترہ کا اس حسین عورت کو دوست کی حیثیت سے انتخاب کرنا عجیب ہے۔ مگر پھر اس نے سوچا کہ وہ محل میں رہ رہی ہے اور انہی میں سے کسی کا انتخاب کرسکتی ہے جو اس کی خدمت کرتی ہوں۔ کیونکہ دوسری جگہ دوست حاصل کرنے کی کوشش خطرناک ثابت ہوسکتی تھی۔

کچھ دیر بعد پالکی ایکایک ٹھہر گئی اور کسی نے کچھ دریافت کیا۔ اس کے جواب میں پالکی اٹھانے والوں نے نجانے کیا کہہ دیا کہ فضا میں مردانہ قہقہے گونج اٹھے اور پالکی پھر آگے بڑھنے لگی۔ اس سے رعموس نے اندازہ لگایا کہ پالکی کسی پھاٹک سے گزر رہی ہے۔

عورت نے جھک کر آہستہ سے کہا

"دوست! ہم محل کے پہلے پھاٹک سے گزر آئے ہیں اور اب ہم جہنم میں جانے والے ہیں کیونکہ بلقیس کا محل کسی جہنم سے کم نہیں ہے جہاں میری طرح اور بھی عورتیں رہتی ہیں۔ تم آزادی کے ساتھ ایک ایسے محل میں آگئے ہو جہاں کا کوئی بھی رہنے والا یہ نہیں جانتا کہ ایک لمحہ بعد اس پر کیا گزرے گی۔ لیکن تم ضرور یہاں کسی خاص وجہ سے آئے ہو۔ اب میں تم سے ایک التجا کرنے جارہی ہوں جسے تم اپنی خواہش کے مطابق قبول کرو یا ٹھکرادو۔ میں چاہتی ہوں تم پھر ایک بار میرا بوسہ لو۔ ایک عاشق کی طرح نہیں بلکہ ایک بھائی کی طرح میری پیشانی کا بوسہ لو اور کہو کہ تم نے مجھے ان تمام باتوں کے لئے معاف کردیا ہے جو میں نے تم سے کیں۔ میں چاہتی ہوں کم سے کم ایک

بار کوئی ایماندار شخص، جیسے کہ تم نظر آرہے ہو، میرا بوسہ لے"۔

رعوس غور کرنے لگا۔ وہ اس عورت کو ہاتھ بھی نہیں لگانا چاہتا تھا لیکن ایک آواز جو اس کے دل کے اندر پیدا ہو رہی تھی اسے مجبور کر رہی تھی کہ اس کی خواہش پوری کر دے۔ اسی آواز پر عمل کرتے ہوئے رعوس نے اس کی پیشانی چوم لی۔ جس کے لیے اس نے اس کا شکریہ ادا کیا۔

پالکی پھر رکی اور اس بار پالکی اٹھانے والوں کی بات پر اعتبار نہیں کیا گیا

"معری! نیچے جھک جاؤ" عورت نے آہستہ سے رعوس سے کہا۔ پھر اس نے تھوڑا سا پردہ ہٹاتے ہوئے پہریداروں کو جواب دیا اور اپنا ہاتھ بھی باہر نکال کر دکھایا جس میں نشانی کے طور پر انگوٹھی تھی۔

"جانے دو" کوئی چیخا "آدنا اپنے کسی ساتھی کے ساتھ ہے۔ اس کی انگلی میں انگوٹھی ہے جو اس بات کا اجازت نامہ ہے کہ وہ کہیں بھی کسی بھی شخص کے ساتھ آج دعوت کی رات آجا سکتی ہے"

پالکی پھر اٹھی اور اس عورت آدنا نے گہری سانس لی

کئی دالانوں سے گزرتے ہوئے پالکی ایک خاموش جگہ پر پہنچ کر رک گئی۔ آدنا پالکی سے اچھل کر اتری اور دوڑتی ہوئی چند سیڑھیاں طے کر کے ایک چھوٹے دروازے کے پاس پہنچ گئی۔ وہاں پر اس نے دروازے پر تین بار دستک دی۔ لمحہ بھر توقف کے بعد دو بار اور دستک دی۔ دروازہ کھل گیا۔ پھر دروازے پر ہی کسی کے ساتھ کچھ دیر تک باتیں کرنے کے بعد وہ پالکی کے آگے رعوس سے، جو ابھی تک پالکی کے اندر بیٹھا تھا، بولی

"معری! میرا کام ختم ہوا۔ اب تمہارا کام، جو کچھ بھی ہو، شروع ہوتا ہے۔ آؤ"۔

اسی وقت ایک انجانے خوف نے رعوس کو آگھیرا اور وہ محسوس کرنے لگا کہ یہ چکر اس کے لیے بے حد خطرناک ہے۔ اس کی پیشانی پر پسینہ آگیا اور وہ شبہات میں پھنس کر بزدل بن گیا اس نے ڈرتی آواز میں آدنا سے کہا

"خاتون آدنا! کیا تم مجھے اسی راستے سے واپس نہیں لے جاسکتی جس راستہ سے لے آئی ہو۔"

"نہیں... تم اس جگہ اپنی مرضی سے آئے ہو اس لئے تمہیں یہیں ٹھہرنا ہوگا۔ اوہ.... آخر مرد عورتوں کے پیچھے کیوں دوڑتے ہیں جب کہ وہ اس قابل نہیں ہوتے۔ میری دعا ہوگی کہ تم پر سارے دیوتا مہربان رہیں اس بوسے کے عوض جو تم نے مجھے دیا ہے۔"

اتنے میں چار ملازم سامنے آگئے جو پوری طرح مسلح تھے۔ انھوں نے رعوس کی تعظیم میں اس طرح سر خم کیا جیسے وہ کسی بڑے عہدے کا مالک ہو۔ پھر انھوں نے اسے پالکی سے نیچے اترنے میں مدد دی۔ زینہ طے کرکے دروازے کے پاس پہنچ کر اس نے مڑکر دیکھا تو مشعل کی روشنی میں اسے آدنا کا.... خوب صورت چہرہ دکھائی دیا۔ وہ ابھی پالکی کے قریب ہی کھڑی تھی اور رعوس کی طرف ہی دیکھ رہی تھی۔ رعوس یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ آدنا کی حسین خوب صورت آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے۔

وہ اندر داخل ہوگیا تو پیچھے سے دروازہ بند کر دیا گیا۔ اس کے بعد اسے پُرپیچ راستوں سے گزرنا پڑا جو جگہ جگہ گھوم گئے تھے اسے اس میں اتنے چکر لگانے پڑے کہ وہ ان راستوں کا شمار بھول گیا۔ آخر میں وہ دیوار کے بنے ہوئے دروازے پاس پہنچے جہاں محافظ کھڑے تھے۔ محافظوں نے دروازہ کھولا تو چند ملازم سامنے آئے جنھوں نے اسے ان لوگوں کی حفاظت سے، جو اسے اس جگہ تک لائے تھے، اپنی حفاظت میں لے لیا اور اسے لے ایک ایسے کمرے میں پہنچے جس پر پردہ پڑا تھا۔

اسی جگہ وہ تھوڑی دیر تک کھڑا رہا جبکہ اس کے ساتھ کے ملازموں میں سے ایک پردہ ہٹا کر دوسری طرف اطلاع دینے چلا گیا۔ کچھ دیر بعد رعوس کو ایک مردانہ قہقہہ سنائی دیا۔ پھر اس کے ساتھ ہی اس ملازم نے، جو پردے کے پیچھے چلا گیا تھا، واپس آکر رعوس کو اپنے ساتھ پردے کے آگے لے گیا جہاں کی تیز روشنی نے اسے لمحہ بھر کے لئے اندھا سا بنا دیا۔ پھر ایک بھاری آواز اس کے کانوں سے ٹکرائی

"تعظیم کے لئے سر خم کرو۔ تم بادشاہوں کے بادشاہ کے حضور میں ہو۔"

لیکن بوکھلا ہوا رعوس اپنی جگہ کھڑا رہا کیونکہ اسے بادشاہوں کا بادشاہ نظر نہیں آرہا تھا۔

پھر جب اس کی آنکھیں وہاں کی تیز روشنی میں دیکھنے کے قابل ہو گئیں تو اس نے دیکھا کہ وہ ایک بڑے ہال میں ہے جس کی چھت دیودار کی ہے۔ چاروں طرف قیمتی پردے لٹک رہے تھے اور ہال کے آخر میں جواہرات سے مزین ایک کرسی پر بیٹھا لمبی ناک اور داڑھی والا شخص اسے اس طرح بغیر پلک جھپکائے دیکھ رہا تھا جس طرح بھیڑیا اپنے شکار کو دیکھتا ہے۔

رعوس نے اسے دیکھا تو اس کے رونگٹے کھڑے ہو گئے وہ نائیڈس کا بیٹا اور بابل کا بادشاہ بلیشغر تھا۔

بلیشغر چند لمحوں تک اسے گھورتا رہا پھر اس طرح نرم آواز میں بولا جیسے اس کا حلق تیل سے تر ہو۔

"رہنے دو۔ یہ وحشی اور غیر ملکی ہمارے درباری آداب سے واقف نہیں ہے۔ اگر یہ خود اپنی مرضی سے ہماری تعظیم کے لئے نہیں جھکتا تو رہنے دو کیونکہ شاید ہمارے دربار کے آداب معلوم کر کے بھی اسے کچھ فائدہ نہ ہو گا۔ اسے ہمارے قریب لے آؤ۔ ہم اس سے باتیں کرنا چاہتے ہیں"۔

رعوس کو بلیشغر کے سامنے کھڑا کیا گیا

"تمہارا نام کیا ہے"؟ بلیشغر نے اپنی سرد آنکھوں سے رعوس کا سرتاپا جائزہ لینے کے بعد پوچھا

"میرا نام تھامس ہے عالی جاہ"! رعوس نے کسی حد تک سنبھلتے ہوئے جواب دیا۔ اس نے دیکھا کہ ایک کاتب ان کی باتیں تحریر کر رہا ہے۔

"لیکن ہم نے کچھ اور ہی سنا ہے... اچھا۔ تم ہو کون؟ اور یہاں بابل میں کیا کر رہے ہو؟"

"میں ایک عالم ہوں عالیجاہ! جسے مرحوم بادشاہ آپ کے والد نے خلاؤں کی خصوصیات پر تبادلہ خیال کیا تھا اور اپنا دوست بنایا تھا۔ انھوں نے ہی مجھے یہ لمبی عبا عطا کی تھی، جو اس وقت میرے جسم پر ہے"۔

"سچ...؟ پھر تو ایک بے وقوف نے غلام کو تحفہ دیا تھا"۔ بلیشغر نے سرد آواز میں کہا

اس کے درباری ہنسنے لگے۔

"تمہارا قیام کہاں ہے؟" بلیشزر نے پھر پوچھا

"میں مقدس پیغمبر دانی ایل کا مہمان ہوں عالی جاہ! جسے مرحوم بادشاہ بنوکدنضر نے بابل کا گورنر مقرر کیا تھا۔"

"ہوں... وہ بوڑھا عبرانی! میں پاگل بنوکدنضر کی طرح اس کی جادوگری سے نہیں ڈرتا۔ کیا تم بھی اسرائیلی آدمیوں میں سے ہو؟"

"میں اسرائیلیوں کے خدا کی عبادت کرتا ہوں عالی جاہ!"

"اس لیے بابل کے خداؤں کے دشمن ہو۔ خیر! خداؤں کو ان کے حال پر چھوڑ دو۔ میں ان سب سے نفرت کرتا ہوں جنھوں نے میرا ساتھ نہیں دیا ہے اور خاص طور پر اسرائیلیوں کے خدا سے، جس کے عبادت خانے ہم نے خاک میں ملا دیے ہیں اور جس کے سونے کے برتن میرے ہاتھ دھونے کے کام آتے ہیں۔ اس کی عبادت کرنے والے کہتے ہیں کہ اس نے مجھے بددعا دی ہے۔ ہا... اس کا کوئی مجسمہ نہیں ہے جسے میں توڑ سکوں اس لیے میں اس کے نام... پر تھوکتا ہوں... میں دکھا دوں گا کہ بابل کا بادشاہ آسمان پر رہنے والے اسرائیلیوں کے خدا سے زیادہ طاقت ور ہے۔ تم کیا کہتے ہو؟"

بلیشزر کی باتیں سن کر عوس کانپ گیا۔ یہ باتیں اس کے درباریوں کو بھی پسند نہیں آئی تھیں کیونکہ انھوں نے اس طرح کا نشان بنایا جو بابلی بُرائی کو بھگانے کے لیے بناتے ہیں۔

"میں عالی جاہ سے بحث کرنے کی جرأت نہیں کر سکتا اور نہ ہی اس خدا کو بُرا کہہ سکتا ہوں جس کی میں عبادت کرتا ہوں۔ جیسا کہ عالی جاہ نے کہا، خداؤں کو ان کے حال پر چھوڑ دینا چاہیے وہ خود ہی آپس میں فیصلہ کر لیں گے۔"

"یعنی تم پوشیدہ الفاظ میں مجھے اپنے خدا کی طرف سے دھمکی دے رہے ہو۔ خیر! میرا خیال ہے تم اپنے اس خدا کو چیخ چیخ کر گالیاں دو گے۔ اچھا... اب یہ بتاؤ تھاکس! تم

یہاں کس مقصد سے آئے ہو؟"

"مجھے ایک عورت یہاں لائی ہے"۔

"اس کا نام؟"

"میں یقین سے نہیں کہہ سکتا۔ لیکن ایک محافظ نے اسے آدنا کہہ کر مخاطب کیا تھا"۔

نام سن کر درباری ہنس پڑے اور بلیشفر کے منہ سے ایک خوفناک قہقہہ ابل پڑا۔

"آدنا" قہقہے کے درمیان وہ کہنے لگا "ہم سب ہی حسین آدنا کو جانتے ہیں۔ کیا تم میرے محل کو برائیوں کی جگہ سمجھ کر استعمال میں لانا چاہتے تھے؟"

"نہیں عالی جاہ! مجھ سے کہا گیا تھا کہ میں بھی ان میں سے ایک ہوں جنہیں دعوت میں بلایا گیا ہے کیونکہ مرحوم بادشاہ بینونا میڈس نے مجھے عزت بخشی تھی"۔

"لیکن تمہیں معلوم ہونا چاہیئے کہ میں اپنے مہمانوں کا ان میں سے انتخاب نہیں کرتا جو میرے باپ کے کتّے تھے اور اس کا پُرانا لباس پہنتے ہیں"۔ کہہ کر بلیشفر نے رعوس کی عبا کی طرف اشارہ کیا جو وہاں موجود سب ہی کی عباؤں کی بناوٹ سے مختلف تھی۔

رعوس خاموش ہی رہا اور بلیشفر انتہائی نفرت کے ساتھ اسے دیکھنے لگا۔ پھر بولا

"خیر! ان جھوٹی باتوں کو ختم کر دو مجھے یہ کھیل بالکل پسند نہیں۔ وقت گزرتا جا رہا ہے۔ کیپٹن! اوبل کو لاؤ تاکہ میرے ذہن میں سچی باتوں کی یاد تازہ ہو سکے"۔

وہ کیپٹن، جسے حکم دیا گیا، ہچکچایا۔ یہ دیکھ کر بلیشفر نے اپنے عصا کو کرسی کے دستے پر دے مارا اور دہاڑ کر بولا

"تم نے سنا نہیں۔ اس جاسوس اوبل کو لے آؤ"۔

اس نے اس قدر زور سے ہاتھی دانت کا عصا کرسی کے دستے پر مارا کہ وہ دو ٹکڑے ہو گیا اور اس کا اوپر کا حصّہ، جس میں ایک بڑا ہیرا جڑا تھا، لڑھکتا ہوا رعوس کے پیروں کے درمیان آ کر ٹھہر گیا۔ یہ دیکھ کر سب ہی خوف سے لرز اٹھے۔ یہاں تک کہ بلیشفر کا سرخ چہرہ بھی لمحہ بھر کے لیے

سپید پڑ گیا۔ فوراً ہی خود پر قابو پاتے ہوئے وہ وہاں موجود لوگوں سے مخاطب ہو کر کہنے لگا۔

"کیا تم لوگ خوف زدہ ہو گئے ہو؟ کیا تمہارا خیال ہے کہ اسرائیلیوں کے جھوٹے خدا نے اپنی طاقت کا نشان اس شاہی عصا کو توڑ کر دکھایا ہے جس پر بابل کے تمام خداؤں کا سایہ رہتا ہے۔ میں کہتا ہوں اس نصف عصا سے ہی میں اسے آسمان سے کھینچ لاؤں گا اور فارسی بادشاہ کے ٹکڑے اڑا دوں گا جسے اسرائیلی اس کی تلوار کہتے ہیں۔ اسی عصا سے میں اس کی گردن کاٹوں گا اور اسے مرتے ہوئے دیکھوں گا۔"

"بادشاہ کا سایہ سلامت رہے"! تمام درباریوں نے جھک بلند آواز میں کہا "بادشاہ ان تمام خداؤں سے برتر ہے جن کی عبادت کی جاتی ہے۔"

ہال کے پہلو کا ایک دروازہ کھلا اور اس میں سے چار سیاہ فام آدمی' جن کے جسموں پر خون کے چھینٹے تھے اور جو صرف لنگوٹ پہنے تھے' ایک اسٹریچر کو لے کر' جس پر کپڑا پڑا ہوا تھا' اندر داخل ہوئے

"عالیجاہ کے حکم کے مطابق جاسوس آدبل حاضر ہے"! کپتان نے کہا

بلشفر کے اشارے پر کپتان نے اسٹریچر پر پڑے کپڑے کو ہٹایا تو ایک خوفناک منظر سامنے آگیا جسے دیکھ کر ظالم بابلی بھی کانپ اٹھے۔ رغوس نے خوف سے آنکھیں بند کر لیں

اسٹریچر پر آدبل زخموں سے چور اور خون میں لت پت پڑا تھا۔ اس کے جسم کو جگہ جگہ آگ سے جلایا گیا تھا۔

"اس کتے سے کہو" بلشفر کی آواز ہال میں گونجی" کہ اگر یہ اذیت برداشت نہیں کرنا چاہتا تو زبان کھولے اور مجھے بتائے کہ وہ اس شخص کے بارے میں کیا جانتا ہے جس نے اسے رشوت دی تھی کہ میرے ملازموں کو بہکا کر میرے گھر کی عورت سے خط حاصل کرے"

"عالیجاہ"! کپتان کی آواز بری طرح کانپ رہی تھی" ۔ آدبل بول نہیں سکتا یہ مر چکا ہے"

"مر چکا ہے"۔ بلشفر دہاڑا" آخر یہ ہوا کیسے جبکہ میں نے حکم دے رکھا تھا کہ اسے زندہ

رکھا جائے"۔ اس نے کالے آدمیوں کی طرف دیکھا جو خوف سے تھر تھرا رہے تھے۔

"عالیجاہ!" کپتان بولا "وہ کاتب، جس کے ذمے یہ کام تھا کہ اسے اذیت دیتے وقت موجود رہے اور ان تمام الفاظ کو جو اس کے منہ سے نکلیں، تحریر میں لائے، کہتا ہے کہ اس آدمی نے ایک غلام کے ہاتھ سے خنجر چھین کر اپنے سینے میں اتار دیا تھا۔ وہ خنجر اب بھی اس کے سینے میں موجود ہے"۔

"مرنے سے پہلے اس نے کیا کہا تھا؟" بیلشضر نے کاتب سے پوچھا

"عالی جاہ!" کاتب جواباً کہنے لگا "اس نے اس کے علاوہ اور کچھ نہیں کہا کہ یہاں موجود ہونے والا یہ شخص شاہی خون رکھنے والا مصری ہے اور یہ کہ عالیجاہ اسے کسی طرح کا بھی نقصان نہیں پہنچا سکتے کیونکہ اسرائیلیوں کے عظیم خدا کا پیغمبر دانی ایل کی روح اس کی حفاظت کر رہی ہے۔ شدید سے شدید اذیت دینے پر بھی اس کے منہ سے اس کے علاوہ اور کچھ نہیں نکلا۔ لیکن اپنے آخری وقت میں وہ ان باتوں سے بھی انکار کر گیا جو اس کے منہ سے نکلی تھیں"۔

"کیا اس نے عزار یا بلیس نامی میرے ایک دشمن کے بارے میں نہیں بتایا کہ وہ کہاں گیا ہے"؟

"نہیں عالی جاہ"!

"اس لاش کو لے جاؤ اور ان غلاموں کو اس وقت تک پہرے میں رکھو جب تک میں ان کے لئے کوئی سزا تجویز نہ کر سکوں"۔ بیلشضر نے سیاہ فام غلاموں کو کسی درندے کی طرح گھورتے ہوئے کیپٹن سے کہا

ادبل کی لاش لے جائی گئی اور رعوس نے دل ہی دل میں اس کی روح کے لئے دعا کی چونکہ ادبل اسی کی وجہ سے ہی موت کے گھاٹ اتار گیا تھا اس لئے اس نے خدا سے اپنے گناہ کی معافی بھی مانگی۔

"ہمیں اس مرنے والے اسرائیلی سے اس شخص کے بارے میں اس کے علاوہ اور کچھ معلوم نہیں

ہو سکتا ہے کہ یہ مصر کے شاہی خون سے ہے" بیلشنفر نے ہال میں موجود لوگوں کی طرف دیکھتے ہوئے بلند آواز میں کہا" لیکن مرنے سے پہلے اس نے اس سے بھی انکار کر دیا تھا۔ اس شخص سے بھی دریافت کرنے سے کچھ فائدہ نہیں ہوگا کیونکہ یہ بھی عام مصریوں کی طرح جھوٹا ہوگا۔ پھر بھی جیسا کہ اطلاع ملی ہے اگر یہ واقعی فرعون اماسس کے خون سے ہے تو ہمیں نرمی سے کام لینا چاہیئے کیونکہ اس وقت بابل فرعون کو اپنا دشمن نہیں بنانا چاہتا۔ چونکہ اب مجھے اس شخص کے بارے میں ایک بات معلوم ہو چکی ہے اس لئے میں اس کی حقیقت معلوم کروں گا اور حقیقت معلوم کرنے کا ذریعہ میرے پاس ہے۔ تم لوگوں کا کیا خیال ہے"؟ اس نے اپنے درباریوں سے دریافت کیا۔

"عالیجاہ دانش مند ہیں"! درباریوں نے ایک زبان ہو کر کہا

بیلشنفر اپنے دائیں طرف کھڑے ایک غلام سے مخاطب ہو کر بولا

" ان خواتین کو لایا جائے جو میرے حضور میں آنے کی منتظر ہیں اور سب لوگ اس وقت خاموش رہیں گے جب میں ان سے گفتگو کروں گا تم سب اور مصری تم بھی۔ اسے یاد رکھنا اگر میری اجازت سے پہلے کسی نے منہ کھولا تو اس کی موت یقینی ہے"۔

ہال کے ایک دوسرے دروازے پر پڑا ہوا پردہ ہٹا اور اس میں سے دو عورتیں اندر داخل ہوئیں۔ دونوں کے چہروں پر لمبی نقابیں پڑی تھیں۔ جن کی وجہ سے یہ معلوم کرنا دشوار تھا کہ وہ کون ہیں؟ دونوں دراز قد تھیں اور شاہانہ انداز سے چل رہی تھیں۔ ان کے پیچھے چند عورتیں تھیں جو شاید خادمائیں تھیں۔ اس لئے کہ ان کے سر جھکے ہوئے تھے۔

بیلشنفر کے سامنے پہنچ کر ان دونوں عورتوں نے اس کی تعظیم کی پھر ایک ملازم کے کہنے پر بیلشنفر سے کچھ فاصلے پر کھڑی ہو گئیں۔ اس کے ان دونوں کی نظریں رعوس پر پڑیں جو ان ہی کی طرف دیکھ رہا تھا۔ اس پر نظر پڑتے ہی وہ دونوں عورتیں بری طرح لرزنے لگیں۔ ان کی یہ حالت دیکھ کر رعوس نجانے کیوں خوف زدہ ہو گیا۔ اس نے اسی وقت سے خوف محسوس کرنا شروع کر دیا

تھا جب سے وہ ہال میں ہو گئیں تھی۔

"خاتون"! بلیشفر کی نرم لیکن پُر اسرار آواز ہال کی معنی خیز خاموشی میں گونجی " یہ دربارِ عام نہیں ہے اس لئے اپنی نقاب اتار دو"۔

ملازم عورتوں نے آگے بڑھ کر دونوں عورتوں کے نقاب کھولنے شروع کر دیئے۔ پھر نقابیں چہروں سے ہٹائی گئیں اور رعموس بے ہوش ہوتے ہوتے بچا۔ اس کے سامنے اس کی ماں قائلو اور بیوی مائرہ کھڑی تھی۔

قائلو کے سر پر ایک شاہی زیور تھا

مائرہ اس طرح آگے جھکی جیسے کچھ کہنا چاہتی ہو۔ لیکن بلیشفر نے سختی سے خاموش رہنے کو کہا اور قائلو سے بولا

" معزز خاتون! مجھے برادر فرعون کے خط سے معلوم ہوا ہے کہ تم شاہی خاندان سے تعلق رکھتی ہو اور کسی خاص وجہ سے بابل آکر مجھے عزت دینا چاہتی تھی اس لئے میں نے تمہیں مصر کے وفد کے ساتھ یہاں آنے کی اجازت دے دی تھی۔ اب میں تم سے یہ دریافت کرنا چاہتا ہوں کہ کیا تم اس شخص کو پہچانتی ہو جو میرے سامنے کھڑا ہے اور اگر جانتی ہو تو بتاؤ یہ کون ہے"؟

بلیشفر نے یہ باتیں بابلی زبان میں کہی تھیں جو قائلو کے لئے نامانوس تھی۔ ایک آدمی نے فوراً ہی اس کا ترجمہ یونانی میں کر کے قائلو کو سنایا۔ جو پہلے سے ہی اس کام کے لئے وہاں موجود تھا

" ہاں پہچانتی ہوں" قائلو یونانی زبان میں چیخی " کیا ایک ماں اپنے بیٹے کو بھلا سکتی ہے یہ میرا اکلوتا بیٹا ہے جو فرعون ہوفرا سے اس وقت پیدا ہوا تھا جب میں اس کی بیوی تھی۔ یہ شاہی خون رکھنے والا میرا بیٹا مصر کا کاؤنٹ اور ممفس کا گورنر ہے۔ یہ مجھ سے جدا ہو گیا تھا اس لئے میں فرعون سے اجازت حاصل کر کے اسے تلاش کرنے یہاں آئی ہوں جیسا کہ آپ نے اپنے ایلچی کے ذریعے مجھے یہاں آنے کی دعوت دی تھی۔ بادشاہوں کے بادشاہ مقدس فرعون اماسس نے اسے شاہ فارس کے پاس اپنا سفیر مقرر کر کے روانہ کیا تھا۔ اس کے بعد یہ غائب ہو گیا تھا۔ میں آپ

کے ایلچی کے ذریعے یہ سن کر کہ اس کے بابل میں ہونے کی افواہ ہے' اسے تلاش کرنے یہاں آئی ہوں"۔

"خاتون! کیا اس کا پتھاسس ہے"؟

"نہیں عالی جاہ! اس کا نام رعوس ہے"۔ قاکلو نے حیرت سے جواب دیا

"شکریہ خاتون! اس سے اس بات کی تصدیق ہو گئی جو ہم نے کہیں اور سنی تھی کہ پتھاسس فرضی نام ہے اور اسی نام سے مسز زرعوس نے بابل میں خود کو پوشیدہ رکھا تھا۔ خاتون! اب یہ بتانے کی زحمت کریں کیا آپ اس عورت کو جانتی ہیں جو آپ کے قریب کھڑی ہے"؟

"جی ہاں عالیجاہ"! قاکلو بولی "میں نے اسے اس وقت سے نہیں دیکھا ہے جب یہ بادشاہ نائیڈس سے شادی کرنے کے لیے مصر سے روانہ کی گئی تھی۔ مجھے معلوم ہوا ہے کہ اس کے بارے میں چند غلط بیانیوں کے سامنے آنے کی وجہ سے شادی نہیں ہو سکی تھی۔ بہر حال! اب یہ آپ کی ملکہ بنے گی جو اس کے لئے فخر کی بات ہو گی۔ کیونکہ یہ دنیا کے ایک عظیم حکمران کی بیوی ہو گی"۔

"تمہاری بات صحیح ہے خاتون! اسی خاص وجہ سے ہم نے تمہیں بابل آنے کی اجازت دی تھی اور تمہیں وہ اعزاز اور تحفے دیئے جائیں جو ایک بادشاہ کی بیوی کی دادی کو دیئے جا سکتے ہیں۔ لیکن خاتون! میں معافی چاہتے ہوئے دریافت کروں گا جیسا کہ فرعون اماسس نے بھی اپنے خط میں ظاہر کیا ہے' تم اب بھی جوان اور خوب صورت ہو۔ اس لئے ان معاملات میں شبہات پیدا ہو سکتے ہیں"۔

رعوس انتہائی ذہنی اذیت میں مبتلا ہو گیا تھا اسے معلوم تھا کہ اب قاکلو کے منہ سے کیا نکلے گا۔ وہ بیلشضر کی خوفناک دھمکی کو نہیں بھولا تھا اس لئے خاموش کھڑا پیچ و تاب کھا رہا تھا۔ اس کی بیوی مائرہ کی بھی یہی حالت تھی۔

قاکلو نے مسکراتے ہوئے بیلشضر کی بات کا جواب دیتے ہوئے کہا

"عالیجاہ! میرا بیٹا رعوس اس وقت پیدا ہوا تھا جب میں بہت ہی کم عمر تھی۔ اس کے

علاوہ میرے بیٹے کی عمر بھی اتنی نہیں ہے جتنی کہ نظر آ رہی ہے اس کے چہرے پر جو لکیریں ہیں وہ گہرے مطالعے کی وجہ سے پیدا ہو گئی ہیں"۔

اب بلیشفر نے جھک کر کہا

"تو سچ مچ یہ تمہارے بیٹے رعوس کی بیٹی ہے"۔

"میرا یقین ہے عالیجاہ! لیکن میں نے اس کی ماں کو نہیں دیکھا۔ کئی سال پہلے شام کی ایک ملکہ اطیرا نامی ایک خوب صورت عورت میرے مالک فرعون ہوفرا کے پاس مدد حاصل کرنے کے لئے آئی تھی اور میرے بیٹے کو دل دے بیٹھی تھی... میں معافی چاہتی ہوں عالیجاہ! کیونکہ ہم مصری عورتیں اس طرح کی باتیں مردوں سے کرنا مناسب نہیں سمجھتیں"۔

اب رعوس کی قوت برداشت جواب دے گئی اور وہ چیخ کر یہ کہنے ہی جا رہا تھا کہ وہ جھوٹ بول رہی ہے کہ ایک سیاہ فام غلام نے جو اس کے پاس ہی کھڑا تھا' اس کا بازو پکڑا اور ایک خنجر اس کی پشت سے لگاتے ہوئے آہستہ سے کہا

"اگر تم اس وقت مرنا نہیں چاہتے تو خاموش رہو"۔

رعوس خون کے گھونٹ پی کر رہ گیا

بلیشفر پھر قانکو سے کہنے لگا

"ہم سب کو اس کا علم ہے خاتون قانکو! مجھے اچھی طرح یاد ہے ملکہ اطیرا مصر سے بابل کے خلاف مدد حاصل کرنے گئی تھی لیکن واپس نہیں آئی تھی اس لیے ہمیں اسے فراموش ہی کر دینا چاہیئے اب میں ایک سوال اور کروں گا اس کے بعد اور زحمت نہیں دوں گا۔ بلیس نامی ایک مجرم جو بابل سے ایک جرم کر کے اس وقت فرار ہوا تھا جب میں نوجوان تھا' کچھ دن بیشتر پھر یہاں واپس آیا تھا اور میرے والد نے اپنی بے وقوفی سے اسے معاف کر دیا تھا کیونکہ وہ اس کا رشتہ دار تھا۔ اس شخص نے جو پیشے کے لحاظ سے کاہن تھا میری موجودگی میں بادشاہ مرحوم کو بتایا تھا کہ خاتون مائرہ شاہی خاندان سے تعلق رکھنے والی شہزادی نہیں ہے بلکہ ایک شخص رعوس کی بیوی ہے جو خاتون قانکو اور

فرعون ہوفرا کا بیٹا ہے۔ اسی بات پر یقین کرتے ہوئے مرحوم بادشاہ نے اسے اپنے سے علاحدہ کر دیا تھا اور پھر مرتے دقت تک اس کی صورت نہیں دیکھی تھی۔ یہ کہانی صحیح ہے یا جھوٹ؟"

"جھوٹ ہونے کے علاوہ اور کیا ہو سکتی ہے عالیجاہ! مائرہ کئی سال تک قبرص اور پھر مصر میں میرے بیٹے کی بیٹی کی حیثیت سے رہی ہے جہاں خود اس نے خود کو رعوس کی بیٹی ظاہر کیا تھا اور مصر کے معزز لوگوں نے اس سے شادی کی درخواست کی تھی۔ اس کے علاوہ یہ دونوں ممفس میں واقع میرے مکان میں باپ بیٹے کی حیثیت سے ہی رہ رہے ہیں۔ اب آخر میں، میں یہ کہنا چاہتی ہوں کہ اگر ایسی بات نہ ہوتی تو کیا میں نے فرعون اماسس کو یہ بات بتائی ہوتی جو شاہی خاندان سے تعلق رکھنے والی ایک لڑکی کی تلاش میں تھا تاکہ اسے بادشاہ نائیڈرس کی شادی میں بھیج سکے۔ پھر اگر ان دونوں کی شادی ہو چکی ہے تو یہ کیسے ممکن ہے کہ میں اس کی ماں اس جگہ موجود نہیں تھی جہاں اس نے اسے اپنی بیوی بنایا تھا"۔

قالکو کی ان باتوں کا ترجمہ بلشیزر کو سنایا گیا تو وہ کہنے لگا

"معزز خاتون! اتنا ہی کافی ہے۔ میں تمہارا شکریہ ادا کرتا ہوں کیونکہ تمہاری وجہ سے چند ایسی جھوٹی باتوں پر سے، جو میرے لئے پریشانی کا باعث بنی ہوئی تھیں، پردہ اٹھ گیا ہے"۔ اس نے مائرہ کو بھوکی نگاہوں سے دیکھا" اب میں اس غلطی کا ازالہ، جو میرے باپ نے کی تھی، تمہارے بیٹے کی بیٹی کو اپنی بیوی بنا کر کروں گا تاکہ اس کے ساتھ غلطی سے جو ناانصافی ہوئی ہے، اس کا داغ صاف ہو جائے۔ اب تم جا سکتی ہو خاتون قالکو! ہماری ملاقات اب پھر دعوت کے وقت ہوگی۔ جہاں میں اپنی شادی کا اعلان کروں گا۔ تمہیں تمہارے کمرے میں میری طرف سے چند تحفے ملیں گے جو تمہاری حیثیت کے مطابق نہ ہوں پھر بھی میں امید کرتا ہوں کہ تم دعوت میں اپنے حسن کی چمک دکھانے ضرور آجاؤ گی۔ اس کے علاوہ وہاں تمہیں وہ اعزاز دیا جائے گا جسے ہم بڑا سمجھتے ہیں"۔ یہ کہنے کے ساتھ ہی بلشیزر اٹھ کر قالکو کی تعظیم میں جھکا۔ جواباً وہ بھی اس کے سامنے جھک گئی اور پھر شکریہ ادا کرتی ہوئی خوشی خوشی خادماؤں کے ساتھ واپس چلی گئی۔ خوشی میں وہ اپنے بیٹے

کی طرف دیکھنا بھی بھول گئی تھی جسے اس نے الفاظ کے ذریعے موت کے دہانے پر لا کھڑا کر دیا
تھا اور اپنی بے وقوفی سے شاید وہ اس کا اندازہ نہیں لگا سکی تھی۔

اس کے رخصت ہو جانے کے بعد بلیشفر نے وہاں موجود اشخاص کو بھی چلے جانے کا
حکم دیا اور اس جگہ صرف ایک کاتب، ایک کپتان، چار سپاہی، تین موٹے تگڑے غلام، چند
نقاب پوش عورتیں، جو ماترہ کی نگرانی کر رہی تھیں، اور رعوس، جو مجسمہ بنا اپنی جگہ پر کھڑا تھا، رہ
گئے۔

بلیشفر اپنی اونچی کرسی سے اتر کر رعوس کے قریب آ گیا اور اسے انتہائی نفرت سے دیکھتے
ہوئے نرم آواز میں بولا

"تم نے سن لیا... اب کیا کہتے ہو دوغلے کتے! جس کی ماں ایک یونانی فاحشہ ہے۔ تم
بابل میں ایک خطرناک کام انجام دینے آئے تھے۔ تمہارے بولنے سے پہلے میں تمہیں بتا دینا چاہتا
ہوں کہ مجھے ان تمام باتوں کا علم پہلے سے ہی تھا اس لئے تمہاری نگرانی ہو رہی تھی اس وقت
بھی جب میں یہاں موجود نہیں تھا تم نے نائیڈس کو شیشے میں اتارا اور اس سے ایک حکم نامہ حاصل
کر کے ماترہ کے ساتھ بابل سے فرار ہو جانا چاہا۔ لیکن میرے آدمیوں نے ایسا نہیں ہونے دیا انھوں
نے ماترہ کو پھاٹک کے پاس گرفتار کر لیا۔ لیکن جادوگر بلیس کے لائے ہوئے طوفان کی وجہ سے
تم اور بلیس میرے ایک آفیسر کو قتل کر کے وہاں سے غائب ہو گئے پھر تم نے اس عبرانی پیغمبر کے
مکان میں پناہ لی۔ کیونکہ تم جانتے تھے اس کے مکان کو مقدس سمجھا جاتا ہے اور بزدل بابلیوں کا
خیال ہے کہ دوسری دنیا کی روحیں اس کی نگرانی کر رہی ہیں۔ ممکن ہے اس جگہ تم ہمیشہ محفوظ رہتے اگر
تم نے اس شخص کے ذریعے، جس کی لاش تم دیکھ چکے ہو، ماترہ کا خط حاصل کرنے کی کوشش
نہ کی ہوتی۔ تمہارے پیغام کے جواب اس نے ایک خط تحریر کیا تھا جو پکڑا گیا اور نقل کرنے کے بعد
تمہارے ہی آدمی کے ذریعے تم تک پہنچا دیا گیا۔ آج پھر ایک خط لکھ کر تم تک اس لئے پہنچایا گیا تھا
کہ گیدڑ کو اس کے بھٹ سے باہر نکالا جا سکے۔ تم باہر آ گئے اور تمہاری ملاقات ایک عورت سے

ہوئی کیونکہ اس کام کے لئے سپاہیوں کو بھیجنا خطرناک تھا جبکہ اس وقت پورے شہر میں سازشوں کا جال پھیلا ہوا ہے اس عورت آدنا کو یہ معلوم نہیں تھا کہ اسے کیوں بھیجا گیا ہے۔ اس نے یہی سوچا تھا کہ یہ کوئی محبت کا معاملہ ہے جس کے ذریعے وہ کچھ سونا حاصل کر سکے گی۔ اب تم اپنی ہی غلطی سے میرے ہاتھوں میں آ گئے ہو۔ اب اس جگہ تمہارا عبرانی پیغمبر اپنی اس شیطانی قوت سے جس کی وہ عبادت کرتا ہے، تمہاری حفاظت نہیں کر سکے گا۔" وہ دانت پیسنے لگا" اب اس رنگیلی بڑھیا سے ہمیں صحیح باتیں معلوم ہو گئیں ہیں جو اسی کام کے لئے یہاں لائی گئی تھی اور اگر صحیح بھی نہ ہوں تو کون ایسا ہے جو ایک ماں کی باتوں پر اعتبار نہ کرے گا۔ یہ عورت، جسے تم اپنی بیوی ظاہر کرتے ہو تمہاری ماں کے کہنے کے مطابق تمہاری بیٹی ہے اس لئے تم زندہ رہنے کے قابل نہیں ہو میرے خیال میں مصر اور بابل کے لوگوں کے علاوہ خود فرعون اماسس بھی اسے پسند کرے گا۔ میں تمہارے لئے موت کی سزا تجویز کرتا ہوں۔ کیونکہ تم نے دوسرے جرموں کے علاوہ سب سے بڑا جرم یہ کیا ہے کہ اس وقت مصر اور بابل کے درمیان جھگڑا پیدا کرنے کی کوشش کی ہے جب بابل کو مصر کی مدد کی سخت ضرورت ہے... سنا تم نے... میں نے تمہارے لئے موت کی سزا تجویز کی ہے"۔

"ہاں سن لیا کہ میرے لئے موت کی سزا تجویز کی گئی ہے اسی طرح دوسرے آدمیوں کو یہاں تک بادشاہوں کو بھی سننا پڑتا ہے" رعوس نے زبان کھولی" لیکن مرنے سے پہلے یہ بتا دینا چاہتا ہوں جیسا کہ خود عالیجاہ بھی جانتے ہوں گے کہ یہ سب باتیں جھوٹی ہیں۔ میری ماں نے جو کچھ بتایا ہے وہ سب غلط ہے اور یہ عورت میری بیوی ہے بیٹی نہیں"۔

"غلیظ کُتے!" بلیتیشزر غرایا اور اس کے ساتھ ہی مٹھی کس کر اس نے رعوس کے جبڑے پر قیامت ڈھائی" تم اپنی ماں کو بھی جھوٹا کہتے ہو۔ تم یہ سوچ رہے ہو کہ تمہاری موت تکلیف دہ نہیں ہو گی لیکن ایسا نہیں ہے تم دھیرے دھیرے اس انسان کی طرح مرو گے جو اپنی ماں کو جھوٹا کہنے اور اپنی بیٹی کو بیوی بتلانے کے جرم میں ہمارے قدیم قانون کے ذریعہ دی جانے والی سزا سے مرتا ہے۔ اس کے علاوہ ابھی تم سے تمہارے دوست بلیکس کے بارے میں دریافت کرنا ہے جس کے

بارے میں مجھے معلوم ہوا ہے کہ وہ شاہِ فارس کے پاس میرے خلاف سازش کرنے گیا ہے۔ سپاہیو!

اسے اذیت خانے میں لے جاؤ۔"

اسی وقت مائرہ دوڑ کر رعوس سے لپٹ گئی

"اسے ہٹاؤ"۔ بلیشفر چیخا اور اس کے حکم کی فوراً تعمیل کی گئی لیکن رعوس سے الگ ہوتے

وقت مائرہ نے تیزی سے کوئی چیز اس کے ہاتھ میں دے دی جسے اس نے زہر سمجھتے ہوئے اپنی

عبا میں چھپا لیا۔

"الوداع میری پیاری بیوی مائرہ!" اس نے کہا "ہم جلد ہی عظیم خداوند خدا کی انصاف

کی کرسی کے سامنے حاضر ہو کر ملیں گے جہاں یہ بادشاہ بھی ہو گا"۔

پھر سپاہی اسے دھکیلتے ہوئے دروازے کی طرف لے کر چلے ہی تھے کہ وہ کپتان واپس آگیا جو پہلے

ہی حکم دینے کے لئے چلا گیا تھا۔ اس نے کہا

"عالی جاہ! آپ کے حکم کی تعمیل اس وقت ناممکن ہے"۔

"کیوں؟" بلیشفر غرایا

"عالی جاہ! چاروں اذیت دینے والے غلام مر چکے ہیں جن کے ہاتھوں ادبل کی موت ہوئی

تھی اور جنہیں آپ نے اس سلسلے میں سزا دینے کے لئے کہا تھا۔ میرا خیال ہے ان چاروں نے ایتھوپین

کی طرح اپنی زبان نگل کر اپنی جانیں دے دی ہیں"۔

"دوسروں کو فوراً طلب کیا جائے"

جواب میں اس بار کاتب نے کہا

"عالی جاہ! اس میں کافی وقت صرف ہو جائے گا کیونکہ شاہی حکم کے مطابق اس طرح کے

آدمی یہاں سے بہت دور رکھے جاتے ہیں اور اب قریب قریب دعوت کا وقت ہو چکا ہے میرے

خیال میں تو یہی بہتر رہے گا کہ اس کی گردن کاٹ کر معاملے کو یہیں ختم کر دیا جائے"۔

"نہیں"۔ بلیشفر بولا "میں اس کی چیخوں کے درمیان اس کی بیٹی کو اپنی باہوں میں بھر

لوں گا۔ اسے دعوت میں محافظوں کے درمیان لے آنا اور میری نظروں کے سامنے رکھنا تاکہ میں اسے دیکھتا رہوں۔ ممکن ہے یہ بھی ساحر ہو اور میکس کی طرح غائب ہو جائے۔ دعوت ختم ہو جانے کے بعد اسے پھر یہاں لے آنا میں اپنی نئی بیوی کے ساتھ اس سے گفتگو کروں گا۔ ان اذیت دینے والوں کو جو اپنے کام میں ماہر ہوں، اطلاع دے دو کہ وہ اپنے سامان کے ساتھ موجود رہیں"۔



فرشتۂ انتقام

شاہِ بابل بلشیزر نے بابل کے تخت پر بیٹھنے کی خوشی میں اعلےٰ پیمانے پر دعوت کا انتظام کیا تھا اس میں شرکت کے لئے پہلے ہی حکومت کے تمام اعلےٰ افسروں، بابل کے امراء اور شاہی خاندان سے تعلق رکھنے والوں کو شاہی فرمان جاری کر دیا گیا تھا جس کے جواب میں شمال جنوب اور مشرق مغرب سے لوگ بابل میں آ کر جمع ہو گئے تھے تاکہ جشنِ تاج پوشی میں حصہ لے سکیں۔

محل کا عظیم الشان ہال قیمتی اور بھڑکیلے پوشاک والوں سے بھرا ہوا تھا وہ وہاں رکھی گئیں بے شمار میزوں کے گرد بیٹھے ہوئے تھے۔ ہال کا درمیانی حصہ کھلا تھا جس میں سے آسمان صاف دکھائی دے رہا تھا جبکہ اس کھلے حصے کے چاروں طرف ستون ایستادہ تھے اور ان ستونوں سے ہال کی دیوار تک برآمدے نما چھت بنی ہوئی تھی چونکہ بارشوں کا موسم نہ تھا اس لئے چھت کی کوئی ضرورت نہیں تھی۔

بادشاہ کے بیٹھنے کے لئے اونچی جگہ پر میز لگائی گئی تھی اور اس کے عقب میں ذرا سے فاصلے پر اس بڑے ہال کی سفید دیوار تھی۔ تخت کے پیچھے اور ارد گرد بادشاہ کے مشیر اور ان کی بیویاں جواہرات سے مزین ملبوسات پہنے بیٹھی تھیں۔ انہی عورتوں میں ایک طرف مائرہ بیٹھی تھی۔ جس کا چہرہ زرد تھا اور اسے دلہن کا لباس پہنایا گیا تھا۔ دوسری سمت میں قائلو مصر کا شاہی

قشان اپنے سر پر پہنے بیٹھی تھی۔ اس کے جسم پر دوسرے جواہرات کے علاوہ وہ زیور بھی گلے میں لٹک رہا تھا جو بلیشفر نے اسے شاہی تحفے کے طور پر دیا تھا۔ اس میز کے نیچے ایک دوسری میز تھی جس پر محل کے آفیسر بیٹھے ہوئے تھے۔ اسی میز پر رعوس کو بیٹھنے کی جگہ دی گئی تاکہ اوپر ہونے کی وجہ سے بادشاہ کی نظر اس پر برابر پڑتی رہے۔ جیسا کہ اس نے حکم دیا تھا اس کے عقب میں مسلح محافظ اور دائیں بائیں محل کے خاص غلام خنجر بکف کھڑے تھے۔

جب تمام لوگ آگئے تو بگل بجا۔ نقیب نے خاموش رہنے کی صدا لگائی اور بادشاہ نے ہال میں قدم رکھا۔ سب لوگ کھڑے ہو گئے اور بادشاہ کی تعظیم میں منہ کے بل گر گئے۔ بادشاہ نے اپنے عصا کو حرکت دی تمام لوگ پھر اٹھ کر اپنی جگہوں پر بیٹھ گئے اور پھر دعوت شروع ہوئی۔

رعوس اس طرح سب کچھ دیکھ رہا تھا جس طرح کوئی خواب دیکھتا ہے۔ اس کے سامنے جو بہترین کھانے رکھے گئے تھے انھیں اس نے ہاتھ بھی نہیں لگایا۔ اس پر ایک محافظ غلام نے وحشیانہ انداز میں اسے کھانے پر مجبور کیا اور کہا

"عقلمندی اسی میں ہے کہ کھاؤ پیو اور خوش رہو"۔ پھر اس غلام نے رعوس کو یہ بتانا شروع کر دیا کہ اس کی موت کس قدر اذیت ناک ہو گی!

سرخ شراب کے جام گردش کرنے لگے اور آوازوں میں اضافہ ہوتا گیا جن سے رعوس نے اندازہ لگایا کہ ہال میں وہ مخالف گروہ موجود ہیں جو آپس میں ایک دوسرے سے نفرت کرتے ہیں کیونکہ یہاں وہاں کبھی ایکایک جھگڑا شروع ہو جاتا۔ یہاں تک کہ گھونسے بازی کا بھی مظاہرہ کیا جاتا۔

آخر بلیشفر اپنی جگہ سے اٹھا اور گونجیلی آواز میں کہنے لگا

"بابل کے لوگو! میں تمہیں ایک خوشخبری سنانا چاہتا ہوں۔ مصر اور بابل کے درمیان جاسوسوں اور تخریب کاروں کی وجہ سے جو اختلاف پیدا ہو گیا تھا اب وہ ختم ہو گیا ہے"۔ یہاں پر اس نے رعوس کو گھور کر دیکھا "فرعون ہمارا دوست بن گیا ہے اور وہ اپنی فوجوں سے فارسی کتوں کے خلاف جنگ کرنے میں ہماری مدد کرے گا۔ اس معاہدے پر دوستی کی مہر لگانے کے لئے آج کی رات میں مصر کی ایک

شہزادی سے شادی کر رہا ہوں۔" اس نے مائرہ کی طرف اشارہ کیا جو کسی بُت کی طرح ساکت تھی۔

بلیشفر کی بات سن کر لوگ سر اٹھا اٹھا کر اسے دیکھنے لگے اور اس کے حُسن کی تعریف کرنے لگے۔

"میں اپنے قدیم خداؤں کی مدد سے بابل کو ایسا پر عظمت بناؤں گا جیسا کہ ابھی تک کسی نے اسے نہیں دیکھا ہے۔" بلیشفر کہتا گیا" اور ایک بار پھر یہ دنیا کی ملکہ کہلائے گا۔ بابل کے خداؤں جیسا کوئی خدا نہیں ہے جنہوں نے دوسرے لوگوں کے خداؤں کا خاتمہ کر دیا ہے۔ کچھ لوگ عبرانیوں کے یہودا کی باتیں کرتے ہیں۔ کہیں ہے یہودا" بلیشفر چیخا "ہم نے اس کے عبادت خانوں کو مٹی میں ملا دیا ہے اور اس کے کاہنوں کو خاک اور خون میں ملا دیا ہے اور اس کے عبادت خانوں کے سامان کو لوٹ لیا ہے۔ چھوٹے یہودا کے عبادت خانے سے لوٹ کر لائے ہوئے سونے کے برتنوں کو لایا جائے تاکہ انھیں سب دیکھ سکیں۔"

اس پر کئی آدمی بے شمار پیالے، صراحیاں، قربانی دینے کے وقت کام آنے والا سامان اور دوسری چیزیں لے کر آگئے، جنہیں یروشلم کے عبادت خانے سے حاصل کیا گیا تھا۔ بابلیوں نے ان تمام چیزوں کو سجایا تھا اور ان میں سے ہر ایک میں کسی نہ کسی بابلی دیوتا کا مجسمہ رکھا ہوا تھا پھر ہاتھی دانت اور چمکدار لکڑیوں کے مجسمے جو مسکراتے ہوئے نظر آرہے تھے۔ تمام چیزیں بلیشفر کی میز پر رکھی گئیں اور نیم برہنہ عورتیں ان مقدس چیزوں کا مذاق اڑانے لگیں جبکہ بلیشفر ان پر اپنے شراب کے پیالے کو خالی کرتے ہوئے چیخا

"ارے او یہودا! یہ شراب کی بھینٹ قبول کر۔۔۔ اس کے بعد وہ تخت پر ہانپتے ہوئے بیٹھ کے اپنی خوفناک آنکھوں کو نچاتے ہوئے اس بات کا انتظار کرنے لگا کہ لوگ اس کی اس حرکت پر چیختے ہوئے مسرت کا اظہار کریں گے۔

لیکن کسی کے منہ سے کوئی آواز نہ نکلی۔ سارے لوگ بلیشفر کے عقب میں سفید دیوار کو پھٹی پھٹی آنکھوں سے دیکھ رہے جس پر ایک سایہ ابھر کر گہرا ہوتا دکھائی دے رہا تھا اور پھر آخر میں اس سائے نے ایک بہت ہی بڑے ہاتھ کی شکل اختیار کر لی جس کی انگلیوں میں آگ کا قلم دبا ہوا تھا۔ یہ

دیکھ کر لوگوں کے حلق تک سوکھ گئے۔

پھر اس ہاتھ نے اس سفید دیوار پر لکھنا شروع کر دیا۔ دھیرے دھیرے اس دہشت ناک ہاتھ نے آگ کے قلم سے عجیب حروف دیوار پر تحریر کرنا شروع کر دیئے۔ وہ حرف انسانی قد کے برابر تھے اور سُرخ انگاروں کی طرح دہک رہے تھے۔ یہ تحریر نجومیوں جیسے بڑے عالم کی بھی سمجھ سے باہر تھی۔

ان لوگوں کو یہ تحریر سب سے پہلے نظر آئی جو ہال کے نچلے حصّہ میں فاصلے پر بیٹھے ہوئے تھے۔ جبکہ بلیشفر اور اس کے آس پاس کے لوگوں کی نظر اس پر نہیں پڑ سکی کیوں کہ وہ دیوار ان کے عقب میں تھی پھر جب ان کی نظریں دیوار پر پڑیں تو وہ خوف سے بُت بن کر رہ گئے۔ پورے ہال میں سناٹا چھا گیا

"میرے مہمانوں کو کیا تکلیف ہے"؟ بلیشفر نے لوگوں کے زرد چہروں اور خوف سے پھیلی ہوئی آنکھیں دیکھ کر دریافت کیا۔ سناٹے میں اس کی آواز بہت ہی تیز سنائی دی تھی

اس کے جواب میں سارہ فوراً اپنی جگہ سے اٹھ کھڑی ہوئی۔ وہ وہاں موجود تمام عورتوں میں سے تنہا تھی جو اٹھ کر دیوار کی تحریر کو دیکھ رہی تھی۔ اس نے چلا کر بلیشفر سے کہا

"او بادشاہ دیکھ"! اس نے دیوار کی طرف اشارہ کیا

بلیشفر نے اٹھ کر گھومتے ہوئے اس بڑے سیاہ ہاتھ کو دھیرے دھیرے سفید دیوار پر آگ کے حروف تحریر کرتے ہوئے دیکھا تو گھبرا گیا اور خوف زدہ آواز میں چلایا

"یہ کیا جادوگری ہو رہی ہے۔ سب ساحر اور نجومی میرے پاس آئیں اور مجھے اس کا مطلب بتائیں۔ جو کوئی بھی مجھے اس تحریر کا مطلب بتائے گا میں اسے مالا مال کر دوں گا اور اسے بابل کا حکمران بنا دوں گا"۔[1]

---

[1] بائبل کے الفاظ یوں ہیں کہ "بادشاہ نے بابل کے حکیموں سے کہا جو کوئی اس نوشتہ کو پڑھے گا اور اس کا مطلب مجھ سے بیان کرے ارغوانی خلعت پائے گا اور اس کی گردن میں زرّین طوق پہنایا جائے گا اور وہ مملکت میں تیسرے درجے کا حکمران ہو گا" (کتاب "دانی ایل" پانچواں باب آیت ۷) ابن اسماعیل

بیلشضر کی چیخ سن کر نجومی اور ساحر اپنی جگہوں سے اٹھ کر بیلشضر کے قریب گئے۔ انھوں نے اس آگ کی تحریر کو پڑھنے کی کوشش کی مگر ناکام رہے کیونکہ وہ قدیم کالدین الفاظ تھے۔

تب بیلشضر کی بوڑھی ماں آئی اور کہنے لگی

"اے بادشاہ ابد تک جیتا رہ۔ تیرے خیالات تجھ کو پریشان نہ کریں اور تیرا چہرہ متغیر نہ ہو تیری مملکت ایک شخص ہے جس میں قدوس الہٰوں کی روح ہے..... اس میں ایک فاضل روح اور دانش اور عقل اور خوابوں کی تعبیر اور عقدہ کشائی اور حل المشکلات کی قوت ہے۔ اسی دانی ایل میں جس کا نام بادشاہ نے بیلطشضر رکھا تھا۔ پس دانی ایل کو بلوا۔ وہ مطلب بتائے گا"[1]

"دانی ایل۔ دانی ایل"! بیلشضر خوف سے چیخا "دانی ایل کو فوراً حاضر کرو"۔

کچھ ہی دیر بعد لمبے قد کا دبلا پتلا پُراسرار دانی ایل نمودار ہوا اور جیسے ہوا میں چلتے ہوئے بیلشضر کے قریب پہنچا۔ بیلشضر نے وہ کپڑا اٹھایا جس میں اس نے اپنا چہرہ چھپالیا تھا۔ اس نے دھیمے دھیمے دانی ایل سے کچھ کہنا شروع کیا شاید وہ اسے انعام دینے کا وعدہ کر رہا تھا۔ آخر دانی ایل آگے بڑھا اور دہکتی تحریر کو دیکھنے لگا۔ اب وہ سیاہ ہاتھ جس نے آگ کا قلم پکڑا تھا، غائب ہو چکا تھا۔ تحریر دیکھ کر دانی ایل کے پتلے ہونٹوں پر خون منجمد کر دینے والی لرزہ خیز مسکراہٹ پھیل گئی پھر وہ اپنی پراسرار آواز میں بیلشضر سے بولا

"بادشاہ بیلشضر! یہ موت کی تحریر ہے تمہارے نام۔ تُو نے عظیم خدا کا مذاق اڑایا ہے اور اس کے گھر کے متبرک اور مقدس برتنوں کی بے عزتی کی ہے تُو نے چاندی اور سونے اور پیتل اور لوہے اور لکڑی اور پتھر کے بتوں کی حمد کی جو نہ دیکھتے اور نہ سنتے اور نہ کچھ جانتے ہیں اور تُو نے خدائے واحد کی تمجید نہ کی جس کے ہاتھ میں تیرا دم ہے اور جس کے قابو میں تیری تمام راہیں ہیں۔ پس اس کی طرف سے ہاتھ کا وہ حصہ بھیجا گیا اور یہ نوشتہ لکھا گیا اور وہ نوشتہ یہ ہے "منے منے تقیل وفرسین"[2]

---

[1] [2] ان دونوں جگہوں پر میں نے بائبل کی کتاب "دانی ایل" سے استفادہ کیا ہے ہیگڈ کی تحریر سے بائبل کی تحریر زیادہ پُراثر اور صحیح ہے۔ (ابن اسماعیل)

اس کے معنی ہیں "بنے" یعنی خدا تعالیٰ نے تیری مملکت کا حساب کیا اور اسے تمام کر ڈالا۔ تقیل "یعنی تُو ترازو میں تولا گیا اور کم نکلا۔ فرسین "یعنی تیری مملکت منقسم ہوئی اور فارسیوں کو دی گئی"۔[1]

اب بلیشضر نے دانی ایل سے التجا کرنی شروع کی کہ وہ اسے اس تباہی سے بچائے وہ بدلے میں اسے بے شمار دولت دے گا۔ لیکن خدا کے پیغمبر دانی ایل نے اس کی باتوں پر کوئی توجہ نہ دی اور ہال سے گزرتے ہوئے دائیں بائیں دیکھے بغیر چلا گیا۔

وہ خاموشی سے چلا گیا اور سبھی خاموشی سے اسے جاتے ہوئے دیکھتے رہے پھر یکایک وہاں اس طرح کا شور اٹھا جیسے کسی نے اس کا حکم دے دیا ہو۔ وہاں موجود تمام لوگ خوف و دہشت سے پاگل ہو اٹھے۔ عورتیں چیخنے لگیں۔ مرد بڑبڑانے لگے اور بلیشضر اپنا سر میز پر رکھ کر ادھر ادھر اس طرح گھمانے لگا کہ اس کے سر پر رکھا تاج نیچے گر گیا۔ ایک عورت لڑکھڑا کر گرتے ہوئے ایک مشعل کا سہارا لینے کے لیے جھکی اس سے اس کی عبا میں آگ لگ گئی اور وہ چیختی چنگھاڑتی ادھر ادھر بھاگنے لگی۔ لوگوں نے اپنی عباؤں میں پوشیدہ تلواریں نکالیں اور انھیں مشعلوں پر مار مار کر جلتی مشعلیں بجھانے لگے۔ اسی وقت دیوار پر کی تحریر اس طرح دھیرے دھیرے مدھم ہو کر غائب ہو گئی جیسے اب اس کا کام ختم ہو گیا ہو۔ تمام مشعلیں بجھا دی گئیں۔ اب اس عظیم ہال میں چاند کی روشنی تھی جو کھلی چھت سے آ رہی تھی۔

پھر کوئی چیخا

"بلیشضر مردہ باد! بلیشضر کو ختم کر دو! جو ہم پر مصیبتیں لا رہا ہے۔ دروازے بند کر دو... اور محافظوں کو قتل کر دو"...

رعوس نے یہ سُنا تو فوراً جان گیا کہ اس جگہ بغاوت کرنے والے موجود ہیں۔ بادشاہ کے

---

[1] بائبل کا بیان ہے "اُسی رات کو بلیشضر کسدیوں کا بادشاہ قتل ہوا اور دارا مادی نے باسٹھ برس کی عمر میں اس کی سلطنت حاصل کی"۔ ہیروڈوٹس نے بابل فتح کرنے والے بادشاہ کا نام سکندر ایرانی بتایا ہے جو غلط ہے۔ پروفیسر جارج ایبر نے "AN EGYPTIAN PRINCESS" میں (باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر)

طرف داروں اور مخالفوں کے درمیان تلوار چلنے لگی اور لاشیں گرنے لگیں۔ ہر طرف سے چیخیں بلند ہونے لگیں۔ بلتیغر یہ دیکھ کر اپنے محل کے افسروں اور عورتوں کے ساتھ دروازے کی طرف بھاگا۔ بھاگنے والوں میں چند لوگ دھکے کھا کر گرے اور دوسروں کے پیروں تلے روند گئے۔ ان میں رعوس کی ماں قائلو بھی تھی۔ اس نے چیخ کر رعوس کو پکارا۔ رعوس تمام پچھلی باتوں کو فراموش کر کے اس کی طرف لپکا اس کے راستے میں کوئی نہیں آیا کیونکہ غلام اور محافظ اپنی جانیں بچانے کے لئے اسے چھوڑ کر بھاگ گئے تھے۔ رعوس نے کسی افسر کے ہاتھ سے گری ہوئی جواہرات سے مرصع ایک تلوار فرش سے اٹھائی اور اس طرف لپکا جہاں اس نے قائلو کو گرتے دیکھا تھا۔ وہ اس کے قریب پہنچا تو دیکھا کہ قائلو کا چہرہ لوگوں کے پیروں تلے کچل جانے سے بگڑ چکا تھا اور اس کا سارا لباس خون سے تر بتر ہو گیا تھا۔ پھر رعوس کی نظر اس کی گردن پر پڑی جہاں ایک لمبی تلوار اس میں ترازو ہو گئی تھی۔ رعوس نے اپنی مردہ ماں کو وہیں پر چھوڑا اور ماثرہ کی تلاش میں اِدھر اُدھر دیکھا۔ وہ اسے چاند کی زرد روشنی میں اسی جگہ نظر آئی جہاں وہ پہلے بیٹھی تھی وہ مُردے کی طرح بے حس و حرکت بیٹھی تھی۔ رعوس فرش پر پڑی لاشوں کو پھلانگتا ہوا اس کی طرف دوڑا۔ اس نے رعوس کو دیکھا تو جیسے مُردے میں جان پڑ گئی اس سے لپٹتی ہوئی وہ بولی

"میں تمہارا ہی انتظار کر رہی تھی۔ چلو اس جہنم سے نکل چلیں۔"

"لیکن کہاں؟ تمام دروازے بند ہیں" ۔ رعوس بولا

"میرے ساتھ آؤ" ماثرہ نے اس کا ہاتھ پکڑتے ہوئے کہا

ایک آدمی رعوس کے سامنے آیا۔ یہ وہی غلام تھا جو اس کے پاس دعوت میں کھڑا تھا اور جس نے اسے بتایا تھا کہ اس کی موت کس قدر اذیت ناک ہو گی۔ وہ ماثرہ کو پکڑنے کی کوشش کرتے ہوئے چیخا

"یہ بادشاہ کی ہے"! اس افراتفری میں بھی وہ بے چارہ اپنے اس فرض کے علاوہ کچھ اور نہ

(باقی حاشیہ) دارا کے بابل پر حملے کا ذکر قدرے تفصیل کے ساتھ کیا ہے یہ وہی دار یادش بسر گشتاسپ ہے جو تاریخ میں دارائے اعظم کے نام سے مشہور ہے۔ ابن اسماعیل

سوچ سکا کہ اسے بادشاہ کی عورت کی حفاظت کرنا ہے جس کا بُرا نتیجہ یہ نکلا کہ رعوس کی تلوار اس کے دل کو چیرتی ہوئی پشت سے نکل گئی اور وہ چیختا ہوا زمین پر ڈھیر ہو گیا۔

مائرہ کا ہاتھ پکڑ کے رعوس دیوار کے سہارے چلتا ہوا ایک دروازے کے پاس پہنچا جہاں سے ملازم کھانے چیزیں لے کر آئے تھے۔ مائرہ محل میں رہنے کی وجہ سے اس بات سے واقف تھی اس نے اندر کی طرف جھانکا۔ وہاں کوئی نہیں تھا۔ جبکہ رعوس نے گھوم کر ہال کی طرف دیکھا جہاں لوگ ایک دوسرے کی گردنیں اڑا رہے تھے اور باقی چور اپنے کام میں مصروف تھے کیونکہ وہاں بے شمار قیمتی اشیاء پڑی تھیں۔ ان میں سے چند اپنی جانیں بچانے کے لئے ایک دروازے سے دوسرے دروازے کی طرف بھاگ رہے تھے جو ان باغیوں کے حکم کے مطابق بند کر دیئے گئے تھے جو شاید دارا مادی کے تنخواہ دار تھے۔

یہ انجام تھا بادشاہ بیلشضر کی جشن تاجپوشی کا جس کی بابل میں کافی شہرت تھی۔

رعوس اور مائرہ ایک لمبے راستے کو طے کرتے ہوئے اس صحن میں پہنچے جہاں برتن صاف کئے جاتے تھے۔ اس کے آگے باورچی خانہ اور باورچیوں کے کمرے تھے۔ صحن کو پار کرتے ہوئے وہ دونوں ایک دوسرے دالان میں پہنچے جہاں کے بارے میں مائرہ کو کوئی علم نہ تھا کہ یہ محل کا کونسا حصہ ہے کیونکہ یہ محل کسی چھوٹی شہر سے بھی لمبائی چوڑائی میں بڑا تھا۔ اس جگہ ستونوں کے پاس کچھ مرد اور عورتیں باتیں کر رہے تھے شاید ابھی ان کو ہال میں ہوئی گڑبڑ کا علم نہیں ہو سکا تھا۔ ان کی چال ڈھال سے لگتا تھا کہ وہ ناچنے والیاں اور کھیل دکھانے والے ہیں۔

وہ ان کی نظروں سے خود کو ستونوں کے عقب میں چھپاتے ہوئے آگے بڑھنے کوشش کر رہے تھے کہ وہاں خبر پہنچ گئی۔ مردوں نے تیزی سے اپنی معشوقاؤں کو پیچھے دھکیلا اور اپنی تلواریں نکال کر مشتبہ نگاہوں سے چاروں طرف دیکھنے لگے۔ پھر ان کی نظر رعوس اور مائرہ پر پڑی۔ ان کو اپنی طرف متوجہ ہوتے دیکھ کر وہ دونوں کھسک کر اندھیرے مقام پر کھڑے ہو گئے اور وہ مرد ان کو جاسوس سمجھ کر چیختے ہوئے انھیں تلاش کرنے لگے۔

اسی دوران رعوس کے قریب ایک عورت آئی اور جھک کر اس کے چہرے کو دیکھنے لگی

پھر بولی

"میرا اندازہ ٹھیک ہی تھا۔ دوست! اگر تم اپنی اور اپنی حسین بیوی کی جان بچانا چاہتے

ہو تو میرے پیچھے آؤ۔ بھیڑیئے تمہاری تلاش میں ہیں"۔

"کون ہو تم؟" رعوس نے مشکوک لہجے میں پوچھا

"مرد ان آوازوں کو کس قدر جلد بھول جاتے ہیں جنہیں سُنے ہوئے انھیں ایک دن بھی نہیں

گزرا ہوتا" عورت ہنستے ہوئے بولی

"اوہ آدنا"۔ رعوس کے منہ سے بے اختیار نکلا۔ پھر وہ مائرہ کا ہاتھ پکڑ کر آدنا کے پیچھے چلنے

کے لئے تیار ہو گیا۔ وہ اس عورت پر بھروسہ کر سکتا تھا

"ہاں میں آدنا۔ چلے آؤ"۔

ان دونوں کو لے کر آدنا کئی مقاموں سے گزری اور ان کے عقب میں چیخنے چلانے والوں

کی آوازیں دُور ہوتی گئیں۔

"یہ عورت کون ہے؟" چلتے چلتے مائرہ نے آہستہ سے رعوس سے پوچھا "اور یہ ہمیں کہاں

لے جا رہی ہے؟"

"اس کا نام آدنا ہے"۔ رعوس نے جواباً کہا "اس پر اعتبار کیا جا سکتا ہے۔ سوال و جواب کے

لئے ٹھہرنے کا وقت نہیں۔ ہمارے لئے ایک ایک لمحہ قیمتی ہے اور یہ عورت ہماری آخری امید ہے"۔

"بہت ہی کمزور امید"! مائرہ بڑبڑائی

آخر وہ ایک دروازے کے قریب پہنچے جسے آدنا نے اس چابی سے کھولا جو اس کے ہاتھ میں

تھی۔

"سنو دوست"! وہ رعوس سے کہنے لگی "یہ دروازہ اچھے نام سے یاد نہیں کیا جاتا پھر بھی یہ

تمہارے کام آسکتا ہے کیونکہ یہ محل کی دیوار کے اندر ہوتا ہوا اس شاہراہ پر جا کر نکلتا ہے جسے بڑی

شاہراہ کہتے ہیں۔ اب سیڑھیاں اتر جاؤ۔ ان کی تعداد بارہ ہے۔ اس کے بعد داہنے سمت جانے والے راستے پر گھوم جانا۔ مجھے امید ہے اس وقت وہاں محافظ موجود نہ ہوں گے۔ اس طرح تم کسی کی نظر میں آئے بغیر یہاں سے نکل سکو گے۔ الوداع دوست! میں نے تمہیں اس بوسے کی قیمت ادا کر دی ہے جو تم نے مجھے دیا تھا۔"

وہ دونوں یعنی رعوس اور مائرہ دروازے کو پار کر گئے تو ان کے عقب میں دروازہ بند ہو گیا۔ زینے کو طے کرتے ہوئے وہ نیچے پہنچ گئے اور ایک پتلے راستے پر چلنے لگے جس کے آخر میں ایک دروازہ تھا۔ آدنا کے کہنے کے مطابق اس جگہ کوئی موجود نہ تھا۔ وہ دروازہ کھول کر باہر سڑک پر پہنچ گئے جہاں لوگ چل پھر رہے تھے۔

"ہم کہاں جائیں گے؟" مائرہ نے پوچھا

"اس جہنمی محل کے علاوہ کہیں بھی۔" رعوس نے کہا۔ اس کی نظر میں صرف ایک جگہ تھی۔ پیغمبر دانی ایل کا مہمانوں والا مکان تھا۔ وہ مائرہ کو سڑکوں پر گھماتا ہوا آخر اس مقام پر پہنچ گیا جہاں دانی ایل کا مکان اور کھنڈر پھیلا ہوا تھا۔ مائرہ کی ہمت بندھانے کے لئے رعوس نے مکان کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا

"ہم اس مکان میں رہیں گے!"

"وہاں تک پہنچنے میں جلدی کرو رعوس! ہمارا پیچھا ہو رہا ہے۔"

رعوس نے مڑ کر دیکھا۔ مائرہ نے سچ ہی کہا تھا۔ دو آدمی تیزی سے ان کی طرف آ رہے تھے۔

"جتنی تیز دوڑ سکتی ہو دوڑنا شروع کرو۔" رعوس بولا اور وہ دونوں دوڑنے لگے

وہ کھنڈر میں بنے ہوئے راستے پر تیز رفتاری سے دوڑ رہے تھے۔ اب وہ دو آدمی جو ان کا تعاقب کر رہے تھے، ان سے بیس قدم کے فاصلے پر تھے۔ چاند شہر پناہ کے پیچھے چھپ رہا تھا اور دھیرے دھیرے اندھیرا بڑھ رہا تھا اسی اندھیرے میں وہ دونوں آدمی دھوکا کھا گئے اور داہنی طرف کو مڑ گئے جبکہ رعوس اور مائرہ نے بائیں جانب کا راستہ اختیار کیا تھا۔ رعوس، مائرہ کو قریب قریب

گھسیٹتا ہوا آخر خفیہ دروازے کے پاس پہنچ گیا۔ لیکن بدقسمتی سے دروازہ بند تھا اور اس کی چابی رعوس کے پاس نہ تھی۔ رات کے وقت وہ ملازموں کو بھی آواز دے کر نہیں بلا سکتا تھا جو اس جگہ سے بہت دُور سوتے تھے۔ اس کے علاوہ اگر وہ ملازموں کو پکارتا یا دروازہ کھٹکھٹاتا تو تعاقب کرنے والے ان دونوں کو جالیتے۔

رعوس نے مائرہ کی طرف دیکھا جس کی سانس پھولی ہوئی تھی۔ وہ ہانپتی ہوئی پوچھ بیٹھی

"اب کیا ہوگا؟"

"صرف یہ کہ اگر تمہارے پاس زہر ہے تو نکال لو کیونکہ میرا خیال ہے تم دوبارہ اُس جہنمی محل میں دوبارہ جانا پسند نہ کرو گی جہاں بلیتنفر تمہارا منتظر ہوگا۔"

"کبھی نہیں رعوس"! کہہ کر مائرہ نے اپنی عبا میں کچھ تلاش کرنا چاہا۔ رعوس نے بھی اس شے کو نکال کر ہاتھ میں لے لیا جو مائرہ نے اسے اس وقت دی تھی جب وہ بلیتنفر کے سامنے تھا تاکہ اسے اس وقت استعمال کر سکے جب تلوار اس کا ساتھ چھوڑ دے۔

ٹھیک اسی وقت جبکہ ان کی تمام امیدوں نے ان کا ساتھ چھوڑ دیا تھا، عظیم خدائے واحد نے، جس کی وہ عبادت کرتے تھے، ان کی مدد کی۔ یکایک دروازہ کھلا اور وہ اندر داخل ہو گئے اس کے ساتھ ہی دروازہ پھر بند ہو گیا۔

وہ دروازے سے لگ کر ہانپ رہے تھے کہ انھیں دروازے کے باہر ایک مردانہ آواز سنائی دی

"شاید وہ لوگ اس کے اندر گئے ہیں۔"

"نہیں" دوسری مردانہ آواز "میں نے انھیں دوسری طرف جاتے دیکھا ہے"۔

"پھر بھی" پہلی آواز "کیوں نہ ہم مدد حاصل کر کے اس دروازے کو توڑ کر اندر دیکھیں"۔

"ہمارے پاس اسے توڑنے کا اوزار نہیں ہے اور یہ دروازہ مضبوط اور مقفل معلوم ہوتا ہے"۔

دوسری آواز سنائی دی

"نہیں" پہلی آواز" اب میں محل واپس نہیں جانا چاہتا جہاں شرابی آپس میں لڑ رہے ہیں۔ بہت ممکن ہے وہاں کوئی تلوار میری گردن کاٹ دے۔ میں صبح تک انتظار کروں گا پھر اندرونی پھاٹک کے کپتان کو رپورٹ دوں گا جیسا کہ محل سے فرار ہونے والوں کے بارے میں قانون ہے۔ ہمیں جگہ کا علم ہو گیا ہے یہ کافی ہے۔ آؤ چلو یہاں سے کچھ دور ایک سرائے ہے جہاں دیر سے آنے والے گاہکوں کے ساتھ برا سلوک نہیں کیا جاتا اور وہاں شراب بھی اچھی ملتی ہے"۔

"جیسی تمہاری مرضی! ہم نے اپنی پوری کوششوں سے کام لیا تھا۔ لیکن ہمیں ہوشیار رہنا چاہیئے"۔ اس کے بعد وہ دونوں آدمی چلے گئے۔

دروازے کے اندر کھڑے رعموس اور مائرہ نے اطمینان کی سانس لی۔ پھر رعموس نے نوبل کی دیکھ کر حیرت سے پوچھا

"تم اس دروازے پر کیسے آئے؟"

"میرے مالک پیغمبر دانی ایل ابھی کچھ ہی دیر قبل واپس آئے ہیں۔ انھوں نے مجھے صبح تک اس دروازے کی نگرانی کا حکم دیا تھا اور کہا تھا کہ کسی آواز کو سنتے ہی فوراً دروازہ کھول کر دیکھوں کہ کون ہے۔ اگر آپ اور خاتون مائرہ ہوں تو اندر بلا کر فوراً ہی دروازہ بند کر دوں۔ میں نے انہی کے حکم کی تعمیل کی ہے۔ انھوں نے مجھے یہ نہیں بتایا کہ آپ لوگوں کے آنے کا علم انھیں کس طرح ہوا ہے؟ آیئے کمرے میں چلتے ہیں"۔ نوبل انھیں ایک کمرے میں لے آیا

وہاں پہنچ کر رعموس نے نوبل سے پوچھا

"پیغمبر کہاں ہیں؟ میں ان سے بات کرنا چاہتا ہوں"۔

"یہ ناممکن ہے کیونکہ انھوں نے کہا ہے کہ وہ بابل سے باہر جا رہے ہیں اور کل سے پہلے واپس نہیں آئیں گے۔ ان کے ساتھ چند اور آدمی بھی گئے ہیں۔ اب آپ اوپر کے کمرے میں چلیں... پیغمبر کے حکم کے مطابق کھانا تیار ہے اور ایک آدمی آپ سے وہاں ملنے کے لئے دیر سے بیٹھا ہے گھبرانے کی ضرورت نہیں وہ ایک بے ضرر عورت ہے"۔

مشعل کی روشنی میں اوپر چڑھ کر وہ کمرے میں داخل ہوئے۔ رعموس ننگی تلوار لئے آگے آگے تھا

اندر داخل ہو کر اس نے دیکھا کہ ایک عورت گدّے پر پڑی روتے ہوئے ہچکیاں لے رہی ہے۔ آہٹ

سن کر اس عورت نے سر اٹھایا تو رعموس نے اسے پہچان لیا۔ وہ مائرہ کی نرس مائی ٹپ تھی۔

مائرہ کو دیکھ کر وہ چیخی

"او میری بچی! میری جان! میں نے تجھے مردہ سمجھ لیا تھا۔ او مالک رعموس! مجھے معلوم ہوا تھا

کہ آپ کو اذیت خانے بھیجدیا گیا ہے اور آپ زندہ ہیں۔ اوہ ... وہ مقدس آدمی ضرور خدا ہے"۔

"کون مقدّس آدمی مائی ٹپ"؟ رعموس نے پوچھا

"وہی پُراسرار پیغمبر! میں اس وقت ہال کے عقبی حصّہ میں تھی جب تلوار چلنا شروع ہوئی

تھی اور میں وہاں سے گھبرا کر بھاگی تھی۔ پھر پیغمبر میرے سامنے آگئے تھے اور انھوں نے میرا ہاتھ پکڑ لیا

تھا اس کے بعد میں نے خود کو ان کے کمرے میں پایا۔ اوہ ... اس میں کوئی شک نہیں کہ وہ دیوتا ہیں"۔

رعموس اور مائرہ دونوں بھوکے تھے۔ اس لئے انھوں نے جی بھر کر کھانا کھایا پھر ایک ساتھ ....

گھٹنوں کے بل بیٹھ کر عظیم خدا کی عبادت کی جس نے انھیں اس جہنمی محل سے بچایا تھا۔ اس دوران

مائی ٹپ اٹھ کر دوسرے کمرے میں سونے کے لئے چلی گئی تھی۔

عبادت کے بعد جب مائرہ نے اپنے جسم سے عبا اتاری تو کھڑے ہوتے ہوئے وہ چیخ اٹھی

"کیا بات ہے"؟ رعموس نے گھبرا کر پوچھا

"میرا پھول"! وہ اپنا گلا ٹٹولتے ہوئے بولی "میرا تعویذ والا پھول کہیں گم ہو گیا ہے"۔

"گم ہو جانے دو"۔ رعموس نے سانس بھرتے ہوئے مسکرا کر کہا "اب تو تم نے اسے پالیا ہے،

جس نے تمہیں وہ پھول دیا تھا"۔

دونوں نے ایک دوسرے کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال دیں۔ یہاں تک کہ مائرہ کے کمھلائے

ہوئے چہرے پر گلاب کی سی سرخی آگئی پھر وہ رعموس کی چوڑی باہوں میں گر گئی

"اوہ رعموس! میرے مالک!

اس وقت صبح ہو رہی تھی جب مائی ٹپ نے ان کے کمرے کے دروازے کو کھٹکھٹا کر انھیں بیدار کیا۔

"اٹھو" وہ چلائی" باہر مسلح آدمیوں نے گھیر ڈال رکھا ہے وہ چار دیواری کے اندر آ گئے ہیں"۔

ان دونوں نے لباس پہنا۔ پھر رعوس نے کھڑکی سے باہر کی سمت دیکھا۔ چار سپاہی دروازہ توڑ رہے تھے جبکہ ان کے عقب میں ایک شخص سیاہ عبا پہنے انھیں اور تیزی سے دروازہ توڑنے کے لئے کہہ رہا تھا۔ رعوس نے اس شخص کو غور سے دیکھا تو خوف کی ایک لہر اس کے جسم میں دوڑ گئی وہ بلیشفر تھا۔

"اب کیا ہو گا؟" سائرہ نے لرزتے ہوئے پوچھا اس نے بھی باہر کا منظر دیکھ لیا تھا۔

"تم اوپر چھت پر چلی جاؤ اور اپنے ساتھ زہر بھی لیتی جانا تاکہ وقت ضرورت تم اسے استعمال کر سکو۔ لیکن میرے خیال میں تم اوپر سے زمین پر چھلانگ لگا دینا اس طرح پھر کوئی بادشاہ تمہیں دیکھنے کی خواہش نہیں کرے گا۔" رعوس بولا

"اور تم؟"

"مرد ہوں نا۔ تلوار چلانے کی طاقت ہاتھوں میں ابھی موجود ہے حالانکہ ایک عرصے سے میں نے تلوار نہیں چلائی ہے پھر بھی جب تک مجھ میں طاقت ہے تلوار میرے ہاتھ میں رہے گی۔ ٹھہرو! مائی ٹپ سے کہو کہ گھر میں موجود دونوں ملازموں کو بلا لائے"۔

کچھ ہی دیر بعد وہ دونوں رعوس کے سامنے کھڑے تھے

"دوستو!" رعوس نے ان سے کہا" یہ گھر خدا کے پیغمبر کا ہے اور اسے مقدس سمجھا جاتا ہے لیکن محل کے چند آدمیوں نے اس پر حملہ کرنے کی جرأت کی ہے تاکہ وہ مجھ سے میری بیوی کو چھین لیں میں تم سے یہ دریافت کرنا چاہتا ہوں کہ تم میرا ساتھ دو گے یا خود کو ان کے حوالے کر دو گے؟ لیکن اس سے پیشتر تم کوئی جواب دو میں تمہیں تمہارے ساتھی اوبل کے بارے میں بتا دینا چاہتا ہوں کہ اسے

بادشاہ کے ملازموں نے گرفتار کر لیا تھا اور کل ہی میں نے محل میں اس کے جسم کو خوفناک اذیتوں کی وجہ سے ٹکڑے ٹکڑے دیکھا ہے اگر تم بھی باہر کے آدمیوں کے ہاتھوں میں زندہ پہنچ گئے تو تمہارا بھی وہی حشر ہوگا"۔

اس کے جواب میں نوبل کے فیصلہ کن انداز میں کہا

"میں آپ کے ساتھ ہوں۔ میں بھی اپنی جوانی کے دنوں میں سپاہی تھا اور اذیتوں سے مرنے کے بجائے لڑتے ہوئے مرنا زیادہ پسند کروں گا"۔

دوسرا ملازم جسے رعوس پہلے ہی سے ناپسند کرتا تھا کچھ کہے بغیر واپس چلا گیا اور پھر وہ انھیں دکھائی نہ دیا لیکن انھوں نے اس کی آخری چیخ اس وقت سنی تھی جس وقت سپاہی دروازہ توڑ کر اندر داخل ہوئے تھے۔

مائرہ اور مائی ٹب چھت پر چلی گئی۔ جانے سے پیشتر مائرہ نے رعوس کا بوسہ لیا اور کہا

"میرے سرتاج! اب میں ہر بات کے لئے تیار ہوں۔ تم ان کا مقابلہ کرتے ہوئے میری فکر نہ کرنا کیونکہ اگر تمہیں کچھ ہو گیا تو میں خوشی خوشی دوسری جگہ جا کر تمہارے آنے کا انتظار کروں گی۔ مجھے وہ درندہ کبھی نہ پا سکے گا"۔ پھر وہ فخر سے سر اونچا کر کے چھت پر چلی گئی۔

رعوس زینہ طے کر کے نیچے پہنچا جہاں نوبل دائیں ہاتھ میں تلوار اور بائیں ہاتھ میں ایک پرانی ڈھال سنبھالے اس کا منتظر تھا۔

نوبل کو دیکھ کر رعوس بولا

"میں تو سمجھا تھا تم بھی دوسرے کے ساتھ چلے گئے"۔

"نہیں" نوبل ہنستے ہوئے بولا "یہ ڈھال اور یہ تلوار میرے پردادا کی ہے جسے میں نے جوانی کے دنوں میں خوب خوب استعمال کیا ہے۔ بابلیوں نے میرے پردادا کو قتل کر دیا تھا۔ اسی کی تلوار سے میں اس کی موت کا بدلہ اس قوم سے لوں گا۔ غلامی کی زندگی بسر کرنے سے زیادہ بہتر ہے سپاہیوں کی طرح لڑ کر مرنا"۔

"نوبل! اگر میں زندہ رہا تو تمہیں ان الفاظ کا پورا پورا انعام ملے گا۔ اب میرے پیچھے آؤ۔ میرے گرنے کے بعد تم مقابلہ کرنا۔"

رعموس نے اس عبا کو جو اسے نائیڈرس نے دی تھی ڈھال کے طور پر استعمال کرنے کے لئے اپنے ہاتھ پر لپیٹ لی کیونکہ اس کے پاس ڈھال نہیں تھی۔

سپاہیوں نے جلدی ہی دروازہ توڑ دیا اور ان کی طرف لپکے۔ رعموس نے سب سے آگے آنے والے کی گردن پر وار کیا وہ چیخ کر ڈھیر ہو گیا۔ اتنے میں دوسرا سپاہی رعموس پر حملہ آور ہو گیا۔ رعموس نے اس کا وار روکنے کے لئے عبا میں لپٹا ہوا ہاتھ اوپر اٹھایا لیکن سپاہی کی تلوار رعموس کے سر سے ٹکرائی اور خون بہہ کر اس کے چہرے کو رنگین کر گیا۔ یہ دیکھ کر نوبل چیخا

"پیچھے ہٹو"۔

اور رعموس لڑکھڑاتا ہوا پیچھے ہٹ کر اندھوں کی طرح زینے طے کرتا ہوا چھت پر پہنچ گیا۔

نوبل نے دانتوں پر دانت جما کر تلوار چلائی اور چشم زدن میں اس سپاہی کی گردن اڑا دی جس نے رعموس کو زخمی کر دیا تھا۔ پھر اس کے بعد وہ بھی چھت پر پہنچ گیا جہاں مائرہ اور نرس مائی ٹپ رعموس کے چہرے سے خون اپنے کپڑوں سے صاف کر رہی تھیں۔

دو بچے ہوئے سپاہی اوپر آ گئے۔ نوبل اور رعموس نے ان پر حملہ کر دیا اور انھیں سنبھلنے کا موقع دیئے بغیر دونوں کو ڈھیر کر دیا۔ وہ خود بھی زخمی ہوئے مگر وہ مائرہ اور مائی ٹپ کے سامنے ڈھال بن کر کھڑے رہے۔

اب خود بیلشضر اوپر آ گیا۔ لیکن وہ حملہ کرنے کی جرأت نہ کر سکا کیونکہ وہ بزدل تھا اور ان دونوں کے ہاتھوں میں تلواریں تھیں۔ وہ وہیں پر کھڑا مدد آنے کا انتظار کرتا رہا۔

"میں نے اور آدمی بلائے ہیں"۔ وہ وہیں سے چیخا "وہ جلدی ہی یہاں آ کر تمہارا خاتمہ کر دیں گے مصری کتے! تم نے سوچا تھا مجھ سے بچ کر فرار ہو جانے میں کامیاب ہو جاؤ گے ... اور تم کامیاب

ہو بھی گئے ہوتے اگر تمہاری اس فاختہ نے اپنا تعویز گرا کر میرے آدمیوں کو پتہ بتا دیا ہوتا کہ تم کس طرف گئے ہو۔" یہ کہتے ہوئے اس نے مائرہ کا پھول والا تعویز نکال کر دکھایا۔ پھر بلشیغز پاگل سا ہو گیا اور اس نے رعوس اور مائرہ کے ساتھ ساتھ پیغمبر دانی ایل اور عظیم خدائے واحد کو گالیاں دیں اور برا بھلا کہا جس نے بقول اس کے کسی شیطانی روح کے ذریعے اس کے محل کی دیوار پر جادوئی تحریر نمایاں کی تھی۔ اس نے پیغمبر دانی ایل کی شان میں گستاخی کی کہ جس نے تحریر کا مطلب بتایا تھا اور اس کے جشن تاج پوشی کو میدان جنگ میں بدل دیا تھا۔ وہ اپنی خوفناک آنکھیں گھماتا ہوا گالیاں اور دھمکیاں دیتا رہا کہ وہ مائرہ کو سپاہیوں کے حوالے کر دے گا اور رعوس کو اس کی آنکھوں کے سامنے تڑپا تڑپا کر مار ڈالے گا۔ اس نے شاہ فارس.... دارائے اعظم کو گالیاں دیں اور قسم کھائی کہ وہ فارسیوں کو زندہ جلا ڈالے گا۔ اسی طرح وہ ہاتھ ہلاتا ہوا چنگھاڑتا رہا۔ پھر جب رعوس کی قوت برداشت جواب دے گئی تو اس نے بلشیغز کو ختم کرنے کے لئے آگے بڑھنا چاہا لیکن اس کے سر کے علاوہ اس کی ران پر بھی گہرا زخم آیا تھا اس لئے وہ لڑکھڑا کر گر پڑا۔

بلشیغز نے اسے مارنے کے لئے چاقو نکال لیا لیکن پھر بھی وہ آگے بڑھنے کی جرأت نہ کر سکا کیونکہ نوبل اب بھی تلوار لئے سامنے کھڑا تھا حالانکہ وہ بھی زخموں کی وجہ سے حرکت کرنے کے قابل نہ تھا۔

بلشیغز اپنے آپ سے بڑبڑانے لگا کہ یہ کس طریقے سے مارے جائیں گے۔

"دیکھو! وہ پھر چیخا "میرے ملازم آ گئے ہیں میں ان کے قدموں کی آوازیں سن رہا ہوں۔ مصری کتے! آخری بار سورج کو دیکھ لے"۔

رعوس نے زینہ پر قدموں کی آواز سنی تو مائرہ سے کہنے لگا

"مائرہ! مرنے کے لئے تیار ہو جاؤ"

"میں تیار ہوں" وہ پرسکون آواز میں بولی اس کی آواز میں کسی بھی قسم کے خوف اور اندیشے کا شائبہ تک نہ تھا۔

زینہ کے دہانے پر ایک آدمی دکھائی دیا جس کے ہاتھ میں تلوار تھی اور چہرے پر لمبے سفر کی تھکان کے اثرات تھے وہ بلیشفر کا کوئی سپاہی نہ تھا بلکہ اس کا خطرناک ترین دشمن بلیس بابلی تھا۔ جس کی آنکھوں میں انتقام کی آگ دہک رہی تھی۔

رعوس نے بلیس کو دیکھ کر ایک گہری سانس لی اور سائرہ کے منہ سے خوشی کی چیخ نکلی بلیشفر نے مڑ کر بلیس کو دیکھا تو سکتے میں آگیا پھر فوراً ہی اس کا چہرہ زرد پڑ گیا منہ لٹک گیا تھر تھر کانپنے لگا اور ہاتھ سے پاس کی دیوار کا سہارا لیا۔

"بادشاہ بلیشفر!" بلیس کی سرسراتی آواز گونجی ایسے جیسے کوئی سانپ پھنکار رہا ہو" تم نے پہچانا مجھے؟ میں وہی ہوں جس کی بدنصیب بیٹی کو تم نے اغوا کر کے ہلاک کر دیا تھا میں نے اسی روز تم سے انتقام لینے کی قسم کھائی تھی اور اب انتقام لینے کا وقت آگیا ہے۔ اب تجھے میرے ہاتھوں سے کوئی نہیں بچا سکتا۔ دیکھ کمینے! اس سڑک کی طرف دیکھ! جو یہاں سے صاف نظر آرہی ہے۔ کیا دکھائی دے رہا ہے؟ سپاہیوں کے دستے آگے بڑھتے نظر آرہے ہیں۔ کیوں؟ ان کا پرچم دیکھو! وہ تمہارا نہیں ہے۔ شاہِ فارس دارا ئے اعظم کا ہے۔ میں نے، بلیس بابلی نے تمہارے آفیسروں کو بہکایا ہے۔ میں نے ناقابلِ تسخیر بابل کا دروازہ کھول دیا ہے۔ تمہارا عظیم محل نیست و نابود ہو چکا ہے۔ خدا کا عذاب تم پر نازل ہوا ہے اب میرا انتقام پورا ہونے والا ہے بلیشفر مرنے کے لئے تیار ہو جاؤ"۔ بلیس خوفناک انداز میں آگے بڑھا۔

بلیشفر پہلے رحم کی درخواست کرنے لگا پھر لپک کر اس نے بلیس پر چاقو سے وار کیا۔ لیکن وہ ناکام رہا۔ بلیس نے پھرتی کے ساتھ اس کا وار خالی کیا اور پھر گھومتے ہوئے اس نے بلیشفر کے چاقو والے ہاتھ پر اپنی تلوار دے ماری اور بلیشفر کا وہ ہاتھ کٹ کر نیچے گر گیا

بلیشفر حلق کے بل چیخ اٹھا۔

بلیس نے انتہائی نفرت کے ساتھ دوسری مرتبہ تلوار بلند کی تو بلیشفر کا سر کٹ کر فرش پر سے لڑھکتا ہوا ماکرہ کے پیروں سے جا لگا اور بلیشفر کا خون اگلتا بے سر کا لاشہ بلیس کے قدموں میں

پھر بلیس نے جھک کر وہ پھول والا تعویز جو بلیشفر کے ہاتھ سے چھوٹ گیا تھا، فرش پر سے اٹھایا اور آگے بڑھ کر مائرہ کے حوالے کر دیا۔ اس نے تعویز مائرہ کے ہاتھ میں تھمایا ہی تھا کہ زینہ پر بھاری قدموں کی آوازیں سنائی دیں اور پھر ساتھ ہی پانچ مسلح سپاہی اندر داخل ہوئے

بلیس نے رعوس سے کہا

"یہ میرے آدمی ہیں رعوس! تم ان ہی کے ساتھ اب عمقس جا سکتے ہو اسی مکان میں رہنے کے لئے جو میں نے مائرہ کے لئے خریدا تھا اور جس میں اب تم دونوں کو خوشیوں کا ایک طویل عرصہ گزارنا ہے۔ اماسس اب تمہارا کچھ نہیں بگاڑ سکتا۔ خدا نے اس سے انتقام لیا ہے وہ اپنی بینائی اور فرعونی دونوں سے محروم ہو چکا ہے[1]۔ تم بلا کسی خوف و ڈر کے عمقس روانہ ہو سکتے ہو۔ میرا انتقام پورا ہو گیا ہے اور اب میں بھی یہاں نہیں رہنا چاہتا۔ میں بھی تمہارے ساتھ ہی چلوں گا۔ بشرطیکہ تم مجھے برداشت کر سکو۔ کیونکہ اب میں بہت بوڑھا ہو چکا ہوں"۔

"بلیس!" رعوس روتے ہوئے بولا "میرے باپ!" پھر وہ بلیس سے لپٹ گیا جس کی آنکھیں پُرنم تھیں۔

مائرہ بوڑھی نرس مائی ٹپ کا سہارا لئے ان دونوں کو دیکھنے لگی۔ اس کی آنکھوں کے خوشی کے آنسو اس کے خوشنما رخساروں پر شبنم کے قطروں کی طرح چمک رہے تھے۔

خدائے برتر کے مقدس نبی دانی ایل کے مقدس مکان کی چھت پر چڑھتے سورج کی سنہری کرنوں میں ایک عجیب اور پُراسرار منظر پیش کر رہی تھی۔

ختم شد

ابن اسماعیل	محلہ صوفی حمام سوپور
۲۷ مئی ۱۹۸۶ء	کشمیر

[1] فرعون اماسس کو چھبیسویں خاندان کے آخری فرعون سمکیس نے ۵۲۵ ق م میں تخت سے اتار دیا تھا۔ (و.)

گلشن پبلیشرز سرینگر کی معیاری اور اہم مطبوعات

کتاب	مصنف	قیمت
خلاصۃ التواریخ	مرزا کمال الدین شیدا	۹۰ قیمت نوے روپے
ارمغانِ شیدا	مرزا کمال الدین شیدا	۳۵ قیمت پینتیس روپے
شبابِ کشمیر	محمد الدین فوق	۴۰ قیمت چالیس روپے
مختصر تاریخِ کشمیر	محمد امین پنڈت	۲۵ قیمت پچیس روپے
کیڑے	ابنِ اسماعیل	۲۵ قیمت پچیس روپے
جموں و کشمیر کے گوجر	آر۔ آر۔ کھوریہ	۳۰ قیمت تیس روپے
اردو کشمیری بول چال	مفتی محمد مقبول	۱۵ قیمت پندرہ روپے
کشمیر اور ڈوگرہ راج	ملک فضل حسین	۴۵ قیمت پینتالیس روپے
للہ دید	جیالال گیرو	۴۰ قیمت چالیس روپے
اردو کی ادبی تاریخ (نیا ایڈیشن)	عبدالقادر سروری	۳۰ قیمت تیس روپے
دردِ جگر	محمد شفیع محبوب	۴ قیمت چار روپے
تلاش	محی الدین مجبور	۷ قیمت سات روپے
قطرے	زینت فردوس زینت	۱۵ قیمت پندرہ روپے
ایک چہرہ پرچھائیوں کا	ڈاکٹر شکیل الرحمٰن	۸ قیمت آٹھ روپے
اقبال اور فنونِ لطیفہ	ڈاکٹر شکیل الرحمٰن	۱۵ قیمت پندرہ روپے

مائے منز زہائے	مکھن لعل کول	قیمت بارہ روپے ۱۲
اسی دُکھ	شملہ مفتی	قیمت بیس روپے ۲۰
ولی عہد	ڈاکٹر کرن سنگھ	قیمت ساٹھ روپے ۶۰
بچوں کی تربیت	ڈاکٹر عبدالرؤف	قیمت دس روپے ۱۰
تفسیرِ اقبال	بہار الہ آبادی	قیمت پچھتر روپے ۷۵
نفسیات اور تعلیمی مسائل	عبدالاحد شاہ	قیمت بیس روپے ۲۰
نظم و نسق مدرسہ اصولِ تعلیم	عبدالاحد شاہ	قیمت بیس روپے ۲۰
ہجر و وصال	مولانا ابوالکلام آزاد	قیمت پندرہ روپے ۱۵
روسو سے ذاکر حسین تک	عبدالاحد شاہ	قیمت پانچ روپے ۵
ابتدائی مدارس میں پڑھانے کا طریقہ	عبدالاحد شاہ	قیمت سات روپے ۷
جامع الشواہد	مولانا ابوالکلام آزاد	قیمت آٹھ روپے ۸
حضرت یوسف علیہ السلام	مولانا ابوالکلام آزاد	قیمت دس روپے ۱۰
تحریکِ آزادی	مولانا ابوالکلام آزاد	قیمت بائیس روپے ۲۲
مضامین البلاغ	مولانا ابوالکلام آزاد	قیمت بیس روپے ۲۰
اصحابِ کہف	مولانا ابوالکلام آزاد	قیمت تیرہ روپے ۱۳
صدائے حق	مولانا ابوالکلام آزاد	قیمت سات روپے ۷
کامیاب استانیاں	رضیہ فرحت	قیمت چھ روپے ۶
نواب فراڈ جنگ بہادر	ابراہیم جلیس	قیمت پندرہ روپے ۱۵

• ان کتابوں کے علاوہ دیگر کتابیں اور ہر قسم کی سٹیشنری خریدنے کے لئے تشریف لائیے

شیخ محمد عثمان اینڈ سنز تاجرانِ کتب گاؤکدل چوک سرینگر کشمیر